درسِ شمائلِ ترمذیؒ

اس میں حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان ہے، مہر نبوت، بال مبارک، لباس مبارک، انگوٹھی مبارک کا ذکر ہے، آپ کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کا انداز مذکور ہے، آپ کے عظیم اخلاق کا بیان ہے اور آپ کے وصال مبارک کا تذکرہ ہے، جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے

www.sukkurvi.com

تصدیق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

افادات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

مکتبۃ الاسلام کراچی

درس
شمائلِ ترمذی

www.sukkurvi.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

درسِ شمائلِ ترمذی

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیۂ مبارک بیان کیا گیا ہے، آپ کی مہرِ نبوت، بال مبارک، لباس مبارک اور انگوٹھی مبارک کا ذکر ہے، آپ کے اُٹھنے بیٹھنے اور بولنے چالنے کا انداز مذکور ہے، آپ کی سنت، آپ کا اُسوہ اور آپ کے عظیم اخلاق کا بیان ہے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کا ایسا تذکرہ ہے جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

تصدیق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

شیخ الحدیث وصدر جامعہ دار العلوم کراچی

افادات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث ومفتی جامعہ دار العلوم کراچی

تخریج وترتیب

مولانا محمد حذیفہ صاحب

رفیق دار الافتاء واستاذ جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

www.sukkurvi.com

حقوقِ طبع محفوظ

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : shahidflour68@gmail.com

www.sukkurvi.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300- 2831960

فون : 021- 35123161 ، 021- 35032020

ای میل : lmaarif@live.com

فہرستِ عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر

- تصدیق ۱۱
- عرضِ مؤلف ۱۲
- مقدمہ ۱۳
- حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ۱۴
- نام ونسب ۱۴
- پیدائش اور وفات ۱۵
- تحصیلِ علم کیلئے اسفار اور مشائخِ کبار سے استفادہ ۱۵
- اساتذۂ کرام کی قدردانی ۱۵
- حضرت امام ترمذیؒ، حضرت امام بخاریؒ کے اُستاذ ۱۵
- غیر معمولی حافظہ ۱۶
- حضرت امام ترمذیؒ کا نابینا ہونا ۱۶
- کنیت ''ابوعیسیٰ'' رکھنے پر اشکال اور جواب ۱۷
- حضرت امام ترمذیؒ کی چند کتب اور علماء میں مقام ۱۸
- ''ترمذی'' نام کے تین بزرگ ۱۸
- شمائلِ ترمذی کا تعارف ۱۸
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کا جامع بیان ۱۹
- شمائلِ ترمذی اور اُس کی شروحات ۲۰

باب نمبر 1 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کا بیان ۲۱
- حلیۂ مبارک پہلے بیان کرنے کی دو وجہیں ۲۱
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسن و جمال حضرت عائشہؓ کی زبانی ۲۱
- حضرت حسان بن ثابتؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کا بیان ۲۲
- جسمِ اطہر کی پانچ خوبیاں ۲۴
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمبارک ۲۵

www.sukkurvi.com

- آنحضرت ﷺ کا رنگ مبارک ۲۵
- آنحضرت ﷺ کے بال مبارک ۲۵
- سر کے بالوں میں اصل سنت ۲۶
- آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ۲۶
- آپ ﷺ کے کتنے بال سفید تھے؟ ۲۷
- ایک اشکال اور اس کا جواب ۲۸
- مرد کیلئے سرخ رنگ کا جوڑا استعمال کرنے کا حکم ۳۰
- جسم مبارک کی پانچ خوبیاں ۳۰
- حلیۂ مبارک کا جامع بیان ۳۱
- چہرۂ انور اور مبارک آنکھیں ۳۷
- حضور ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہونا ۳۸

باب نمبر ۲ حضور اقدس ﷺ کی مہر نبوت کا بیان ۴۰

- مہر نبوت کی کیفیت ۴۰
- دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی مہر ۴۱
- مہر نبوت پر تحریر کردہ الفاظ ۴۱
- حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تین علامات ۴۳
- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ ۴۵

باب نمبر ۳ حضور اقدس ﷺ کے بال مبارک کا بیان ۴۷

- میاں بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا ۴۸
- حضور ﷺ کے بالوں کی کیفیت ۴۹
- اہل کتاب کی موافقت نہ کرنے کا بیان ۵۰

باب نمبر ۴ حضور اقدس ﷺ کے کنگھا کرنے کا بیان ۵۲

- محترم کام دائیں طرف سے شروع کرنا ۵۴
- کنگھی کا استعمال بقدر ضرورت کرنا ۵۵

باب نمبر ۵ حضور اقدس ﷺ کے بڑھاپے کا بیان ۵۶

- آنحضرت ﷺ کے سفید بالوں کی تعداد ۵۶
- آنحضرت ﷺ کے بال سفید ہونے کی وجہ ۵۶

www.sukkurvi.com

❁ آنحضرت ﷺ کے خضاب لگانے میں اختلاف ۵۷

باب نمبر ۶ حضور اقدس ﷺ کے خضاب فرمانے کا بیان ۶۱

❁ آنحضرت ﷺ نے خضاب لگایا یا نہیں؟ ۶۱

❁ خضاب لگانے کی شرعی حیثیت ۶۲

باب نمبر ۷ حضور اقدس ﷺ کے سرمہ کا بیان ۶۳

❁ سرمہ کے فوائد ۶۵

باب نمبر ۸ حضور اقدس ﷺ کے لباس کا بیان ۶۷

❁ اسلامی لباس اور اس کے اصول ۶۹

❁ پہلا اصول ۶۹

❁ دوسرا اصول ۷۰

❁ تیسرا اصول ۷۰

❁ چوتھا اصول ۷۰

❁ پانچواں اصول ۷۰

❁ چھٹا اصول ۷۰

❁ حضور اقدس ﷺ کا پسندیدہ لباس "کرتہ" ۷۱

❁ کُرتے کی آستین کا گٹوں تک ہونا ۷۱

❁ قمیص کا گریبان کھلا رکھنا ۷۲

❁ علمِ حدیث حاصل کرنے کے شوق کا ایک واقعہ ۷۳

❁ کپڑا پہننے کی مسنون دعا ۷۴

❁ مُنقّش چادر کا پسندیدہ ہونا ۷۵

❁ آنحضرت ﷺ کا سُرخ لباس پہننا ۷۵

❁ نبی کریم ﷺ کا زعفرانی چادر استعمال فرمانا ۷۷

❁ سفید لباس پہننے کی ترغیب ۷۸

باب نمبر ۹ حضور اقدس ﷺ کے گزر بسر کا بیان ۸۰

باب نمبر ۱۰ حضور اقدس ﷺ کے موزوں کا بیان ۸۲

باب نمبر ۱۱ حضور اقدس ﷺ کے جوتے کا بیان ۸۴

❁ جوتے کے ساتھ وضو کرنا ۸۶

www.sukkurvi.com

- جوتے پہن کر نماز پڑھنا ۸۷
- ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت ۸۷
- دایاں جوتا پہلے پہننا ۸۸
- ایک تسمے والے جوتے کی ابتداء ۸۹

باب نمبر ۱۲ حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی کا ذکر ۸۹

باب نمبر ۱۳ حضور اقدس ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ۹۴

- انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے؟ ۹۴

باب نمبر ۱۴ حضور اقدس ﷺ کی تلوار کا بیان ۹۹

باب نمبر ۱۵ حضور اقدس ﷺ کی زرہ کا بیان ۱۰۱

باب نمبر ۱۶ حضور اقدس ﷺ کے خود کا بیان ۱۰۳

باب نمبر ۱۷ حضور اقدس ﷺ کے عمامہ کا بیان ۱۰۵

- شملہ کی مقدار ۱۰۶

باب نمبر ۱۸ حضور اقدس ﷺ کی لنگی کا بیان ۱۰۹

باب نمبر ۱۹ حضور اقدس ﷺ کے چلنے کی کیفیت کا بیان ۱۱۲

باب نمبر ۲۰ حضور اقدس ﷺ کے سر پر کپڑا رکھنے کا بیان ۱۱۴

باب نمبر ۲۱ حضور اقدس ﷺ کی نشست اور بیٹھنے کی کیفیت کا بیان ۱۱۵

باب نمبر ۲۲ حضور اقدس ﷺ کے ٹیک لگانے کا بیان ۱۱۷

- کبیرہ گناہوں کی تعداد ۱۲۰

باب نمبر ۲۳ حضور اقدس ﷺ کے (انسان پر) ٹیک لگانے کا بیان ۱۲۱

باب نمبر ۲۴ حضور اقدس ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کی کیفیت کا بیان ۱۲۳

باب نمبر ۲۵ حضور اقدس ﷺ کی روٹی کا بیان ۱۲۵

باب نمبر ۲۶ حضور اقدس ﷺ کے سالن کا بیان ۱۳۰

باب نمبر ۲۷ حضور اقدس ﷺ کے کھانے کے وقت وضو کا بیان ۱۴۹

باب نمبر ۲۸ ان کلمات اور دعاؤں کا بیان جو حضور اقدس ﷺ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ ۱۵۱

باب نمبر ۲۹ حضور اقدس ﷺ کے (پانی کے) پیالہ کا بیان ۱۵۵

باب نمبر ۳۰ حضور اقدس ﷺ کے پھلوں کا بیان ۱۵۵

www.sukkurvi.com

باب نمبر ۳۱ حضور اقدس ﷺ کے پینے کی چیزوں کا بیان ۱۵۹
❁ حضرت امام ترمذیؒ کا حدیثِ عائشہؓ پر کلام ۱۶۲
باب نمبر ۳۲ حضور اقدس ﷺ کے پینے کے انداز کا بیان ۱۶۲
باب نمبر ۳۳ حضور اقدس ﷺ کے خوشبو لگانے کا بیان ۱۶۷
باب نمبر ۳۴ حضور اقدس ﷺ کی گفتگو کا بیان ۱۷۱
باب نمبر ۳۵ حضور اقدس ﷺ کے ہنسنے کا بیان ۱۷۵
باب نمبر ۳۶ حضور اقدس ﷺ کے مزاح کا بیان ۱۸۳
باب نمبر ۳۷ اشعار کے متعلق حضور اقدس ﷺ کے ارشادات ۱۸۸
باب نمبر ۳۸ حضور اقدس ﷺ کے رات کی قصہ گوئی کا بیان ۱۹۶
❁ حدیثِ اُمِّ زرع ۱۹۷
❁ پہلی عورت کی گفتگو ۱۹۸
❁ دوسری عورت کی گفتگو ۱۹۸
❁ تیسری عورت کی گفتگو ۱۹۹
❁ چوتھی عورت کی گفتگو ۱۹۹
❁ پانچویں عورت کی گفتگو ۲۰۰
❁ چھٹی عورت کی گفتگو ۲۰۰
❁ ساتویں عورت کی گفتگو ۲۰۱
❁ آٹھویں عورت کی گفتگو ۲۰۱
❁ نویں عورت کی گفتگو ۲۰۲
❁ دسویں عورت کی گفتگو ۲۰۲
❁ گیارہویں عورت (اُم زرع) کی گفتگو ۲۰۳
❁ ابوزرع کی ماں کا حال ۲۰۴
❁ ابوزرع کے بیٹے کا حال ۲۰۴
❁ ابوزرع کی بیٹی کا حال ۲۰۴
❁ ابوزرع کی باندی کا حال ۲۰۵
❁ ابوزرع کے طلاق دینے کا واقعہ ۲۰۵
❁ اُم زرع کی دوسری شادی ۲۰۵
❁ آنحضرت ﷺ کی ابوزرع سے تشبیہ ۲۰۶
❁ مذکورہ حدیث سے ہمارے لئے سبق ۲۰۶

www.sukkurvi.com

باب نمبر ۳۹ حضور اقدس ﷺ کے سونے کا بیان ۲۰۷
باب نمبر ۴۰ حضور اقدس ﷺ کی عبادت کا بیان ۲۱۲
باب نمبر ۴۱ چاشت کی نماز کا بیان ۲۲۷
باب نمبر ۴۲ گھر میں نفل نماز کا بیان ۲۳۲
باب نمبر ۴۳ حضور اقدس ﷺ کے روزہ کا بیان ۲۳۳
باب نمبر ۴۴ حضور اقدس ﷺ کی قراءت کا بیان ۲۴۲
باب نمبر ۴۵ حضور اقدس ﷺ کے رونے کا بیان ۲۴۶
باب نمبر ۴۶ حضور اقدس ﷺ کے بستر کا بیان ۲۵۱
باب نمبر ۴۷ حضور اقدس ﷺ کی تواضع کا بیان ۲۵۳
❁ گھر تشریف آوری کے بعد آنحضرت ﷺ کا معمول ۲۵۹
❁ گھر سے باہر آنحضرت ﷺ کا معمول ۲۶۱
❁ حضور اقدس ﷺ کی مجلس کا حال ۲۶۳
❁ حضور اقدس ﷺ کی تواضع اور انکساری ۲۶۴
❁ گھر میں حضور اقدس ﷺ کا معمول ۲۶۶
باب نمبر ۴۸ حضور اقدس ﷺ کے اخلاق کا بیان ۲۶۷
باب نمبر ۴۹ حضور اقدس ﷺ کی حیاء کا بیان ۲۷۷
باب نمبر ۵۰ حضور اقدس ﷺ کے حجامہ کروانے کا بیان ۲۷۸
باب نمبر ۵۱ حضور اقدس ﷺ کے ناموں کا بیان ۲۸۲
باب نمبر ۵۲ حضور اقدس ﷺ کے گزر اوقات کا بیان ۲۸۳
باب نمبر ۵۳ حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک کا بیان ۲۹۴
باب نمبر ۵۴ حضور ﷺ کے وصال کا بیان ۲۹۷
❁ تین باتوں کی تعلیم ۲۹۹
باب نمبر ۵۵ حضور اقدس ﷺ کی میراث کا بیان ۳۰۹
باب نمبر ۵۶ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان ۳۱۴
❁ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی آخر میں دو نصیحتیں ۳۱۹
❁ پہلی نصیحت ۳۱۹
❁ دوسری نصیحت ۳۱۹

www.sukkurvi.com

تصدیق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین! أمّا بعد!

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب "الشمائل" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت وسنت، اخلاق وعادات کے بارے میں مقبول عام کتاب ہے۔ اور درسِ نظامی کے مدارس میں دورۂ حدیث کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ اسکی مختلف زبانوں میں مفصل شروح بھی لکھی گئی ہیں۔

ہمارے جامعہ دار العلوم کراچی کے موفق اُستاذ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح وتزکیہ کے میدان میں خاص طور پر بڑی توفیق سے نوازا ہے۔ انہوں نے جامعہ میں شمائلِ ترمذی کا درس دیا، تو انکی تقاریر ضبط کی گئیں، اور اب وہ بفضلہٖ تعالیٰ طباعت کیلئے تیار ہیں۔

الحمد للہ تعالیٰ اس تقریر میں متعلقہ احادیث کی نہ صرف دلنشین تشریح کی گئی ہے، بلکہ ہر حدیث سے ہمیں اپنی عملی زندگی میں جو سبق ملتے ہیں، ان کو بطور خاص نمایاں کیا گیا ہے۔

اسکے مطالعے سے ان شاء اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ترقی ہوگی، اور اتباعِ سنت کا جذبہ بیدار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر اسے خاص وعام کیلئے نافع بنائیں، آمین

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

www.sukkurvi.com

عرضِ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله ربّ العٰلمين. والصّلوٰة والسّلام على
رسوله الكريم محمّد واٰله واصحابه اجمعين.
وعلى كلّ من تبعهم باحسان الى يوم الدّين

أمّا بعد!

اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعامات و احسانات میں سے بندہ پر ایک کرم یہ بھی ہے کہ دورۂ حدیث میں تین چار سال سے، احقر کے پاس مسلم شریف جلد اوّل کے بعد، حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور اور مقبول عام کتاب "الشمائل" درساً ہوتی ہے اور ہر سال اس کا درس ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کیا جاتا ہے، بار بار دل میں تقاضا ہوا کہ اس کو مرتب کروا کر اور ضروری ترمیم و اضافہ کے بعد اس کو شائع کیا جائے، کیونکہ اس کا مطالعہ ہر عام و خاص کے لئے بہت نافع اور مفید ہے۔

اس مقصد کے لئے عزیزم مولوی محمد حذیفہ رفیقِ دار الافتاء و اُستاذ دار العلوم کراچی سے اس کی درخواست کی جو موصوف نے بخوشی قبول کی، چنانچہ وہ "شمائلِ ترمذی" کا درس تھوڑا تھوڑا مرتب کر کے احقر کو دکھاتے رہے، ما شاء اللہ موصوف نے بڑے قاعدے اور سلیقے سے اس کو لکھا ہے اور بقدر ضرورت تخریج بھی کردی ہے۔ اس خدمت پر انکے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ، آمین

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل" میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیۂ مبارکہ، اور آپ کی پاکیزہ سیرتِ طیبہ، محبوب سنتیں، پیاری پیاری ادائیں اور اخلاق و عادات بڑے دلکش انداز میں جمع فرمائی ہیں، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت، بال مبارک، لباس مبارک اور انگوٹھی مبارک کا ذکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھنے بیٹھنے، بولنے چالنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کا پاکیزہ انداز ذکر کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کا مبارک اُسوہ اور آپ کے عظیم اخلاق کا بیان ہے، کتاب کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کا ایسا تذکرہ ہے جس سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد و عورت کے دل میں، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ترقی ہوگی، اور اتباعِ سنت کا جذبہ بیدار ہوگا، اس مقصد کے لئے حضرت امام ترمذیؒ کی کتاب "الشمائل" بے مثال اور پُر اثر ہے، اس کی شرح لکھنے کی اصل غرض بھی یہی ہے اور اس کا نام

www.sukkurvi.com

"درسِ شمائلِ ترمذیؒ" رکھا گیا ہے۔

اس میں احادیثِ طیبہ کا آسان اور عام فہم ترجمہ کیا گیا ہے اور دلنشین تشریح کی گئی ہے، بلکہ ہر حدیث سے عملی زندگی میں جو سبق ملتے ہیں، ہر باب کے شروع میں ان کو نمایاں کیا گیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی اُمید ہے اور دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو طلبہ و طالبات کے علاوہ عام مسلمان خواتین وحضرات کے لئے بھی نافع اور مفید بنائیں اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

اٰمین. بحرمة سيد المرسلين محمد و اٰله واصحابه اجمعين

○

۵ رشعبان المعظم ۱۴۳۵ھ

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ

استاذ الحدیث ومفتی جامعہ دار العلوم کراچی

www.sukkurvi.com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللہ ربّ العٰلمین. والصّلوٰة والسّلام علیٰ
رسوله الکریم محمّد واٰله واصحابه اجمعین.
أمّا بعد!

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا تعارف

عام طور پر کسی کتاب کا درس شروع کرنے سے پہلے، اُس کتاب کے مصنف اور کتاب کا تعارف کرانا ضروری ہوتا ہے، تاکہ کتاب کا پڑھنا بصیرت کے ساتھ ہو اور اس سے استفادہ آسان ہو، اس لئے اختصار کے ساتھ پہلے مصنف حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی لکھے گئے ہیں، اس کے بعد ان کی کتاب ''شمائلِ ترمذی'' کا تعارف کرایا گیا ہے۔

نام ونسب

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا پورا نام محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ ہے، کنیت ابوعیسیٰ اور وطن کی نسبت ''بوغی'' اور ''ترمذی'' ہے، علامہ بقاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کے آباء و اجداد شہر ''مرو'' کے باشندے تھے، پھر خراسان کے شہر ''ترمذ'' میں منتقل ہو گئے تھے، جو دریائے جیحون کے کنارے پر ایک مشہور شہر تھا، اس شہر سے بڑے بڑے علماء و محدثین پیدا ہوئے، اس لئے اس کو ''مدینۃ الرجال'' کہا جاتا تھا، اس شہر کے چند فرسخ کے فاصلہ پر ''بوغ'' نامی قصبہ آباد تھا، حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ اسی قصبہ میں پیدا ہوئے، اسی لئے ان کو ''بوغی'' بھی کہتے ہیں اور ''ترمذی'' بھی، لیکن چونکہ ''بوغ''، ''ترمذ'' کے مضافات میں واقع تھا، اس لئے ''ترمذی'' کی نسبت زیادہ مشہور ہوئی۔

لفظ ''ترمذ'' کا صحیح تلفظ کیا ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں:-

①... تاء اور میم دونوں پر پیش ہو، یعنی تُرمُذ

②... تاء پر فتحہ اور میم پر کسرہ ہو، یعنی تَرمِذ

③... تاء اور میم دونوں پر فتحہ ہو، یعنی تَرمَذ

④... تاء اور میم دونوں پر کسرہ ہو، یعنی تِرمِذ

www.sukkurvi.com

اور یہ آخری قول زیادہ معروف ومقبول ہے۔

پیدائش اور وفات

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا سنِ پیدائش ۲۰۹ھ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ۲۰۰ھ ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ راجح ہے، آپ کی وفات بالاتفاق ۲۷۹ھ میں ہوئی۔ اس طرح کل عمر ستر (۷۰) سال ہے۔

تحصیلِ علم کیلئے اَسفار اور مشائخِ کبار سے استفادہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے اپنے وطن میں رہ کر علم حاصل کیا، اس کے بعد طلبِ علم کے لئے حجاز، مصر، شام، کوفہ، بصرہ، خراسان اور بغداد کے سفر بھی کئے اور اپنے وقت کے بڑے بڑے شیوخِ حدیث سے علم حاصل کیا، جن میں امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ابوداؤد سجستانی، احمد بن منیع، محمد بن المثنی، محمد بن بشار، ہناد بن السری، قتیبہ بن سعید، محمود بن غیلان، اسحاق بن موسی الانصاری رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں، اور ان کے علاوہ بھی سینکڑوں محدثین سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے علم حاصل کیا۔

اساتذۂ کرام کی قدردانی

تمام اساتذہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو تو آپ سے بہت ہی تعلق تھا، بعض روایات میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ سے فرمایا: "ما انتفعتُ بک اکثر مما انتفعتَ بی" حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر شاگرد ذہین اور ذی استعداد ہو تو استاذ اسے پڑھانے میں زیادہ محنت کرتا ہے، جس سے خود اُستاذ کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت امام ترمذیؒ، حضرت امام بخاریؒ کے اُستاذ

اسکے علاوہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ بعض احادیث میں اپنے استاذ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے بھی استاذ ہیں۔ کیونکہ چند حدیثیں خود حضرت امام بخاریؒ نے ان سے سنی ہیں، چنانچہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں ایسی دو حدیثوں کے بارے میں تصریح کی ہے کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مجھ سے سنی ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لایحلّ لأحد ان یَجْنُبَ فی ھذا المسجد غیری وغیرک۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

وقد سمع محمد بن اسماعيل مني هذا الحديث واستغربه۔ ❶

اسی طرح ترمذی شریف کی کتابُ التفسیر میں سورۂ حشر کی تفسیر کے تحت ایک حدیث آئی ہے، وہاں بھی حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کی تشریح فرمائی ہے۔

غیر معمولی حافظہ

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے، اور اس سلسلہ میں آپ کے کئی واقعات مشہور ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "بُستان المحدثین" میں ان کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کو کسی شیخ سے احادیث کے دو صحیفے اجازۃً پہنچے تھے، ایک مرتبہ وہ سفر میں تھے کہ راستہ میں کسی منزل پر ان شیخ سے ملاقات ہوگئی، حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ جو صحیفے ان کے پاس اجازۃً پہنچے ہیں، ان کو قراءۃً، شیخ سے حاصل کرلیں۔ چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ان اجزاء کی قرأت کی درخواست کی، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست منظور فرمالی، اور کہا وہ اجزاء لے آؤ، حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محمل میں جا کر ان اجزاء کو اپنے سامان میں تلاش کیا تو وہ نہ مل سکے، اور پتہ چلا کہ وہ اجزاء تو گھر پر رہ گئے ہیں، اور ان کی جگہ سادے کاغذ رکھے ہوئے ہیں، بڑے پریشان ہوئے، پھر یہ ترکیب اختیار کی کہ وہی سادہ کاغذ لے کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے، شیخ نے احادیث پڑھنی شروع کردیں، اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سادہ کاغذ پر نظر جمائے یہ ظاہر کرتے رہے کہ لکھے ہوئے اجزاء کا شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت سے موازنہ کر رہے ہیں، اچانک شیخ کی نظر سادہ کاغذ پر پڑی، تو شیخ نے ناراض ہوکر فرمایا: "اما تستحی منی؟" اس موقع پر حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ آپ نے جتنی احادیث سنائی ہیں وہ سب کی سب مجھے یاد ہوگئی ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سنانے کا مطالبہ کیا تو حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مِن وعَن تمام احادیث سنادیں۔ شیخ نے فرمایا: "لعلک استظهرتها من قبل" حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ مجھے ان کے علاوہ احادیث سنائیں۔ چنانچہ شیخ نے مزید چالیس احادیث سنائیں اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً مِن وعَن وہ دُہرادیں۔ شیخ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور فرمایا: "ما رأیت مثلک"

حضرت امام ترمذیؒ کا نابینا ہونا

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام ترمذی "اکمہ" یعنی مادر زاد نابینا تھے، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا کہ یہ قول درست نہیں، بلکہ وہ شروع میں نابینا نہ تھے، جیسا کہ ان کے بعض

❶ ترمذی: ج: ۲ ابواب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

www.suhkurvi.com

واقعات سے معلوم ہوتا ہے، ہاں آخری عمر میں خشیتِ الٰہی کے غلبہ کی وجہ سے بہت روتے تھے، جس کی وجہ سے بینائی جاتی رہی۔ اللّٰھم اغفر لہٗ وارحمہٗ وعافہٖ واعف عنہ۔ آمین

کنیت ''ابوعیسیٰ'' رکھنے پر اشکال اور جواب

حضرت امام ترمذی کی کنیت ''ابوعیسیٰ'' ہے، اور وہ اسی کنیت سے جامع ترمذی میں اپنے اقوال ذکر کرتے ہیں، لیکن اس میں کلام ہوا ہے کہ یہ کنیت رکھنا کہاں تک جائز ہے؟ کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت موسیٰ بن علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ابوعیسیٰ کنیت رکھنے سے منع فرمایا، جس کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں تھا۔ ❶ اور اس کنیت سے فسادِ عقیدہ کا شبہ ہوتا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ کنیت کیوں اختیار کی؟ اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کو ممانعت والی حدیث نہیں پہنچی ہوگی۔ لیکن یہ بات بہت بعید ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ جیسے حافظ حدیث سے ایسی معروف حدیث پوشیدہ رہ گئی ہو۔

اس لئے بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ ممانعت والی حدیث خلاف اولیٰ پر محمول ہے نہ کہ تحریم پر، لیکن اس پر بھی شبہ ہوتا ہے کہ اہل تقویٰ کے نزدیک ناجائز اور خلاف اولیٰ دونوں قسم کے افعال متروک ہونے میں برابر ہوتے ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ ورع وتقویٰ کے جس مقام پر تھے، اس سے یہ بعید ہے کہ انہوں نے بلاوجہ اس خلاف اولیٰ کا ارتکاب کیا ہو۔

بعض لوگوں نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث میں ممانعت سے نہی تنزیہی مراد ہے، اس لئے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ لیکن یہ بات بھی حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے ورع وتقویٰ سے بعید ہے۔

اس لئے سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اختیار کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

اس حدیث کی بناء پر حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہوگا کہ یہ کنیت رکھنا ابتدائے اسلام میں فسادِ عقیدہ سے بچنے کیلئے ممنوع تھا۔ بعد میں اجازت ہوگئی، گویا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی ممانعت والی حدیث

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۵۷

www.sukurvi.com

اسلام کے ابتدائی دور پر محمول ہے، پھر اسلامی عقائد کے راسخ ہو جانے کے بعد یہ ممانعت بھی ختم ہو گئی، چنانچہ جواز کا حکم حضرت شعبہؒ کی حدیث سے معلوم ہوا۔ ❶

حضرت امام ترمذیؒ کی چند کتب اور علماء میں مقام

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے معاصرین اور بعد کے علماء نے زبردست تعریفی کلمات ارشاد فرمائے ہیں، جو صاحب "تحفۃ الاحوذی" نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کئے ہیں۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کی تین کتب آج تک ان کی یادگار چلی آرہی ہیں۔ ایک "جامع ترمذی" دوسری کتاب "الشمائل" تیسری کتاب "العلل" اس کے علاوہ علامہ ابن ندیمؒ نے "فہرست" میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب "تاریخ" بھی لکھی تھی، اور حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایۃ والنہایۃ" میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے ترجمہ کے تحت ان کی ایک تفسیر کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن ان کی یہ تفسیر اور تاریخ اب نایاب ہیں۔

"ترمذی" نام کے تین بزرگ

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ "ترمذی" کے نام سے تین بزرگ معروف ہیں۔ ایک حضرت امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، صاحب الجامع جن کا تذکرہ اُوپر کیا گیا، دوسرے امام ابو الحسین محمد بن الحسین الترمذی، یہ بھی جلیل القدر محدثین میں سے ہیں، اور بخاری میں ان کی ایک روایت موجود ہے، تیسرے حضرت امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ جو صوفی اور مؤذن تھے اور جن کی کتاب "نوادر الاصول" ہے جو زیادہ تر احادیث ضعیفہ پر مشتمل ہے۔ ❷ واللہ اعلم

شمائلِ ترمذی کا تعارف

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ کتاب "شمائلِ ترمذی" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور شمائل میں بہت عمدہ تحریر فرمائی ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال فطری خوبیاں اور آپ کا منفرد حسن وجمال بیان فرمایا ہے اور آپ کے اخلاق حسنہ اور خصائلِ حمیدہ کو ذکر کیا ہے۔ جن کا جاننا ہر مسلمان کی ضرورت ہے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واعمال، سنتیں اور عادات اختیار کریں۔ جبکہ ہمارے زمانہ میں ہر طرف فتنے برپا ہیں۔ بدعات اور ناجائز رسمیں رائج ہیں۔ سنتوں پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے اور اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے یہ جامع ارشادات بھلا چکے ہیں:-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ

---

❶ مأخذہ سنن ابی داؤد، بذل المجہود، مقدمۃ الکوکب الدری وغیرہ

❷ ماخذہ: درس ترمذی جلد اوّل از صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۷

www.sukkurvi.com

اَلْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝۲۱ ❶

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ ❷

اور حضور ﷺ کے یہ ارشادات پس پشت ڈال دیے گئے ہیں:-

عن جابر رضی اللہ عنہ: قال قال رسول اللہ ﷺ: اما بعدُ! فانّ خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الهدی هدی محمد (ﷺ) وشرّ الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة۔ ❸

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ کل امتی یدخلون الجنّة الا من ابیٰ قیل ومن ابیٰ؟ قال من اطاعنی دخل الجنّة ومن عصانی فقد ابیٰ۔ ❹

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من تمسک بسنّتی عند فساد اُمّتی فله اجرُ مائة شهید۔ ❺

عن بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من احییٰ سنّةً من سنّتی قد اُمیتَت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئاً ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها اللہ ورسوله کان علیه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ینقص ذالک من اوزارهم شیئاً۔ ❻

حضور ﷺ کی سیرت وصورت کا جامع بیان

ایسے حالات میں حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ، آپ ﷺ کے اخلاق واعمال، آپ کی سنتیں اور آداب کے جاننے اور عمل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس مختصر اور جامع کتاب میں حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی سیرت وصورت کو بے مثال طریقہ سے واضح فرمایا ہے، جس کی وجہ سے اس کتاب کے پڑھنے والے کو ہر باب میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی روشن اور منور ذات کو پڑھ رہا ہے اور اس کے ہر باب سے آپ کی خوبیاں اور کمالات اس پر عیاں ہوتے ہیں، اس کے بعد ان کو اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہی مطلوب اور مقصود ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات واحادیث سے واضح ہے۔

---

❶ سورۃ الاحزاب: ۲۱، ❷ سورۃ آل عمران: ۳۱، ❸ رواہ مسلم، ❹ رواہ البخاری، ❺ رواہ البیہقی، ❻ رواہ الترمذی

www.sukkurvi.com

شمائلِ ترمذی اور اُس کی شروحات

بہر حال حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس میں چھپن (۵۶) ابواب قائم فرمائے ہیں اور ان میں چار سو سے زیادہ احادیثِ طیبہ ذکر فرمائی ہیں۔ اسی لئے علماءِ اُمت نے شمائلِ ترمذی کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کی بڑی تعریف فرمائی ہے اور اس کی بڑی خدمت کی ہے، چنانچہ اس کی تشریح و توضیح کے لئے بہتر (۷۲) کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔

①... جمع الوسائل فی شرح الشمائل

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ

②... المواهب اللدنیة علی الشمائل المحمدیة

الشیخ ابراهیم بن محمد الباجوری رحمہ اللہ

③... تهذیب التهذیب

علامہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

④... شرحِ کبیر

للحافظ محمد عبد الرؤف المُناوی رحمہ اللہ

⑤... خصائل نبوی شرح شمائل الترمذی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

نیز علماء کرام نے شمائلِ ترمذی کے تقریباً ۱۵ مختصرات بھی مرتب فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

①... اختصار الشمائل

شیخ الاسلام عبد اللہ بن حجازی الشرقاوی المصری رحمہ اللہ

②... تهذیب الشمائل

الشیخ الفقیہ محمد بن عمر بن حمزة الانطاکی رحمہ اللہ

③... شرحِ صغیر

للحافظ محمد عبد الرؤف المناوی رحمہ اللہ

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان

شمائلِ ترمذی کا یہ پہلا باب ہے، لفظِ خلق دو طرح سے آتا ہے، ایک لفظ خَلَق، یہ ظاہری شکل و صورت کو کہتے ہیں اور پیدا کرنے کو کہتے ہیں اور دوسرا خُلُق، یہ باطنی اخلاق کو کہتے ہیں، اس کی جمع اخلاق آتی ہے۔ یہاں لفظِ خَلَق ہے، یعنی حضور ﷺ کی شکل و صورت کا بیان ہے اور خُلُق یعنی اخلاق و عادات کا بیان آگے آئے گا۔

حلیہ مبارک پہلے بیان کرنے کی دو وجہیں

حضرت امام ترمذیؒ نے نبی کریم ﷺ کا حلیۂ مبارک، آپ کی شکل و صورت کی کیفیت اور آپ کی ذاتِ اقدس میں جو حسن و جمال اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا تھا پہلے اس کا ذکر فرمایا ہے اور خُلُق یعنی اخلاق و شمائل کا ذکر بعد میں کیا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:-

①... انسان کا ظاہر پہلے نظر آتا ہے، باطن بعد میں نظر آتا ہے، چنانچہ نظر ڈالنے سے پہلے آدمی کا ظاہر نظر آتا ہے، پھر جب آدمی قریب آتا ہے اور پاس بیٹھتا ہے تو اس کا باطن نظر آتا ہے، اس بناء پر پہلے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان فرمایا پھر آپ کے شمائل اور خصائل کو ذکر فرمایا۔

②... دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کا ظاہر اُس کے باطن تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، باطن اصل ہے اور ظاہر تابع ہے، اور پہلے تابع آتا ہے پھر متبوع آتا ہے، اسی طرح پہلے وسیلہ آتا ہے پھر مقصود آتا ہے، جیسے پہلے وضوء ہوتا ہے پھر نماز ہوتی ہے۔ حضرت امام ترمذیؒ کا مقصد یہ ہے کہ پہلے حضور ﷺ کے ظاہری حسن و جمال کو پڑھیں اور آپ کے عشق و محبت میں ڈوب جائیں، اس کے بعد پھر آپ کے باطنی کمالات کو پڑھیں اور انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا اٰمِين

حضرت امام ترمذیؒ نے اس باب میں (۱۴) احادیثِ طیبہ ذکر فرمائی ہیں جن سے حضور ﷺ کا حُسن اور جمال جہاں آراء ظاہر ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کا حُسن و جمال حضرت عائشہؓ کی زبانی

اس کتاب میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو پڑھنے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک شعر سن لیں جس میں انہوں نے آپ ﷺ کی ظاہری خوبصورتی اور آپ کے حسن و جمال کو نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ صرف وہ آپ ہی کا مقام ہے کیوں کہ وہ بڑی فصیحہ اور بلیغہ تھیں اور جو فصیح اور بلیغ ہوتا ہے اس کے کلام میں فصاحت اور بلاغت نمایاں ہوتی ہے۔ وہ مشہور شعر یہ ہے ؎

www.sukkurvi.com

لَوَامِي زُلَيْخَا لَوْ رَأَيْنَ جَبِيْنَهُ لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَى الْأَيْدِي

ترجمہ

زلیخا کو ملامت کرنے والی سہیلیاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بجائے اگر حضور ﷺ کی پیشانی دیکھ لیتیں تو اپنی انگلیاں کاٹنے کے بجائے دل پھاڑ دیتیں، یعنی ان سے حضور ﷺ کا حسن و جمال برداشت نہ ہوتا۔

بلا شبہ حضرت یوسف علیہ السلام بہت حُسن و جمال والے تھے مگر حضور ﷺ کا جمال ان سے بڑھ کر تھا۔

حضرت حسان بن ثابتؓ سے حضور ﷺ کے حُسن کا بیان

اسی طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو شاعرِ اسلام ہیں اور حضور ﷺ کے شاعر ہیں انہوں نے بھی نہایت خوبصورت انداز میں آپ کا کمال اور جمال بیان فرمایا ہے جو اُنہی کا حصہ ہے، اُن کے مشہور ومعروف اشعار یہ ہیں۔

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ

میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا، اور کسی عورت نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی خوبصورت بچہ جنا ہی نہیں، آپ ﷺ کو ہر قسم کے عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے، گویا آپ ﷺ کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے جس طرح آپ ﷺ چاہتے تھے۔

اسی لئے امام قرطبیؒ اور دیگر بعض حضرات نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے حسن وجمال کا اتنا ہی حصہ دنیا میں ظاہر فرمایا ہے جتنا صحابۂ کرام برداشت کرسکیں، اگر پورا حسن و جمال ظاہر فرمادیتے تو کسی میں آپ ﷺ کا چہرۂ انور کی طرف دیکھنے کی بھی طاقت نہ ہوتی، جیسے اللہ جل شانہ کو دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا ایسے ہی آپ کا حسن بھی اگر اللہ تعالیٰ پورا ظاہر فرمادیتے تو کوئی آپ کا چہرہ دیکھنے کی تاب نہ رکھتا، اور کسی میں اس کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔

اسی طرح حضرت شیخ سعدیؒ نے بھی اپنے ایک رباعی میں آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات وغیرہ کے بارے میں سب کچھ ہی بیان فرمادیا ہے، آپ کا حسن و جمال بھی اور آپ کے عالی اخلاق بھی بیان فرمادیئے، وہ رباعی یہ ہے۔

www.sukkurvi.com

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ　　کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ (ﷺ)

ترجمہ

حضرت محمد ﷺ اپنے کمال کی وجہ سے بلندیوں پر پہنچے، انہوں نے اپنے جمال سے (کفر و گمراہی کی) تاریکیوں کو دُور کیا، اُن کی تمام خصلتیں خوب ہیں، اُن پر اور اُن کی آل پر درود بھیجو۔

اور حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ نے بھی حضور ﷺ کی شان میں کچھ اشعار بیان فرمائے ہیں جو بہت پسندیدہ ہیں ۔

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے اپنا عقیدہ بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِ ثمین، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پر لائی گئی
سیدُ االاولیں، سیدُ الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں، کل جہاں میں ہوا، اِس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں، خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
''سدرۃ المنتہیٰ'' رہگذر میں تری، ''قاب قوسین'' گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
مصطفیٰ مجتبیٰ، تیری مدح وثنا، میرے بس میں نہیں ، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں ، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

www.sukkurvi.com

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے ! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
چار یاروں کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیق، فاروق، عثمان ، علی
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
اے سراپا نفیس انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

اس کے بعد، اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!

جسمِ اطہر کی پانچ خوبیاں

حدیث

۱... عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ ❶ وَلَا بِالْقَصِيرِ ❷، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ ❸ وَلَا بِالْآدَمِ ❹، وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبْطِ ❺، بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت ربیعہؒ بن ابی عبد الرحمٰن نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نہ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ پستہ قد کے تھے (جس کو ٹھگنا کہا جاتا ہے، بلکہ آپ ﷺ درمیانے قد کے تھے)، اور آپ ﷺ رنگ کے لحاظ سے نہ (چونے کی طرح) بالکل سفید تھے اور نہ بالکل گندمی رنگ کے (کہ سانولہ پن آجائے، بلکہ آپ ﷺ کے سفید رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی اور آپ چودھویں رات کے چاند سے

---

❶ البائن: اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں: (۱) ظاہر، یعنی آپ ﷺ کا لمبا پن بالکل ظاہر نہیں تھا، حقیقت میں آپ ﷺ درمیانے قد والے تھے۔ (۲) بعید اور دُور۔ یعنی آپ ﷺ کا قد درمیانے پن سے دُور نہیں تھا، بلکہ درمیانہ قد تھا مگر لمبائی کی طرف مائل تھا۔

❷ قصیر: چھوٹے قد والا جسے اردو میں ٹھگنا کہتے ہیں۔

❸ أَمْهَق: بہت سفید رنگ جس میں کوئی سرخی نہ ہو، جیسے دودھ، چونے اور برف کا رنگ ہوتا ہے۔

❹ آدم: گندمی رنگ والا۔

❺ جَعْد (بفتح الجیم وسکون العین): گھنگریالے بال والا۔ قَطَط (بفتح القاف والطاء): بہت زیادہ گھنگھریالے بال جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔ سَبْط (بفتح السین وسکون الباء): بالکل سیدھے بالوں والا۔

زیادہ روشن اور پُر نور تھے)۔ نیز آنحضرت ﷺ کے سر کے بال نہ بالکل پیچدار اور گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے، (بلکہ ہلکا سا گھنگھریالہ پن تھا)۔ چالیس سال کی عمر ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بنایا، پھر آپ ﷺ دس سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، اور (ہجرت کے بعد) مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کو وفات دی، اُس وقت آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

تشریح

اس روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے جسم مبارک کی پانچ خوبیاں بیان فرمائی ہیں:۔

①... آپ ﷺ کا قد مبارک کیسا تھا؟ ②... آپ ﷺ کا رنگ مبارک کیسا تھا؟

③... آپ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ ④... آپ ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

⑤... آپ ﷺ کے کتنے بال مبارک سفید تھے؟ ان کی قدرے تفصیل یہ ہے:۔

آنحضرت ﷺ کا قد مبارک

آپ ﷺ درمیانہ قد والے تھے، لیکن قدرے لمبائی کی طرف مائل تھے، جب آپ ﷺ مجمع میں ہوتے تو سب سے اُونچے معلوم ہوتے، اور یہ مجمع میں سب سے اُونچا ہونا بطور معجزہ کے ہوتا تھا کہ جس طرح باطنی طور پر کوئی آپ ﷺ سے بالا نہیں تھا اسی طرح ظاہری طور پر بھی کوئی آپ سے اونچا نہ ہو۔

آنحضرت ﷺ کا رنگ مبارک

آپ ﷺ کا رنگ مبارک سرخ وسفید تھا، سب سے زیادہ خوبصورت رنگ سفید رنگ ہوتا ہے جس میں ہلکی سرخی ملی ہوئی ہو، چنانچہ آپ ﷺ نہ چونے کی طرح بالکل سفید تھے اور نہ زیادہ گندمی رنگ والے تھے، بلکہ سفید رنگت میں ہلکی سی سرخی ملی ہوئی تھی۔ جن روایات میں آپ ﷺ کے گندمی رنگ ہونے کا ذکر ہے ان کا بھی مطلب یہی ہے کہ ہلکا گندمی رنگ تھا جسے ہلکی ہلکی سرخی کہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بال مبارک

آپ ﷺ کے بال مبارک نہ مکمل گھنگھریالے تھے جیسے حبشیوں اور افریقیوں کے ہوتے ہیں کہ ہر بال بالکل گول ہوتا ہے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے، بلکہ قدرے لمبے بال اور ہلکے سے گھنگھریالے تھے۔ عام طور پر آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لَو تک ہوتے تھے، جسے عربی زبان میں ''وَفْرَہ'' کہتے ہیں، بعض اوقات کان کی لَو سے ذرا نیچے اور کندھوں سے اوپر ہوتے تھے، جسے عربی زبان

www.sukkurvi.com

میں ''لِمَّہ'' کہتے ہیں، اور کبھی کندھوں تک بھی آجاتے تھے جسے عربی زبان میں ''جُمَّہ'' کہتے ہیں۔

سر کے بالوں میں اصل سنت

حضور ﷺ کی اصل سنت یہ ہے کہ کانوں کی لو تک بال ہوں، کیونکہ آپ کی عام عادت مبارکہ اتنے ہی بال رکھنے کی تھی، کبھی کبھی مصروفیات کی وجہ سے بال اس سے بڑھ جاتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ اُمت کے کاموں میں دن رات مشغول رہتے تھے اور جب رات کو گھر تشریف لاتے تو رات کے بھی تین حصے فرمالیتے، ایک حصہ گھر والوں کا حق ادا کرنے کے لئے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کا حق ادا کرنے کے لئے۔ پھر اس تیسرے حصے کے بھی دو حصے کئے ہوئے تھے، ایک حصہ اپنی ذات کے لئے اور دوسرا حصہ اپنی اُمت کے خاص لوگوں کیلئے مقرر فرماتے تھے، جس میں حضرات شیخینؓ اور دیگر اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت ہوا کرتے تھے اور مشورے فرمایا کرتے تھے۔ ان مصروفیات کی وجہ سے بعض اوقات آپ ﷺ کو بال کٹوانے کا موقع نہیں ملتا تھا، جس کی وجہ سے بال مبارک کبھی ''وَفْرَہ'' سے ''لِمَّہ'' ہوجاتے تھے، اور بہت زیادہ مشغولیت کی وجہ سے ''لِمَّہ'' سے ''جُمَّہ'' ہوجاتے تھے۔ لیکن عام حالات میں ''وَفْرَہ'' ہی رہتے تھے، لہٰذا عام حالات میں ہمارے لئے بھی سنت یہی ہے کہ ہم ''وَفْرَہ'' یعنی کانوں کی لو تک بال رکھیں۔ ''لِمَّہ'' اور ''جُمَّہ'' بھی رکھ سکتے ہیں، لیکن ''جُمَّہ'' سے زیادہ گنجائش نہیں، اس میں تَشَبُّہٌ بِالنِّسَاء (عورتوں کے بالوں سے مشابہت) کا خطرہ ہے جو ممنوع ہے۔

آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک

مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال مذکور ہے، چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی، دس سال آپ مکہ میں رہے اور دس سال مدینہ طیبہ میں رہے، اس طرح ساٹھ سال عمر مبارک ہوئی۔ اس سلسلے میں تین طرح کی روایات ہیں:-

① ... ساٹھ سال عمر مبارک رہی جیسا کہ مذکورہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

② ... دوسری روایت پینسٹھ سال عمرِ مبارک کی ہے۔

③ ... اور تیسری روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہوئی۔

ان تینوں روایات میں راجح تریسٹھ (۶۳) سال والی روایت ہے کہ چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، تیرہ سال مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور بقیہ دس سال مدینہ منورہ میں رہے، لہٰذا کل عمرِ مبارک تریسٹھ سال ہوئی۔ جن حضرات نے ساٹھ سال کا ذکر کیا ہے انہوں نے دہائیوں کو لیتے ہوئے کسر (یعنی تین) کو چھوڑ دیا ہے، جس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی اور آپ

www.sukurvi.com

ﷺ کو منصبِ رسالت پر تین سال بعد فائز کیا گیا، اسی لئے ساٹھ سال ذکر کرنے والوں نے تین سالوں کو چھوڑ کر صرف دہائیوں کو شمار کیا، اور بعض حضرات نے کسر (یعنی تین) چھوڑنے کی وجہ یہ بیان کی کہ عرب چونکہ اتنے پڑھے لکھے نہیں تھے اس لئے وہ کسر کو چھوڑ دیا کرتے تھے، اِسی لئے یہاں بھی کسر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور جن حضرات نے پینسٹھ سال والا قول اختیار کیا ہے اُنہوں نے سنِ ولادت اور سنِ وفات کو الگ الگ سَن شمار کیا، اور درمیان کے تریسٹھ سال جمع کر کے پینسٹھ سال کا قول اختیار کیا۔ اس سے تمام روایات میں مطابقت اور موافقت ہوجاتی ہے۔

آپ ﷺ کے کتنے بال سفید تھے؟

جس وقت آپ کا انتقال ہوا اُس وقت آپ ﷺ کے سر میں اور ڈاڑھی میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے، یعنی تریسٹھ سال کی عمر میں بھی آپ کے بیس سے زیادہ بال سفید نہیں ہوئے تھے، تھوڑے سے بال کن پٹی میں اور کچھ بال ریش بچہ (یعنی نچلے ہونٹ سے متصل بال) میں سفید ہوئے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سر کے سارے بال سفید ہو چکے تھے۔

جسم مبارک کی تین خوبیاں

حدیث

۲... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبْعَةً. لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ. حَسَنَ الْجِسْمِ. وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ. أَسْمَرَ اللَّوْنِ. إِذَا مَشَى يَتَكَفَّأُ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ درمیانے قد کے تھے، نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پستہ قد۔ آپ ﷺ خوبصورت اور معتدل جسم والے تھے، اور حضور ﷺ کے بال نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، (بلکہ تھوڑے سے گھنگھریالے تھے)۔ نیز آپ ﷺ گندمی رنگ کے تھے، اور جب آپ ﷺ چلتے تو آگے کی طرف جھکتے ہوئے چلتے۔

تشریح

اس حدیث میں تین باتیں خاص طور پر بیان کی گئی ہیں:۔

① ... آپ ﷺ انتہائی حسین وجمیل تھے، جس کی تفصیل پہلے آچکی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کا حسن وجمال صحابہ وصحابیات پر تھوڑا سا ظاہر فرمایا، ورنہ کوئی آپ کے حسن و جمال کی تاب نہ لا سکتا، جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کو دیکھ لیتیں تو

www.sukkurvi.com

بجائے انگلیوں کے دل چیر لیتیں۔

②... دوسری بات اس حدیث شریف میں یہ بیان کی گئی کہ آپ گندمی رنگ والے تھے۔

③... اس حدیث شریف میں آپ کی چال مبارک کا بھی تذکرہ آیا ہے کہ ''إِذَا مَشَى يَتَكَفَّأُ'' یعنی حضور ﷺ جب چلتے تھے تو ذرا آگے جھک کر چلتے تھے۔

''تکفأ'' کے تین معنی آتے ہیں:۔

①... جلدی جلدی چلنا۔

②... آگے جھک کر چلنا یعنی قدرے سر جھکا ہوا ہونا۔

③... پاؤں جما کر چلنا، جیسے آدمی جب اوپر سے نیچے اترتا ہے تو پاؤں جما کر رکھتا ہے اور جما کر اٹھاتا ہے۔

یہاں یہ تینوں معنی مراد ہو سکتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی چال مبارک میں یہ تینوں خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ایک روایت میں ہے حضرات صحابۂ کرام؄ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بلاتکلف جلدی جلدی چلتے تھے اور ہمیں دوڑ کر ساتھ چلنا پڑتا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ تواضع کے ساتھ اپنی گردن تھوڑی سی جھکا کر چلتے تھے، سینہ تان کر نہیں چلتے تھے۔ نیز آپ ﷺ مضبوطی کے ساتھ قدم جما جما کر چلتے تھے۔ آپ ﷺ کی چال کے یہ تین اوصاف تھے، ہمیں بھی اپنی چال میں یہ اوصاف اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو مشق کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ پیدا ہو جائیں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں ''وَلَا بِالْآدَمِ'' کے الفاظ آئے ہیں کہ آپ ﷺ گندمی رنگ والے نہیں تھے، جبکہ اس حدیث میں ''أَسْمَرَ اللَّوْنِ'' کے الفاظ آئے ہیں کہ آپ ﷺ گندمی رنگت والے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں ''وَلَا بِالْآدَمِ'' سے اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ بہت زیادہ گندمی نہیں تھا جس میں سیاہی میں گہرا پن ہوتا ہے، اور ''أَسْمَرَ اللَّوْنِ'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سفید رنگت میں ہلکی سی سرخی ملی ہوئی تھی جو نہایت حسین رنگت کہلاتی ہے۔

حدیث

۲... عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوعًا ❶ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ الْيُسْرَى، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ

---

❶ مَرْبُوعًا: درمیانہ قد

www.sukkurvi.com

أَحْسَنَ مِنْهُ۔

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ درمیانہ قد والے آدمی تھے، آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ذرا زیادہ فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ بڑے اور گنجان بالوں والے تھے جو (بسا اوقات) کانوں کی لو تک آتے تھے۔ (اُس وقت) آپ ﷺ پر ایک سرخ دھاری والا جوڑا تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین اور خوبصورت کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

حدیث

۴... عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی زلفوں والے کو سرخ دھاری والے جوڑے میں حضور اقدس ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپ ﷺ کے بال کندھوں تک آرہے تھے، آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ذرا زیادہ فاصلہ تھا۔ اور آپ ﷺ نہ چھوٹے قد کے تھے اور نہ ہی بہت زیادہ لمبے قد والے۔

www.sukkurvi.com

تشریح

ان دو حدیثوں میں چار باتیں بیان فرمائی گئی ہیں:-

①... حضور ﷺ درمیانے قد کے تھے۔ اگر رَجِلًا یعنی جیم کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو معنیٰ ہوگا کہ آپ ﷺ کے بال مبارک معمولی سے گھنگھریالے تھے۔

②... آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان دیگر لوگوں کی بہ نسبت فاصلہ زیادہ تھا، یعنی آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا جو شجاع اور بہادر ہونے کی علامت ہوتی ہے۔

③... آپ ﷺ گھنے بال والے تھے، جو آپ کے کان مبارک کی لو تک ہوتے تھے۔ اس حدیث میں لفظ "جُمَّہ" سے "وَفْرَہ" مراد ہے۔ "وَفْرَہ، لِمَّہ اور جُمَّہ" کی تفصیل اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ حضرت حافظ ابن حجرؒ، حضرت امام نوویؒ، حضرت قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ یہ حضور ﷺ کے مختلف حالات کے لحاظ سے ہیں، جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

④... آپ ﷺ کے جسمِ مبارک پر اس وقت ایک سرخ جوڑا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس لباس میں، میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

مرد کیلئے سرخ رنگ کا جوڑا استعمال کرنے کا حکم

مرد کیلئے سرخ رنگ کا جوڑا پہننا کیسا ہے؟ اس میں اختلاف ہے، حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ خالص سرخ رنگ کا جوڑا پہننا بھی جائز ہے، مکروہ نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔ اس کی پوری تشریح ''اعلاء السنن'' میں ہے۔ اگر سفید اور سرخ دھاریوں والا کپڑا ہو تو اُس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ❶

جسم مبارک کی پانچ خوبیاں

حدیث

۵... عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمُ الرَّأْسِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلُ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ چھوٹے قد والے تھے، آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں گوشت سے پُر تھے، آنحضرت ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، آپ ﷺ کے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ جب آپ ﷺ چلتے تو آگے کی طرف جھکتے ہوئے چلتے تھے، گویا کسی اونچی جگہ سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ جیسا (حسین وجمیل اور عمدہ صفات والا شخص) نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔

تشریح

اس حدیث میں حضور ﷺ کے پانچ اوصاف کا ذکر ہے:۔

①... آپ ﷺ نہ بہت دراز قد تھے اور نہ پست قد تھے، بلکہ درمیانے قد کے تھے اور لمبائی کی

❶ اعلاء السنن

www.sukkurvi.com

طرف مائل تھے۔

④... شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ: آپ ﷺ کی ہتھیلیاں، انگلیاں اور قدمین شریفین گوشت سے بھرے ہوئے تھے، اتنے بھی بھرے ہوئے نہیں تھے کہ بدنما معلوم ہوں بلکہ اعتدال کے ساتھ فربہ اور ملائم تھے۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیاں ریشم سے بھی زیادہ ملائم تھیں۔

③... ضَخْمُ الرَّأْسِ: آپ ﷺ بڑے سروالے تھے، عموماً بڑے سر والا شخص انتہائی ذہین اور ہوشیار ہوتا ہے۔

④... ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ: اسی طرح آپ ﷺ کی ہڈیوں کے جوڑ بڑے اور موٹے تھے جو طاقتور اور قوی ہونے کی نشانی ہے۔

⑤... طَوِيلُ الْمَسْرُبَةِ: آپ ﷺ کے سینہ سے لیکر ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی جو کہ انتہائی خوبصورت تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں ہیں چھائیاں، اور حضرت کا چہرہ صاف ہے

سیدی وسندی حضرت مفتی صاحبؒ کے ایک خلیفہ حضرت حکیم امداداللہ صاحبؒ گزرے ہیں، انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں بہترین سلام پیش کیا ہے، اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

اے حبیبِ خدا تم پہ لاکھوں سلام! مصطفٰی مجتبیٰ تم پہ لاکھوں سلام
عشق کی ابتداء تم پہ لاکھوں سلام، حسن کی منتہا تم پہ لاکھوں سلام
درد دل کی دوا تم پہ لاکھوں سلام، ہر مرض کی شفا تم پہ لاکھوں سلام
جتنا سمجھا ہے اہلِ نظر نے تمہیں تم ہو اُس کے سوا، تم پہ لاکھوں سلام
آپ کیا آگئے! ظلمتیں چھٹ گئیں بدر غار حراء تم پہ لاکھوں سلام
لاکھ جانیں بھی گر ہوں مجھ کو عطا، تم پہ کر دوں فدا، تم پہ لاکھوں سلام

حلیۂ مبارک کا جامع بیان

حدیث

٦...عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى غُفْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

www.sukkurvi.com

قَالَ: "لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ بِالطَّوِيلِ الْمُمَغَّطِ[1]، وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ[2]، وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبْطِ، كَانَ جَعْدًا رَجِلًا، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ[3]، وَكَانَ فِي وَجْهِهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ[4]، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ[5]، أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ[6]، جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ[7]، أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ[8]، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِي صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ

حضرت ابراہیم بن محمد جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی ان کے پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کا حلیۂ مبارک بیان فرماتے تو کہا کرتے کہ نبی کریم ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ زیادہ پستہ قد، بلکہ لوگوں میں درمیانے قد والے تھے۔ آپ ﷺ کے بال نہ بہت زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ تھوڑے گھنگھریالے تھے۔ آپ ﷺ نہ موٹے تھے اور نہ آپ کا چہرہ بالکل گول تھا، بلکہ آپ ﷺ کے چہرہ میں تھوڑی سی گولائی تھی۔ آپ ﷺ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا، آپ ﷺ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی تھیں۔ حضور اقدس ﷺ کے جسم کے جوڑوں کی ہڈیاں اور دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ موٹی اور پُر گوشت تھی۔ آپ ﷺ کے بدن پر (خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو، پنڈلیاں

---

1. مُمَغَّط: حد سے زیادہ لمبا
2. الْمُتَرَدِّد: وہ شخص جس کے اعضاء چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے میں گھسے ہوئے ہوں۔
3. مُطَهَّم: بہت زیادہ موٹا۔ مُكَلْثَم: بہت زیادہ گول چہرے والا ہونا۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں قدرے گولائی تھی۔
4. مُشْرَب: ایسا سفید جس میں سرخی ملی ہوئی ہو یعنی آپ ﷺ سرخ سفید تھے۔
5. أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ: آنکھوں کی پتلیوں کا بہت زیادہ کالا ہونا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کی پتلیاں نہایت سیاہ تھیں۔
6. أَهْدَبُ الْأَشْفَار: لمبی پلکوں والا
7. الْمُشَاش (جمعِ مشاشة): مونڈھے کی ابھری ہوئی ہڈی الْكَتَد: دونوں کندھوں کے درمیان کا حصہ
8. مَسْرُبَة: سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر

www.sukkurvi.com

وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں) بال نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، آپ کے ہاتھ اور پاؤں گوشت سے پُر تھے، جب آپ چلتے تو اپنے قدموں کو خوب قوت سے اٹھاتے گویا کہ آپ بلندی سے پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کے ساتھ توجہ فرماتے، (صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے، کیونکہ یہ انداز لاپرواہی اور تکبر کا ہے)۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، اور آپ ہی نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے، اور سب سے زیادہ سچی زبان والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے، آپ خاندانی اعتبار سے اور ملنے جلنے کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور مکرّم تھے۔ آپ کو جو شخص پہلی مرتبہ یا اچانک دیکھتا تو آپ کے رُعب کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتا اور اس پر دہشت طاری ہو جاتی۔ اور جو شخص آپ کو پہچان کر آپ سے میل و جول کرتا وہ (آپ کے اخلاقِ کریمہ کی وجہ سے) آپ کو اپنا محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا (حسین وجمیل اور باکمال شخص) نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد دیکھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث

۷... عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا، عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ. فَقَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا[1]، يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. أَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ[2]. عَظِيمُ الْهَامَةِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَقَهَا، وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ. أَزْهَرُ اللَّوْنِ، وَاسِعُ الْجَبِينِ، أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ[3] الْغَضَبُ. أَقْنَى الْعِرْنَيْنِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ. كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيعُ الْفَمِ، مُفْلَجُ الْأَسْنَانِ، دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ

---

[1] فَخْمًا: اپنی ذات کے اعتبار سے عظیم الشان اور بڑا۔ مُفَخَّمًا: وہ شخص جو لوگوں کی نظر میں بلند رتبہ والا اور قابلِ احترام ہو۔

[2] مُشَذَّب: لمبے قد والا

[3] يُدِرُّ (مشتق من الإدرار): ہلانا، متحرک کرنا، یعنی غصہ سے وہ رگ متحرک ہو جاتی اور پھڑک اٹھتی تھی۔

www.sukkurvi.com

جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ، مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ، بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ[1]، سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيضُ الصَّدْرِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ، مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ، عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ، أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ، طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الرَّاحَةِ[2]، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ: شَائِلُ الْأَطْرَافِ خُمْصَانُ الْأَخْمَصَيْنِ، مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ، يَنْبُو عَنْهُمَا الْمَاءُ، إِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا، يَخْطُو تَكَفِّيًا، وَيَمْشِي هَوْنًا، ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ، إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا، خَافِضُ الطَّرْفِ، نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ، يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ"

ترجمہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیۂ مبارک دریافت کیا، اور وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کو بہت ہی وضاحت اور عمدہ انداز سے بیان فرمایا کرتے تھے، مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کے حلیہ اور اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں تا کہ میں انہیں محفوظ کر کے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں۔

ماموں جان نے حضور اکرم ﷺ کے حلیۂ مبارک کے متعلق فرمایا: نبی کریم ﷺ خود اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے بھی عظیم الشان تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد متوسط قد والے آدمی سے ذرا لمبا تھا مگر زیادہ لمبے قد والے آدمی سے پست تھا۔ آپ کا سر (اعتدال کے ساتھ) بڑا تھا اور آپ کے بالوں میں کسی قدر گھنگھریالہ پن تھا۔ اگر آپ ﷺ کے سر کے بالوں میں (آسانی سے) مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے، اور اگر سہولت سے مانگ نہ نکلتی تو اُس وقت نہ نکالتے، (بعد میں جب سہولت ہوتی نکال لیتے تھے)۔ آپ ﷺ جب اپنے بالوں کو بڑھاتے تو وہ آپ کے دونوں کانوں کی لو سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپ کا رنگ نہایت چمکدار تھا، پیشانی کشادہ تھی، آپ کے ابرو لمبائی میں پتلے اور مڑے ہوئے گنجان تھے، دونوں ابرو کامل اور جدا جدا تھے ایک دوسرے

---

[1] بَادِنٌ: اعتدال کے ساتھ موٹا آدمی مُتَمَاسِكٌ: مضبوط اور بڑے اعضاء والا

[2] طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ: لمبی کلائیوں والا رَحْبُ الرَّاحَةِ: کشادہ ہتھیلی والا

www.sukkurvi.com

سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک بلندی مائل تھی ،اس پر ایک چمک اور نور تھا، جو آپ کے چہرہ اور ناک کو غور سے نہ دیکھتا تو ابتداءً وہ آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا،(لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے ناک بلند لگ رہی ہے ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی ڈاڑھی والے، نرم رخساروں والے تھے، آپ کا مُنہ مبارک اعتدال کے ساتھ کشادہ تھا، آپ کے سامنے کے دو دانتوں میں ذرا فصل تھا، سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی،آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے، آپ کی گردن رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعضاء معتدل، مضبوط اور پُرگوشت تھے، پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن آپ کا سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔

آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا،آپ جوڑوں کی مضبوط اور بڑی ہڈیوں والے تھے،جسم کا جو حصہ کپڑوں سے باہر رہتا تھا وہ بھی روشن اور چمکدار تھا، سینہ اور ناف کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی،اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا،(البتہ) دونوں بازو، دونوں کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں، دونوں ہتھیلیاں اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے تھے،ہاتھ پاؤں کی انگلیاں (تناسب کے ساتھ) لمبی تھیں۔

آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے، قدم چکنے اور ملائم تھے کہ ان پر پانی ٹھہرتا نہیں تھا، جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر چلتے تھے،آپ نرمی سے چلتے تھے(قدم زمین پر زور سے نہیں پڑتا تھا)،آپ تیز رفتار تھے،جب آپ چلتے تو ایسا لگتا کہ گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے گھوم کر توجہ فرماتے، آپ کی نظر نیچی رہتی تھی، آپ کی نگاہ (عام اوقات میں) آسمان کی بنسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی،اور عام طور پر آپ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا تھا،آپ اپنے صحابہ کو چلنے میں آگے کر دیتے تھے اور خود پیچھے رہ جاتے تھے،آپ جس سے ملاقات کرتے سلام کرنے میں خود پہل فرماتے تھے۔

تشریح

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ مزید اوصاف کا ذکر ہے:-

① ...اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهٗ فَرَقَهَا..... الخ عقیقہ بچے کے اُن بالوں کو کہا جاتا ہے جو بچہ ماں کے

www.sukkurvi.com

پیٹ سے لیکر پیدا ہوتا ہے، یہاں مطلق بال مراد ہیں، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے بال مبارک میں مانگ نکالنے کا زیادہ اہتمام نہیں فرماتے تھے، اگر خود بخود مانگ نکل آتی تو نکال لیتے، ورنہ رہنے دیتے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے دور میں مشرکینِ مکہ بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے، جبکہ مدینہ منورہ میں یہودی مانگ نہیں نکالتے تھے، اورآپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ کوئی چیز اہلِ کتاب کے ہاں دیکھتے اور اُس کے بارے میں کوئی حکم نازل نہ ہوتا تو آپ اس کی پیروی کو ترجیح دیتے تھے، اس لئے آپ اہلِ کتاب کی موافقت اور مشرکین کی مخالفت کی وجہ سے مانگ نہیں نکالتے تھے۔ پھر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا، لہٰذا اس کے بعد آپ نے مانگ نکالنا شروع کردی۔

۲... أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ..... الخ حضور اقدس ﷺ کی بھنوؤں میں تین خوبصورتیاں تھیں:

(۱) مکمل تھیں، ناقص نہیں تھیں۔ (۲) باریک تھیں، موٹی موٹی نہیں تھیں جو بدنما لگتی ہیں۔ (۳) دونوں بھنوؤں کے درمیان فاصلہ تھا جو مزید خوبصورتی کی علامت ہے۔ آج کل بھی لوگ خوبصورتی کیلئے اپنی بھوؤں کو باریک کرتے ہیں لیکن یہ حرام و ناجائز ہے۔

۳... أَقْنَى الْعِرْنَيْنِ.... الخ آپ ﷺ کی ناک قدرے بڑی تھی، نہ بہت چھوٹی تھی، نہ بہت لمبی اور نہ بہت چپٹی اور چوڑی تھی، بلکہ مناسب اور درمیانہ تھی، آپ کی ناک مبارک پر ایک نور اُبھرا رہتا تھا، اس نور کی وجہ سے آپ کی ناک بڑی اور اونچی معلوم ہوتی تھی۔

۴... مُفْلَجُ الْأَسْنَانِ... الخ آپ ﷺ کے دانتوں (یعنی سامنے کے ثنایا اور رباعی) کے درمیان قدرے فاصلہ تھا جو خوبصورتی کی علامت ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ریتی کے ذریعہ اپنے سامنے کے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرواتی تھیں جو کہ تغییرِ خلق اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے، جبکہ حضور ﷺ کو قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا تھا کہ آپ کے دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

۵... كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ... الخ آپ ﷺ کی گردن مبارک مورتی کی گردن کی طرح تھی، یعنی اگر چاندی سے کوئی مورتی بنائی جائے تو اس کی گردن بہت خوبصورتی سے بنتی ہے، آپ کی گردن مبارک بھی ایسی ہی خوبصورت تھی۔

۶... سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ... الخ آپ ﷺ کا سینہ اور پیٹ مبارک برابر تھا، ایسا نہیں کہ موٹاپے کی وجہ سے پیٹ باہر نکلا ہوا ہو۔

۷... يَسُوقُ أَصْحَابَه... الخ آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرامؓ کو اپنے سے آگے کردیا کرتے تھے۔ حضرات محدثینؒ کے ارشاد مطابق اکثر حالتِ سفر میں ایسا ہوتا تھا کہ آپ صحابۂ کرامؓ کو آگے

کردیتے تھے اور خود پیچھے پیچھے چلتے تھے، تاکہ اگر کسی کی کوئی چیز پیچھے رہ جائے تو اسے اُٹھالیں یا کوئی پیچھے رہ گیا ہو تو اس کی مدد کریں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عام حالات میں بھی آپ صحابۂ کرامؓ کو اپنے سے آگے رکھتے تھے تاکہ کوئی قابل اصلاح چیز دیکھیں تو اصلاح فرمادیں۔

⑧... وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ... الخ جس سے بھی آپ ملتے، سلام میں پہل فرماتے۔ ابتداء بالسلام کی سنت آج کل مردہ ہورہی ہے، اس سنت کو زندہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

چہرۂ انور اور مبارک آنکھیں

حدیث

۸... عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنِ، مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ.

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کشادہ دہن تھے، آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی، ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

حدیث

۹... عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ❶، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَإِلَى الْقَمَرِ، فَلَهُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ.

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے (ایک مرتبہ) چاندنی رات میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا، اُس وقت حضور کے جسم مبارک پر سُرخ جوڑا تھا، میں (کبھی) نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھتا اور (کبھی) چاند کو، بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین اور خوبصورت ہیں۔

حدیث

۱۰... عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ: أَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ

حضرت ابو اسحاقؒ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا

---

❶ إِضْحِيَانٍ (بکسر الهمزة وسكون الضاد وكسر الحاء): چاندنی رات جس میں کوئی بادل نہ ہو۔

www.sukkur4u.com

حضور اقدس ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح (صاف و شفاف) تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ چاند کی طرح (روشن اور گول) تھا۔

تشریح

تلوار سے مشابہت نہ ہونے کی دو وجہ ہیں، ایک یہ کہ تلوار لمبی ہوتی ہے،تلوار سے تشبیہ دینے میں مغالطہ ہوتا کہ شاید چہرہ تلوار کی طرح لمبا تھا جو بدصورتی کی علامت ہے۔دوسری وجہ یہ کہ تلوار میں چمک ہوتی ہے،جبکہ چمک اور نورانیت میں فرق ہے، چمک آدمی کی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہےاور نورانیت آنکھوں کو منور کرتی ہے۔

حدیث

۱۱... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ رَجِلَ الشَّعْرِ.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفید رنگ والے تھے (اور اس قدر شفاف اور حسین و خوبصورت تھے) گویا کہ چاندی سے آپ کا بدن ڈھالا گیا ہے۔ آپ ﷺ قدرے گھنگھریالے بالوں والے تھے۔

حضور ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہونا

حدیث

۱۲... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ. فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ. وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ. يَعْنِي نَفْسَهُ. وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر سب انبیاء پیش کئے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے، چنانچہ (میں نے دیکھا کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام ذرا دُبلے بدن کے آدمی ہیں، گویا کہ قبیلۂ شَنُوءَة کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں اُن

www.sukkurvi.com

سے سب سے زیادہ ملتے جلتے آدمی عُروہؓ بن مسعود ہیں۔ اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو اُن سے مشابہت کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب تمہارا یہ ساتھی ہے (یعنی خود نبی کریم ﷺ)۔ اور میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں شکل وصورت کے لحاظ سے اُن سے قریب تر دحیہ کلبیؓ ہیں۔

تشریح

حضور اقدس ﷺ کے سامنے انبیاء علیہم السلام کہاں پیش کئے گئے؟ اس میں دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق شبِ معراج میں پیش کئے گئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ خواب میں پیش کئے گئے۔ ہوسکتا ہے دونوں مرتبہ دیکھا ہو۔

قولہ: ''وہ تمہارے ساتھی یعنی آپ ﷺ کی ذات اقدس کے زیادہ قریب تھے''، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''میرے زیادہ مشابہ تھے''، یہ ادب کی بات ہے، ایسے آداب ہمیں سیکھنے چاہئیں۔

حدیث

۱۳... عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يَقُولُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ رَآهُ غَيْرِي. قُلْتُ: صِفْهُ لِي. قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا.

ترجمہ

حضرت سعید جُریریؒ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور اَب روئے زمین پر میرے علاوہ کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا جس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہو۔ حضرت سعید جریریؒ کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھ سے حضور اکرم ﷺ کا کچھ حلیہ بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ سفید رنگ والے تھے مگر سرخی مائل، اور معتدل جسم والے تھے۔

حدیث

۱۴... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ. إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اگلے دانت کچھ کشادہ تھے، (یعنی ان میں معمولی فاصلہ تھا)، آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو ایک نور سا دکھائی دیتا تھا جو آپ کے دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے بارے میں ہے، اس لفظ کو خاتَم اور خاتِم دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ مہر نبوت کا تعلق بھی اگرچہ جسم مبارک کی کیفیت سے ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ذکر پہلے باب میں ہونا چاہئے تھا، مگر چونکہ یہ مہر نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتَمُ النّبیین ہونے کی خاص علامت اور معجزات میں سے ہے، اس لئے اس کی اہمیت کی وجہ سے حضرت امام ترمذیؒ نے اسے مستقل باب میں ذکر فرمایا ہے۔

مہر نبوت کی کیفیت

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے مہر نبوت کا ثبوت ہوتا ہے اور مہر نبوت کی کیفیت بیان کرنے کیلئے اس باب کی احادیث میں پانچ قسم کے الفاظ آئے ہیں:۔

①... مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ. یعنی مسہری کی گھنڈی کی طرح۔ "حَجَلَة" مسہری کو کہتے ہیں، جب مسہری کو سجا کر اس کے چاروں طرف پردے لٹکائے جائیں اور اس کی ڈوری کے نیچے گول گول دو پھندنے لگائے جاتے ہیں اسے "زِرّ" یعنی گھنڈی کہتے ہیں۔ اور یہی معنی راجح ہیں۔

بعض حضرات نے اس کا ترجمہ "چکور کے انڈے" سے کیا ہے، کیونکہ "حَجَلَة" چکور کی طرح ایک پرندہ کو کہتے ہیں، اور "زِرّ" کا لفظ بعض روایات میں "رِزّ" منقول ہے، یعنی راء پہلے اور زاء بعد میں، اور اس کے معنی انڈے ہی کے ہیں۔ یعنی مہر نبوت چکور کے انڈے کی طرح تھی۔

②... غُدَّةٌ حَمْرَاءُ مِثْلُ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ. یعنی کبوتری کے انڈے کی طرح ایک سرخ رسولی۔

③... شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ. یعنی چند بالوں کا مجموعہ۔

④... بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ. یعنی گوشت کا اُبھرا ہوا ٹکڑا۔

⑤... مِثْلُ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيلَانٌ كَأَنَّهَا ثَآلِيلُ. یعنی مٹھی کی طرح جس کے اردگرد مسے جیسے تل تھے۔

یہ تمام الفاظ مہر نبوت کی کیفیت کے بارے میں ہیں اور بعض روایات میں آتا ہے کہ مہر نبوت سیب کی طرح تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ یہ سب تشبیہات ہیں، جس نے بھی مہر نبوت دیکھی اس نے اپنے ذہن کے موافق کسی مثال سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، حاصل سب کا ایک ہی ہے کہ مہر نبوت عام جسم سے علیحدہ ایک نمایاں گوشت کا اُبھرا ہوا حصہ تھا، جس کی

www.sukkurvi.com

کیفیت ہر راوی نے اپنے اپنے انداز میں بیان کی ہے۔

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی مہر

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو آخری نبی ہونے کی وجہ سے مہرِ نبوت عطا فرمائی گئی تھی، کیا دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی مہر دی گئی تھی یا نہیں؟ اس بارے میں بعض شارحین نے فرمایا کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی مہر نبوت دی گئی تھی مگر ان کی مہر ہاتھ پر تھی اور نبی آخر الزمان ﷺ کی مہر نبوت کندھوں کے درمیان تھی، اور آنحضرت ﷺ کی یہ علامت پچھلی آسمانی کتابوں یعنی تورات اور زبور وغیرہ میں بھی مذکور تھی، اور اہلِ کتاب نے اسی علامت سے آپ کے نبی آخر الزمان ہونا معلوم کیا، جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ آگے اس باب کی حدیث نمبر (۶) میں آرہا ہے۔

www.sukkurvi.com

مہرِ نبوت پر تحریر کردہ الفاظ

صحیح قول کے مطابق مہرِ نبوت آپ کی پیدائش سے تھی اور اخیر عمر تک رہی۔ اس پر کچھ لکھا ہوا تھا یا نہیں؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں:۔

①... بعض حضرات نے فرمایا کہ اس پر ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا تھا۔

②... بعض حضرات نے فرمایا کہ اس پر ''سِرْ فَأَنْتَ الْمَنْصُوْرُ'' لکھا ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کہیں بھی جائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی مدد کی جائے گی۔

اب اس باب کی روایات ملاحظہ فرمائیں!

حدیث

۱... عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ. فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ. فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بھانجا بیمار ہے، حضور اقدس ﷺ نے

میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی، پھر حضور اقدس ﷺ نے وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اور آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی (گول) تھی۔

حدیث

۲... عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ۔

ترجمہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کی مہرِ نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دیکھا، جو سرخ غدود کی طرح تھی جیسے کبوتری کا انڈا ہوتا ہے۔

حدیث

۳... عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ جَدَّتِهِ رُمَيْثَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أُقَبِّلَ الْخَاتَمَ الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ قُرْبِهِ لَفَعَلْتُ. يَقُوْلُ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ يَوْمَ مَاتَ: اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ

حضرت رُمَيْثَه رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اور میں اُس وقت حضور اقدس ﷺ کے اتنے قریب تھی کہ اگر میں چاہتی تو آپ ﷺ کی مہرِ نبوت کو چوم لیتی جو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں تھی، (وہ بات یہ ہے کہ) حضور اقدس ﷺ حضرت سعد بن معاذؓ کے حق میں اُس دن فرما رہے تھے جس دن اُن کی وفات ہوئی: ان کی موت کی وجہ سے حق تعالیٰ جل شانہٗ کا عرش بھی جھوم گیا۔

حدیث

۴... عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلٰى غُفْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ وَقَالَ: بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔

ترجمہ

حضرت ابراہیم بن محمدؒ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب

www.sukkurvi.com

حضور اقدس ﷺ کے اوصاف بیان فرماتے تو یہ یہ اوصاف بیان کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی (جو پچھلے باب میں گزری)، حضرت علی رضی اللہ عنہ منجملہ ان اوصاف کے یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتَمُ النبیین ہیں۔

حدیث

۵...حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ زَيْدٍ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا زَيْدٍ، ادْنُ مِنِّيْ فَامْسَحْ ظَهْرِيْ، فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ، فَوَقَعَتْ أَصَابِعِيْ عَلَى الْخَاتَمِ قُلْتُ: وَمَا الْخَاتَمُ؟ قَالَ: شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ

ترجمہ

حضرت علباءؒ بن احمرؒ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوزید! میرے قریب ہوجاؤ اور میری کمر کو ہاتھ سے ملو، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی کمر کو ملنا شروع کیا تو (اتفاقاً) میری انگلیاں مہر نبوت پر لگ گئیں۔ علباءؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مہر نبوت کیا چیز تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ چند بالوں کا مجموعہ تھی۔

حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تین علامات

حدیث

۶...حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: جَاءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا سَلْمَانُ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلَى أَصْحَابِكَ، فَقَالَ: ارْفَعْهَا، فَإِنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: فَرَفَعَهَا فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِهِ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا سَلْمَانُ؟ فَقَالَ: هَدِيَّةٌ لَكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: ابْسُطُوْا، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْخَاتَمِ عَلَى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ، وَكَانَ لِلْيَهُوْدِ فَاشْتَرَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا عَلَى أَنْ

www.sukkurvi.com

يَغْرِسَ لَهُمْ نَخْلًا فَيَعْمَلَ سُلَيْمَانُ فِيْهِ حَتّٰى تَطْعَمَ فَغَرَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ إِلَّا نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ. فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا. وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ هٰذِهِ النَّخْلَةِ. فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا غَرَسْتُهَا فَنَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَرَسَهَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهَا۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہؓ بن بریدہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس ﷺ جب (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دستر خوان لیکر آئے جس پر تازہ کھجوریں تھیں، اور انہوں نے یہ دستر خوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے پوچھا اے سلمان! یہ کیسی کھجوریں ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ یہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کھجوریں اُٹھالو، کیونکہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان نے وہ کھجوریں اٹھالیں، پھر اگلے دن حضرت سلمان اسی طرح کھجوروں کا طباق لائے اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کیلئے ہدیہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ۔ پھر حضرت سلمان نے نبی کریم ﷺ کی پشت پر مہر نبوت کو دیکھا تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ حضرت سلمان (اُس وقت) یہود (بنی قریظہ) کے غلام تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے اُن کو اتنے اور اتنے درہم میں خرید لیا، (یعنی مکاتب بنایا) اور دراہم کے ساتھ ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ حضرت سلمان اُن کیلئے کھجور کے درخت لگائیں اور ان کے پھل دار ہونے تک ان درختوں کی خبر گیری کریں، پھر نبی کریم ﷺ نے وہ پودے خود لگائے، سوائے کھجور کے ایک درخت کے کہ وہ حضرت عمرؓ نے لگایا۔ چنانچہ وہ سارے درخت اسی سال پھل لے آئے، مگر ایک درخت پھل دار نہیں ہوا، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت کا کیا معاملہ ہے؟ (کہ یہ پھل دار نہیں ہوا)، حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ درخت میں نے لگایا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس درخت کو اُکھاڑا اور اپنے دستِ مبارک سے دوبارہ لگایا، تو وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔ (یہ بھی نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ درخت لگاتے ہی پھل آگیا)۔

www.sukkurvi.com

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ

تشریح

حضرت سلمان حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ طیبہ آگئے تھے اور انہیں نبی آخر الزماں ہونے کی علامت معلوم تھی، اور ان کی عمر مبارک بھی بہت لمبی تھی، بعض روایات میں آتا ہے کہ ڈھائی سو سال انکی عمر تھی اور بعض حضرات کے بقول ساڑھے تین سو سال انکی عمر تھی، آپ مدینہ طیبہ کے ایک یہودی کے پاس اسکے باغ میں کام کرتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائیں تو میں انہیں دیکھوں، اتنے میں آنحضرت ﷺ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے، حضرت سلمان ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کھجور کے مالک کیلئے درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہا تھا کہ مجھے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو درخت سے اترنے کے بجائے خوشی کے مارے میں نے وہیں سے چھلانگ لگادی، میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کیلئے تشریف لے جارہے ہیں، میں بھی لوگوں کے ساتھ چل دیا، جب آپ کے قریب پہنچا اور پہلی بار آپ کا چہرہ دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اور سب سے پہلے میں نے حضور ﷺ کی جو بات سنی وہ یہ تھی کہ ''سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ''، ایک روایت میں ہے کہ ''صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سورہے ہوں تو تہجد پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ''۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نبی آخر الزمان ﷺ کے بارے میں تین علامات پہلے سے سنی ہوئی تھیں:۔

① ... صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے۔

② ... ہدیہ قبول فرمائیں گے۔

③ ... ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔

چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ میں صدقہ کی کھجوریں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ ﷺ نے کھانے سے انکار فرمادیا، اس سے حضرت سلمان کو پہلی علامت پوری ہونے کا اطمینان ہوگیا، پھر دوسری مرتبہ میں ہدیہ کہہ کر کھجوریں پیش کیں تو آپ ﷺ نے قبول فرمالیں، اس سے حضرت سلمان کو دوسری علامت پوری ہونے کا اطمینان ہوگیا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار حضور ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما تھے، میں نے حاضرِ خدمت ہوکر سلام کیا اور حضور کے پیچھے کی طرف گھومنے لگا، حضور ﷺ سمجھ گئے کہ مہرِ نبوت دیکھنا چاہتے ہیں، اس لئے چادر مبارک کمر سے ہٹادی، میں نے مہرِ نبوت کو دیکھا اور اس تیسری علامت کو دیکھتے ہی میں مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت سلمان نے آنحضرت ﷺ کو اپنی غلامی کی پوری

www.sukkurvi.com

داستان سنائی، تو حضور ﷺ نے ان کے یہودی مالک سے انہیں مکاتب بنوا دیا۔ روایت میں اگرچہ ''اشتریٰ'' کے الفاظ ہیں، مگر اس سے یہاں ''مکاتب بنانا'' مراد ہے، اور دو چیزیں بدل کتابت طے پائیں:-

① ... چالیس اوقیہ سونا (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے)۔

② ... حضرت سلمان تین سو کھجور کے درخت لگائیں اور ان میں پھل آنے تک ان درختوں کی دیکھ بھال بھی کریں۔

ان دونوں چیزوں میں نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان کی خصوصی مدد فرمائی، جس کی تفصیل روایت میں مذکور ہے۔

حدیث

۷... عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوَقِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي خَاتَمَ النُّبُوَّةِ فَقَالَ: كَانَ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ۔

ترجمہ

حضرت ابو نَضْرَہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کی مہر نبوت کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کی پشت پر گوشت کا اُبھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۸... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَدُرْتُ هٰكَذَا مِنْ خَلْفِهِ. فَعَرَفَ الَّذِي أُرِيدُ. فَأَلْقَى الرِّدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ. فَرَأَيْتُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ عَلَى كَتِفَيْهِ مِثْلَ الْجُمْعِ حَوْلَهَا خِيلَانٌ كَأَنَّهَا ثَآلِيلُ ❶. فَرَجَعْتُ حَتَّى اسْتَقْبَلْتُهُ. فَقُلْتُ: غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ: وَلَكَ. فَقَالَ الْقَوْمُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. وَلَكُمْ. ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ {وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ} [محمد: ١٩]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن سَرجِس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت

---

❶ الْجُمْعِ: مٹھی   خِيلَان: (جمعِ خال): تل   ثَآلِيلُ (جمعِ ثُؤلول) مسّہ

میں حاضر ہوا، اُس وقت آنحضرت ﷺ اپنے صحابۂ کرامؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے، میں نے اس طرح حضور ﷺ کی پشت کے پیچھے چکر لگایا (راوی نے اس جگہ غالباً چکر لگا کر فعلی صورت بیان کی)، حضور ﷺ میرا منشاء سمجھ گئے، اور آپ نے اپنی پشت سے چادر ہٹا دی، میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مٹھی کی طرح مہر نبوت دیکھی جس کے اِرد گرد تل تھے گویا مسے ہیں، پھر میں حضور اقدس ﷺ کے سامنے آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور تمہاری بھی (مغفرت فرمائیں)۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کیلئے مغفرت کی دعاء فرمائی ہے؟ میں نے کہا، ہاں! اور تم سب کیلئے بھی (مغفرت کی دعا فرمائی ہے)، پھر حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے سورۂ محمد کی یہ آیت پڑھی:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ [محمد: ۱۹]

ترجمہ

اور آپ مغفرت کی دعا کیجئے اپنے لئے بھی، اور مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بھی۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے بال مبارک کا بیان

اس باب میں حضور اقدس ﷺ کے بال مبارک کی کیفیت کا بیان ہے، اس کی تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ کے سر کے بال مبارک تین طرح ہوا کرتے تھے:۔

① ... وَفْرَہ ② ... لِمَّہ ③ ... جُمَّہ

اس باب کی اکثر احادیث میں "إِلٰى نِصْفِ أُذُنَيْهِ" یا "إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ" کے الفاظ آئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی اصل سنت سر کے بالوں کو آدھے کانوں تک یا کانوں کی لَو تک رکھنے کی تھی جس کو "وَفْرَہ" کہا جاتا ہے، لہٰذا اگر بال پٹھے رکھنے ہوں تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے، کیونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ یہی تھی، اگرچہ مصروفیات کی وجہ سے بعض اوقات آپ کے بال کان کی لو سے ذرا نیچے اور کندھوں سے اوپر ہوتے تھے، اور کبھی کندھوں تک بھی آجاتے تھے۔

بہر حال حضور ﷺ سے (سر کے) بال منڈوانا، قصر کرنا اور پٹھے بال رکھنا تینوں

www.sukkurvi.com

ثابت ہیں، اور حضور اقدس ﷺ کا یہ عمل سنن عادیہ میں سے ہے۔ حدیبیہ کے موقع پر جب آپ نے عمرے کا احرام کھولا تو اپنا سر منڈوایا تھا، پھر اگلے سال جب آپ نے عمرہ کی قضاء فرمائی تب بھی سر منڈوایا، اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی حلق فرمایا، اور ایک موقع پر آپ نے قصر بھی فرمایا، جبکہ عام طور پر آپ کی عادت شریفہ پٹھے بال رکھنے کی تھی۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ احادیث طیبہ ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى نِصْفِ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے (سر کے) بال نصف کانوں تک تھے۔

میاں بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا

حدیث

۲...عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضور اقدس ﷺ ایک ہی برتن (کے پانی) سے غسل کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے بال کندھوں سے اوپر اور کان کی لو سے نیچے ہوتے تھے۔

تشریح

اس حدیث سے اگرچہ آپ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک برتن سے غسل کرنا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ ثابت نہیں کہ دونوں برہنہ غسل فرماتے تھے، کیونکہ دوسری حدیث میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کا ستر مبارک کبھی نہ دیکھا اور حضور ﷺ نے کبھی میری شرم کی جگہ نہیں دیکھی۔

یہاں یہ مسئلہ بھی سمجھنے کا ہے کہ میاں بیوی کا ایک برتن سے ایک ہی وقت میں یا آگے پیچھے غسل کرنا

www.sukkurvi.com

کیسا ہے؟ اس میں کچھ تفصیل ہے اور اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:-

①... میاں بیوی ایک ساتھ غسل کریں۔ یہ صورت جائز ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے اور حضرت امام نوویؒ نے اس صورت کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔

②... دوسری صورت یہ ہے کہ مرد پہلے غسل کرے پھر عورت غسل کرے، یہ بھی بالاتفاق جائز ہے۔

③... تیسری صورت یہ ہے کہ عورت پہلے غسل کرے اور اس کے بچے ہوئے پانی سے مرد بعد میں غسل کرے، اس میں اقوال مختلف ہیں، حضرات حنفیہؒ، شافعیہؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک جائز ہے، لیکن حنابلہؒ کے نزدیک یہ ناجائز ہے، البتہ اگر شوہر بیوی کے نہانے کے وقت وہاں موجود ہو تو پھر جائز ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے عورت کے جھوٹے سے نہانے سے منع فرمایا ہے، جمہور کی طرف سے اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں، ایک یہ کہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث سے احکام میں استدلال کرنا درست نہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں عورت کے بچائے ہوئے مستعمل پانی کی ممانعت ہے، غیر مستعمل پانی کی ممانعت نہیں ہے۔

www.sukkurvi.com

حضور ﷺ کے بالوں کی کیفیت

حدیث

۳... عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، وَكَانَتْ جُمَّتُهُ تَضْرِبُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ درمیانہ قد کے تھے، آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان ذرا زیادہ فاصلہ تھا۔ اور آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔

حدیث

۴... عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَيْفَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبِطِ. كَانَ يَبْلُغُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال نہ بالکل پیچدار اور گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے، (بلکہ اُن میں تھوڑا سا گھنگھریالہ پن تھا)۔ آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔

حدیث

۵... عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ. قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَدْمَةً وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ.

ترجمہ

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ (ہجرت کے بعد) ایک مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے سر کے بال چار مینڈھیوں والے تھے۔

تشریح

قولہ: اربع غدائر... الخ ان مینڈھیوں سے عورتوں جیسی مینڈھیاں مراد نہیں ہیں، کیونکہ مردوں کیلئے عورتوں کی طرح مینڈھیاں بنانا ممنوع ومکروہ ہے، اس لئے اس حدیث میں ایسی مینڈھیاں مراد ہیں جن میں عورتوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو، اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سر کے بال چار حصوں میں تھے جو بظاہر مینڈھیوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث

۶... عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بال آدھے کانوں تک ہوتے تھے۔

اہلِ کتاب کی موافقت نہ کرنے کا بیان

حدیث

۷... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْدِلُ شَعْرَهُ. وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ. وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُسْدِلُوْنَ رُءُوْسَهُمْ. وَكَانَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ. ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ (ابتداء میں) بالوں کو (مانگ نکالے بغیر ویسے ہی) چھوڑ دیا کرتے تھے، اور (اس کی وجہ یہ تھی کہ) مشرکین

www.sukkurvi.com

اپنے سروں کی مانگ نکالا کرتے تھے، اور اہلِ کتاب اپنے سروں کے بال (مانگ نکالے بغیر ویسے ہی) چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ (ابتداء میں) اُن امور میں اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے جن کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا، (لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور) پھر آپ ﷺ نے اپنے سر کی مانگ نکالنا شروع فرمادی۔

تشریح

وہ اُمور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی حکم واضح نہ ہوتا اُن میں آپ ﷺ اہلِ کتاب کے عمل کی موافقت کرنا دو وجہ سے پسند فرماتے تھے، ایک یہ کہ مشرکین کے مقابلہ میں اہلِ کتاب کے کم از کم بنیادی عقائد مثلاً توحید وغیرہ میں اپنے اصل مذہب پر باقی تھے، دوسری وجہ ان کی تالیفِ قلب تھی کہ اُن کی موافقت کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ وہ اسلام لے آئیں۔ حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ تیس سے زائد مسائل ایسے ہیں جن میں آپ ﷺ اہلِ کتاب کی موافقت فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ نے دیکھا کہ ان کی مخالفت اور دین دشمنی دن بدن بڑھتی جارہی ہے تو آپ نے اہلِ کتاب کی موافقت چھوڑ دی، بلکہ بہت سی صورتوں میں انکی مخالفت کا حکم دیا۔ امام سیوطیؒ نے اس کی چند مثالیں ذکر فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں:-

①... آپ ﷺ نے پہلے ان کی موافقت میں عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر آپ نے ان کی مخالفت میں فرمایا کہ اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو میں عاشورہ کے ساتھ نو یا گیارہ تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔

②... پہلے آپ مانگ نہیں نکالا کرتے تھے پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع فرمادی۔

③... شروع میں آپ اپنے سفید بالوں میں خضاب نہیں لگایا کرتے تھے، نہ اس کا حکم دیتے تھے، کیونکہ اہلِ کتاب خضاب نہیں لگایا کرتے تھے، لیکن بعد میں آپ نے ان کی مخالفت فرمائی اور خضاب لگانے کا حکم دیا۔

④... جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے لیکن بعد میں بیت اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے ان کی مخالفت فرماتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرمائی۔

⑤... اہلِ کتاب حائضہ عورت سے پرہیز کرتے تھے تو آپ نے بھی شروع میں ان کی موافقت میں میل جول ترک کردیا تھا، پھر ان کی مخالفت فرماتے ہوئے جماع کے سوا باقی چیزوں کو جائز قرار دیا اور حائضہ عورتوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیدیا۔

www.sukkurvi.com

⑥... اگر کوئی جنازہ گزرتا تو آپ ﷺ اس کے احترام میں کھڑے ہوا کرتے تھے، پھر یہ قیام ترک فرمادیا۔

حدیث

۸... عَنْ أُمِّ هَانِئٍ. قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا ضَفَائِرَ أَرْبَعٍ.

ترجمہ

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو چار گیسوؤں والا دیکھا۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے کنگھا کرنے کا بیان

اس باب میں بنیادی طور پر رسول اللہ ﷺ کے کنگھی کرنے کا بیان ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں دو باتیں خاص طور پر ذکر کی گئی ہیں:-

①... حضور ﷺ کا بکثرت تیل استعمال فرمانا اور صفائی وستھرائی کا خاص خیال رکھنا۔

②... ہر محترم اور زینت والا کام دائیں طرف سے کرنا، اور جو کام زینت کا نہ ہو اور محترم بھی نہ ہو اُسے بائیں طرف سے کرنا۔ یہ دونوں کام حضور ﷺ کی سنت ہیں، لہٰذا ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی، جبکہ میں حالتِ حیض میں ہوتی تھی۔

تشریح

اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بیوی کو حیض کی حالت میں اپنے شوہر کی خدمت کرنا جائز ہے،

www.sulkurvi.com

اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

حدیث

۲... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهِ وَتَسْرِيحَ لِحْيَتِهِ. وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ حَتَّى كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک پر اکثر کنگھی کیا کرتے تھے، اور (تیل کے استعمال کے وقت) اکثر اپنے سر پر کپڑا ڈال لیا کرتے تھے، یہاں تک کہ (تیل کے کثرت استعمال کی وجہ سے) وہ کپڑا ایسا ہوجاتا جیسے تیل فروش کا کپڑا ہو (جو عموماً تیل استعمال کرنے کی وجہ سے چکنا ہوتا ہے)۔

تشریح

آپ ﷺ تیل لگا کر کپڑے کو سر پر اس لئے رکھتے تھے تاکہ تیل سے عمامہ یا ٹوپی چکنی نہ ہو، کیونکہ یہ چکنا ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ جسم یا کپڑے کا میلا اور گندا ہونا، اور آپ ﷺ چونکہ صاف و ستھرے رہتے تھے اس لئے تیل لگانے کے ساتھ آپ اپنے عمامے اور ٹوپی کی صفائی کا اہتمام فرماتے تھے۔ لہٰذا اس سنت پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے سفر و حضر میں سات چیزیں ساتھ رہتی تھیں:-

① ... تیل کی شیشی ② ... کنگھی، جس کا اس باب میں ذکر ہے۔ ③ ... آئینہ۔

④ ... سرمہ دانی۔ آج کل سرمہ لگانے کی سنت تقریباً متروک ہوگئی ہے، حالانکہ اس میں ہمارے لئے بہت سے فوائد ہیں، جیسا کہ اس کے بارے میں آگے بیان آرہا ہے۔

⑤ ... مسواک ⑥ ... قینچی، یہ بھی آپ کے پاس ہوتی تھی جو بالوں کو تراشنے کے کام آتی ہے، آج کل اس کے ساتھ ناخن تراش بھی ہونا چاہئے جس سے ناخن کاٹنے میں آسانی ہوتی ہے۔

⑦ ... سر کھجانے کی ایک لکڑی۔[1]

ہمیں بھی سفر میں ان چیزوں کو رکھنے کیلئے کوئی ڈبہ یا چھوٹا بکس وغیرہ بنانا چاہئے، اور گھر میں بھی ایک خانہ اس کیلئے خاص رکھنا چاہئے، اِدھر اُدھر رکھنے سے عموماً چیزیں آگے پیچھے ہو جاتی ہیں، پھر وقت پر ملتی نہیں، جس سے پریشانی ہوتی ہے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل: (۲۸۲۴/۷)

www.sukkurvi.com

محترم کام دائیں طرف سے شروع کرنا

حدیث

۲...عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ إِذَا تَطَهَّرَ. وَفِيْ تَرَجُّلِهٖ إِذَا تَرَجَّلَ. وَفِيْ انْتِعَالِهٖ إِذَا انْتَعَلَ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو اپنے وضو کرنے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھا کرتے تو کنگھا کرنے میں (بھی دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے)، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوتا پہنتے تو جوتا پہننے میں بھی (دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے)۔

تشریح

اس حدیث میں مذکورہ تین چیزیں بطور مثال ذکر فرمائی ہیں، ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دیگر اُمور میں بھی دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے، اسی لئے حضرات فقہاء کرامؒ نے اس حدیث اور دیگر احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ جو چیزیں پسندیدہ اور زیب وزینت کی ہیں انہیں دائیں طرف سے کرنا چاہئے، اور جو چیزیں زیب وزینت کی نہیں ہیں اور محترم اور مکرم بھی نہیں ہیں انہیں بائیں طرف سے کرنا چاہئے۔ چنانچہ وضو کا تعلق طہارت ونظافت سے ہے جس میں زینت بھی ہے، اس لئے جب وضو کریں تو اعضاء دھوتے وقت پہلے دائیں عضو کو دھوئیں پھر بائیں کو۔ اسی طرح کنگھا کرنا چونکہ زینت کا باعث ہے اس لئے جب کنگھا کریں تو پہلے دائیں طرف کنگھا کریں پھر بائیں طرف کریں۔ اسی طرح جب جوتا پہنیں تو دائیں پیر میں پہلے جوتا پہنیں، اور جوتا نکالنا چونکہ زینت کا باعث نہیں اس لئے جوتے اتارتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالیں۔ اسی طرح جب مسجد میں داخل ہوں تو مسجد چونکہ محترم اور مکرم جگہ ہے اس لئے پہلے دایاں قدم رکھیں پھر بایاں، اور جب مسجد سے نکلیں تو پہلے بایاں قدم باہر رکھیں، کیونکہ باہر کا حصہ مسجد سے کمتر ہے۔ اس کے برعکس جب بیت الخلاء جائیں تو بیت الخلاء چونکہ محترم جگہ نہیں ہے اس لئے پہلے بایاں قدم اندر رکھیں، اور جب باہر نکلیں تو چونکہ باہر کی جگہ بیت الخلاء کی بنسبت محترم ہے اس لئے پہلے دایاں قدم باہر رکھیں۔

www.sukkurvi.com

کنگھی کا استعمال بقدرِ ضرورت کرنا

حدیث

۴... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر کبھی کبھار۔

حدیث

۵... عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا.

ترجمہ

حضرت حمید بن عبد الرحمٰن ایک صحابی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار کنگھی کیا کرتے تھے۔

www.sukkurvi.com

تشریح

اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت کنگھی فرمایا کرتے تھے، جبکہ مذکورہ احادیث میں کبھی کبھار کنگھا کرنے کا ذکر ہے، ظاہراً اگرچہ اس میں تعارض ہے، مگر حقیقت میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ بکثرت کنگھی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حسبِ موقع جب کنگھی کرنے کی ضرورت ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرلیا کرتے تھے، اور ضرورت ہر ایک کی مختلف ہوتی ہے، کسی کو زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور کسی کو کم۔ اور جن روایات میں کبھی کبھار کنگھی کرنے کی اجازت مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کنگھی کرنے میں مبالغہ نہ کیا جائے کہ ہر وقت بالوں کے بناؤ سنگھار اور کنگھی کرنے میں مشغول رہے، جیسے بعض لوگوں کی جیب میں کنگھا رہتا ہے اور وہ وقفہ وقفہ سے کنگھا کرتے رہتے ہیں، ایسا کرنے سے بچنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ بلا ضرورت ہر وقت کنگھی کی فکر میں نہ پڑنا چاہیے، البتہ ضرورت ہو تو کسی بھی وقت کنگھی کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن العربیؒ نے بہت عمدہ بات فرمائی ہے:-

---

❶ غِبًّا (بکسر الغین وتشدید الباء): ہر وہ کام جو ایک دن چھوڑ کر کیا جائے یعنی کبھی کبھار۔

مَوَالاتُہ تَصنُّعٌ   وَتَرکُہ تَدَنُّس   وَاغبَابُہ سُنَّۃ

ترجمہ

ہر وقت کنگھی کرتے رہنا تکلف اور بناوٹ ہے

اور بالکل ہی کنگھی نہ کرنا گندا پن اور میلا ہونا ہے

اور ایک دن چھوڑ کر کے کرنا یعنی بوقتِ ضرورت کرنا سنت ہے۔

سبحان اللہ! کیا بہترین خلاصہ ہے!!

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شَيْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کا بیان

اس باب میں تین باتیں مذکور ہیں:-

① ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کی تعداد اور مقدار کتنی تھی؟

② ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے سفید ہونے کی وجہ کیا تھی؟

③ ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے میں اختلاف۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کی تعداد

اس بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض روایات میں چودہ سفید بالوں کا ذکر ہے، بعض روایات میں سفید بالوں کی تعداد اٹھارہ بتائی گئی ہے، جبکہ بعض روایات سے تقریباً بیس سفید بال معلوم ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ان روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ یہ مختلف حالات پر مبنی ہیں، کسی وقت چودہ بال سفید تھے، کبھی اٹھارہ اور کبھی بیس، بیان کرنے والے نے جب دیکھا اُسی وقت کے حساب سے بیان کردیا۔ نیز گننے اور شمار کرنے میں بھی فرق ہوتا ہے، کسی نے چودہ بال گنے، مزید اُنہیں نظر نہ آئے، اسی طرح کسی نے سترہ گنے، کسی نے اٹھارہ، کسی نے بیس گنے۔ مقصود سب کا یہ بتانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں سفید بالوں کی تعداد بہت کم تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سفید ہونے کی وجہ

روایات سے اس کی دو (۲) وجہیں معلوم ہوتی ہیں:-

① ... قرآنِ کریم کی ان سورتوں کی وجہ سے جن میں قیامت کا ہولناک تذکرہ ہے اور صور پھونکنے کا

www.sukkurvi.com

بیان ہے، اور بدبخت لوگوں کے بدترین انجام کا ذکر ہے اور جہنم کا تذکرہ ہے، جن کی دہشت اور خوف کی وجہ سے آپ کے بال مبارک سفید ہوگئے تھے، کیونکہ آپ ﷺ اُمورِ آخرت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، اسی لئے ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو باتیں میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو ہنسنا کم کردو اور رونا زیادہ کردو اور اپنی بیویوں کے پاس جانا بھی چھوڑ دو۔❶

②... بال سفید ہونے کی دوسری وجہ سورۂ ہود کی وہ آیت ہے جس میں فرمایا گیا کہ "فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ" یعنی جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسی طرح آپ دینِ متین پر مضبوطی سے قائم رہیں، اور ظاہر ہے کہ حکم کے موافق استقامت انتہائی مشکل کام ہے اس لئے اس حکم کو پورا کرنے کی فکر میں آپ کے بال مبارک سفید ہو گئے تھے۔ اسی لئے حضرات صوفیاء کرامؒ کا ارشاد ہے: "اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ اَلْفِ كَرَامَةٍ" کہ سنتوں پر استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے، کیونکہ کرامت مقصود نہیں ہے، اصل مقصود "اتباع شریعت اور اس پر استقامت" ہے۔

آنحضرت ﷺ کے خضاب لگانے میں اختلاف

اس میں حضرات علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خضاب لگایا تھا، چنانچہ آگے اسی باب کی حدیث نمبر (۷) میں آپ کے بالوں کی سرخی کا ذکر ہے وہ اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ یہ سرخی خضاب لگانے کی وجہ سے تھی۔ جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خضاب استعمال نہیں فرمایا، اور حدیث میں جس سرخی کا ذکر ہے اس سے مراد وہ سرخی ہے جو بال سفید ہونے سے پہلے ہوتی ہے، یعنی بال سفید ہونے سے پہلے سرخ ہوتے ہیں پھر سفید ہوتے ہیں اسی لئے بال سرخ تھے۔

اب اس باب کی احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں! اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ. إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا فِيْ صُدْغَيْهِ❷ وَلٰكِنْ أَبُوْ بَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ"

---

❶ سنن ابن ماجه، باب الحزن والبكاء: (۱۴۰۲/۲)

❷ صُدْغ (بضم الصاد وسکون الدال) کنپٹی

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس ﷺ خضاب کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے بالوں کی سفیدی اس قدر نہ تھی کہ خضاب کی نوبت آتی، صرف آپ ﷺ کے دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی سفیدی تھی، البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حِنَّا اور کَتَمْ [1] سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

حدیث

۲… عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا عَدَدْتُ فِي رَأْسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِحْيَتِهٖ إِلَّا أَرْبَعَ عَشْرَةَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں چودہ سے زیادہ سفید بال نہیں گنے۔

حدیث

۳… عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْبٌ، وَإِذَا لَمْ يَدْهِنْ رُئِيَ مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت سماک بن حربؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ اپنے سر پر تیل لگاتے تھے تو آپ کے بالوں کی سفیدی دکھائی نہ دیتی، اور جب آپ تیل نہ لگاتے تو کچھ کچھ سفیدی محسوس ہوتی تھی۔

تشریح

تیل لگانے کی صورت میں چونکہ سارے بال چمکنے لگتے ہیں اس لئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک کے ساتھ مل جاتی تھی اور سفیدی واضح طور پر محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تیل کی وجہ سے چونکہ بال جم جاتے ہیں اس لئے تھوڑے سے سفید بال کالے بالوں میں چھپ جاتے ہوں گے،

---

[1] کَتَمْ ایک گھاس (کا پودا) ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے، اس کو اردو میں "وسمہ" کہا جاتا ہے جسے مہندی کے ساتھ لگانے سے بال سیاہی مائل ہوجاتے ہیں، بالکل کالے نہیں ہوتے۔

www.sukkurvi.com

اور جب تیل نہیں ہوتا تھا تو بالوں کے پھیلنے کی وجہ سے وہ سفید بال ظاہر ہوجاتے تھے۔

حدیث

۴...عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِنَّمَا كَانَ شَيْبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے سفید بال تقریباً بیس (۲۰) تھے۔

حدیث

۵...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَدْ شِبْتَ. قَالَ: شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَالْمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہوگئے (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سورۂ ھُوْد، سورۂ واقعہ، سورۂ مُرسلات، سورۂ عَمَّ يَتَسَاءَلُوْن اور سورۂ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا بنا دیا۔

حدیث

۶...عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، نَرَاكَ قَدْ شِبْتَ. قَالَ: قَدْ شَيَّبَتْنِيْ [1] هُوْدٌ وَأَخَوَاتُهَا.

ترجمہ

حضرت ابو جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ پر بڑھاپے کا کچھ اثر محسوس ہو رہا ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سورۂ ھُوْد اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تشریح

ان سورتوں کو بطورِ خاص اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ ان میں گزشتہ اُمتوں کے واقعات، ان پر عذاب کی تفصیل، موت، قیامت اور حشر و نشر وغیرہ کے اُمور تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور سورۂ ہود

---

[1] شَيَّبَتْنِيْ، تشییب از باب تفعیل: بوڑھا کرنا۔

www.sukkurvi.com

میں خاص طور پر وہ آیت ہے جس میں آنحضرت ﷺ کو استقامت کا حکم دیا گیا ہے، آپ کو یہی فکر رہتی تھی کہ مجھے استقامت حاصل ہے یا نہیں، اسی فکر کی وجہ سے آپ ﷺ پر بڑھاپے کے آثار جلدی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

حدیث

۷... عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ، تَيْمِ الرِّبَابِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنٌ لِي، قَالَ: فَأُرِيتُهُ (۱)، فَقُلْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ: هَذَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، وَلَهُ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ، وَشَيْبُهُ أَحْمَرُ.

ترجمہ

حضرت ابو رِمْثَہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میرے ساتھ میرا ایک بیٹا بھی تھا، پھر مجھے نبی کریم ﷺ دکھلائے گئے یعنی لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو فوراً کہا کہ واقعی یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں، اُس وقت آپ ﷺ نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے (سبز لنگی اور سبز چادر)، اور آپ کے چند بال ایسے تھے جن پر بڑھاپے کے کچھ آثار غالب ہو گئے تھے، لیکن آپ کے سفید بال سرخ تھے۔

تشریح

اس باب کے شروع میں یہ بات گزر چکی ہے کہ مذکورہ روایت میں بالوں کی سرخی کا جو ذکر ہے اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات کے نزدیک یہ سرخی خضاب کی وجہ سے تھی، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ سرخی اصلی تھی جو بال سفید ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔

حدیث

۸... عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قِيلَ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكَانَ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبٌ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبٌ إِلَّا شَعَرَاتٌ فِي مَفْرِقِ (۲) رَأْسِهِ، إِذَا ادَّهَنَ وَارَاهُنَّ (۳)

---

(۱) فَأُرِيتُهُ: صیغہ واحد متکلم، ماضی مجہول از باب افعال، یعنی مجھ کو دکھلائے گئے۔

(۲) مَفْرِقِ (بضم الميم وسكون الفاء وكسر الراء)، مانگ نکالنے کی جگہ

(۳) وَارَاهُنَّ (مشتق من المواراة): چھپانا

www.sukkurvi.com

الدُّهْنُ.

ترجمہ

حضرت سماک بن حرب فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے سر میں سفید بال تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کے سر کی مانگ میں صرف چند بال سفید تھے، جب آپ تیل لگاتے تو تیل ان سفید بالوں کو چھپا لیتا تھا (یعنی تیل لگانے کی حالت میں اُن چند بالوں کی سفیدی ظاہر نہیں ہوتی تھی)۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے خضاب فرمانے کا بیان

اس باب کا خلاصہ دو باتیں ہیں:-

(۱)... آپ ﷺ نے خضاب لگایا ہے یا نہیں؟

(۲)... خضاب لگانے کی شرعی حیثیت اور اس کی مختلف صورتوں کا حکم۔

آنحضرت ﷺ نے خضاب لگایا یا نہیں؟

اس بارے میں روایات مختلف ہیں اور ظاہراً متعارض ہیں، حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس باب میں دونوں طرح کی روایات نقل فرمائی ہیں، چنانچہ اس باب کی پہلی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سفید بال سرخ تھے، اس روایت کی بنیاد پر حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اس طرف ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا، کیونکہ یہ سرخی اصلی تھی جیسا کہ عموماً بال سفید ہونے سے پہلے سرخی آجاتی ہے۔ لیکن اسی باب کی دیگر تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خضاب کیا ہے، بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دونوں طرح کی روایات منقول ہیں، چنانچہ پچھلے باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت گزری ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے سفید بال اتنے تھے ہی نہیں کہ خضاب کی ضرورت پڑتی، جبکہ اِس باب کی آخری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کے بال خضاب والے دیکھنا بیان فرمایا ہے۔

اس تعارض کے حل کیلئے حضرات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ روایات مختلف اوقات کے لحاظ سے ہیں، یعنی آپ ﷺ کے سفید بال اوّل تو اتنے زیادہ نہیں تھے کہ ہر وقت خضاب لگانے کی ضرورت پڑتی، لیکن کبھی کبھار آپ ان پر بھی خضاب لگالیا کرتے تھے، تو جس صحابیؓ نے آپ کے بالوں کو جس

www.sukkurvi.com

حالت میں دیکھا اُسی طرح بیان فرمادیا۔ ❶

خضاب لگانے کی شرعی حیثیت

خالص سیاہ کے بجائے براؤن یا کسی دوسرے رنگ کا خضاب بغیر کسی کراہت کے استعمال کیا جاسکتا ہے، اور سرخ خضاب خالص حناء کا یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل کیا جائے، مسنون ہے۔

اور خالص سیاہ رنگ کا خضاب استعمال کرنے کے بارے میں حضرات فقہاء کرامؒ نے جو تفصیل ذکر فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاہ خضاب لگانے کی درج ذیل چند صورتیں ہیں:۔

①... اگر مجاہد اور غازی بوقتِ جہاد اس نیت سے کالا خضاب لگائے تا کہ کفار کو جوان اور طاقت ور محسوس ہو اور دشمن پر رُعب پڑے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

②... کسی کو دھوکہ دینے کے لئے کالا خضاب لگایا جائے، مثلاً مرد عورت کو یا عورت مرد کو دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگائے تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

③... شادی شدہ شخص زینت کی غرض سے اپنی بیوی کو خوش کرنے کی نیت سے سیاہ خضاب لگائے تو اس میں اختلاف ہے۔ جمہور ائمہ اور مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو مکروہ فرماتے ہیں، جبکہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض دیگر مشائخ اسے جائز قرار دیتے ہیں، لیکن احادیث میں ممانعت اور سخت وعید کے پیش نظر فتویٰ اسی پر ہے کہ یہ صورت مکروہ اور منع ہے۔ ❷

④... بیوی اگر اپنے شوہر کیلئے سیاہ خضاب لگائے تو بعض حضرات مثلاً امام اسحاق بن راہویہؒ اور حضرت قتادہؒ سے اس کی اجازت منقول ہے۔ ❸

⑤... جوانی میں اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوجائیں تو یہ عیب ہے، اسلئے عیب چھپانے کی غرض سے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ مرد اور عورت دونوں کا یہی حکم ہے۔ ❹

اب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے چار احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنِ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

---

❶ بذل المجہود للسہارنفوری، وخصائل نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ

❷ جواہر الفقہ: ۷/۱۶۶

❸ تکملة فتح الملهم

❹ فتویٰ دار العلوم کراچی: ۷/۹۷۵/۴

www.sukkurvi.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنٍ لِي، فَقَالَ: ابْنُكَ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ. قَالَ: وَرَأَيْتُ الشَّيْبَ أَحْمَرَ.

ترجمہ

حضرت ابو رِمْثَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک لڑکے کو ساتھ لیکر حاضر ہوا، حضور ﷺ نے پوچھا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یہ میرا بیٹا ہے)، آپ اس کے گواہ رہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے جرم کا بدلہ تجھ پر نہیں اور تیرے جرم کا بدلہ اس پر نہیں۔ حضرت ابو رِمْثَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اُس وقت) آپ ﷺ کے سفید بالوں کو سرخ دیکھا۔

تشریح

زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ باپ اگر کوئی جرم کرتا تو بدلہ میں اس کا بیٹا پکڑا جاتا تھا اور اُسے سزا دی جاتی تھی، اسی خیال کے پیش نظر حضرت ابو رِمْثَہ ؓ نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ گواہ رہیں یہ میرا بیٹا ہے، مقصد یہ تھا کہ اگر کبھی اس طرح کی ضرورت پیش آئے تو میرے بیٹے کو پکڑا جائے، آنحضرت ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کی اس رسم کی تردید فرمائی کہ بیٹے کا جرم باپ پر نہیں، اور باپ کا جرم بیٹے پر نہیں، جیسا کہ قرآنِ مجید میں سورۂ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ} یعنی کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں۔

حدیث

۲... عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ: هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

ترجمہ

حضرت عثمان بن مَوہَب ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے خضاب کیا۔

حدیث

۳... عَنِ الْجَهْذَمَةِ امْرَأَةِ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ قَالَتْ: أَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ يَنْفُضُ رَأْسَهُ وَقَدِ اغْتَسَلَ. وَبِرَأْسِهٖ

www.Sukkurvi.com

رَدْغٌ[1] مِنْ حِنَّاءٍ، أَوْ قَالَ: رَدْعٌ. شَكَّ فِي هَذَا الشَّيْخُ.

ترجمہ

حضرت جَهذَمه جو بشیر بن خَصاصِیہ کی بیوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا تھا اس لئے اپنے سر (سے پانی) جھاڑ رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر حِنا (مہندی) کا اثر تھا۔

حدیث

۴... عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي كُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمہ کا بیان

لفظِ "کحل" کو کُحل (کاف کے پیش کے ساتھ) بھی پڑھ سکتے ہیں اور کَحل (کاف کے زبر کے ساتھ) بھی پڑھ سکتے ہیں۔ "کُحل" کے معنی سرمہ کے ہیں اور "کَحل" کے معنی سرمہ لگانے کے ہیں، دونوں سنتوں کا بیان اس باب میں ہے، چنانچہ اس باب میں پانچ احادیث ہیں اور ان سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں:

① ... سرمہ لگانا سنت ہے، آجکل یہ سنت مَردوں میں تقریباً ختم ہو چکی ہے، لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ کا اہتمام فرمایا ہے، چنانچہ آپ کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ رات کو تین سلائی دائیں آنکھ میں اور تین سلائی بائیں آنکھ میں لگاتے تھے، یہ آپ کا معمول تھا، بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ دائیں آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں دو سلائی لگایا کرتے تھے۔ لیکن سلائی لگانے سے پہلے سلائی کو اچھی طرح جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات سرمہ باریک ہوتا ہے اور سلائی میں اتنا لگ جاتا ہے کہ ایک دفعہ لگانا ہی تین کے برابر ہوتا ہے۔

---

[1] رَدْغٌ (بفتح الراء وسكون الدال. وهو الصحيح عند المحدثين): نشان

www.suhkurvi.com

②... سرمہ کی بھی مختلف قسمیں ہیں، ان میں سب سے افضل سرمہ وہ ہے جس کی احادیث میں تاکید آئی ہے، وہ "اِثمِدْ" ہے جو سرخی مائل ہوتا ہے، کالا نہیں ہوتا، اور یہ آنکھوں کیلئے بہت زیادہ مفید ہے، کیونکہ اس سے بینائی صاف ہوتی ہے اور تیز ہوتی ہے اور پلکیں بڑی ہوتی ہیں، اور بھی بہت سے فوائد ہیں، سب سے بڑا فائدہ سنت پر عمل کرنے کا ہے جس سے بڑا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ بہرحال "اثمد" سرمہ سب سے بہتر ہے، اس میں آنکھیں بھی کالی نہیں ہوتیں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ تھوڑا سا کالا سرمہ ملا لیا جائے کہ تین حصے اثمد سرمہ کے ہوں اور ایک حصہ کالے سرمہ کا، یہ بھی صحیح ہے۔

③... تیسری بات یہ ہے کہ سرمہ چاہے رات میں لگائیں یا دن میں، دونوں سے سنت ادا ہوجاتی ہے، لیکن رات میں لگانا زیادہ بہتر ہے، اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اور فاسد مادے نکل جاتے ہیں۔ پھر جب صبح اٹھیں اور وضو کریں تو جو سرمہ آنکھوں سے باہر ہوا سے تولیہ وغیرہ سے صاف کرلیں، یہ ادب کی بات ہے، اور اس پر عمل کرنا اچھا ہے۔

سرمہ کے فوائد

سرمہ کے متعدد فوائد ہیں:۔

①... اس سے سنت ادا ہوتی ہے، یہ سب سے بڑا فائدہ ہے، کیونکہ سنت پر عمل کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہے، اس لئے حتی الامکان سنتوں پر عمل ہونا چاہئے، خواہ وہ سنن عادیہ میں سے ہوں۔

②... آنکھوں کی اور بینائی کی حفاظت ہوتی ہے۔

③... بینائی قوی ہوتی ہے، اور صاف بھی ہوتی ہے، بینائی اگر تیز ہو مگر صاف نہ ہو تب بھی ٹھیک نہیں اس لئے بینائی صاف بھی ہونی چاہئے، اور سرمہ سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

④... جتنے بھی فاسد مادے ہوتے ہیں وہ آنکھوں سے نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھیں دُکھتی نہیں اور کوئی بیماری عموماً نہیں لگتی۔

⑤... اس سے زینت حاصل ہوتی ہے، اور قرآنِ کریم میں زینت کو اختیار کرنے کا حکم ہے،

{یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ} (سورۃ الأعراف:٣١)

خلاصہ یہ ہے کہ سرمہ رات میں بھی لگا سکتے ہیں اور دن میں بھی لگا سکتے ہیں لیکن رات میں لگانا زیادہ مفید اور راحت کا سبب ہے، اور ہر قسم کا سرمہ لگانے سے سنت ادا ہوجاتی ہے چاہے اثمد ہو یا غیر اثمد، لیکن اثمد سرمہ افضل ہے، اس لئے اس کی کوشش کرنی چاہئے بشرطیکہ آنکھوں کو موافق آجائے، ورنہ کوئی

www.sukkurvi.com

بھی سرمہ لگا سکتے ہیں۔

اس کے بعد اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اكْتَحِلُوْا بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ. وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ [1] يَكْتَحِلُ مِنْهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِي هٰذِهٖ، وَثَلَاثَةً فِي هٰذِهٖ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اثمد سرمہ آنکھوں میں لگایا کرو، کیونکہ وہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے ہر رات تین سلائی اِس آنکھ میں اور تین سلائی اُس آنکھ میں ڈالا کرتے تھے۔

حدیث

۲... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ بِالْإِثْمِدِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ. وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ فِي حَدِيْثِهٖ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اثمد سرمہ کی تین تین سلائیاں لگاتے تھے۔

اس حدیث کے ایک راوی حضرت یزیدؒ بن ہارون ہیں وہ اپنی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے سونے کے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ ڈالا کرتے تھے۔

---

[1] مُكْحُلَةٌ: (بضم الميم وسكون الكاف وضم الحاء، وهذا خلافُ القياس): سرمہ دانی

www.sukkurvi.com

حدیث

٣... عَنْ جَابِرٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوتے وقت اثمد سرمہ (لگانا) اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی ضرور لگایا کرو)، کیونکہ وہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

حدیث

٤... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے سب سرموں میں "اثمد" بہترین سرمہ ہے، آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

حدیث

٥... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اثمد سرمہ اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی ضرور لگایا کرو)، کیونکہ وہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي لِبَاسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے لباس کا بیان

اس باب میں حضور اقدس ﷺ کے لباس مبارک کا ذکر ہے، اور اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو احادیث ذکر فرمائی ہیں اُن سے چھ باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

www.sukkurvi.com

①... پہلی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا لباس بہت معمولی اور سادہ ہوتا تھا، البتہ جمعہ اور عیدین میں اور وفود کی آمد کے موقع پر عمدہ اور قیمتی لباس بھی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے ستائیس اونٹنیوں کے بدلہ ایک لباس خریدا۔[1] اس زمانے میں اونٹ سب سے زیادہ قیمتی مال سمجھا جاتا تھا۔ بہرحال جو لباس سادہ اور کم قیمت ہوتا اُس کا استعمال اَز راہ تواضع تھا، اور جو لباس عمدہ تھا وہ تحدیثِ نعمت کے طور پر ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اعلیٰ لباس عطا فرمائیں تو تحدیثِ نعمت کے طور پر یا ادائے سنت کی نیت ہونی چاہیے، پھر شکرانے کے طور پر پہننا چاہیے۔

②... دوسری بات ان احادیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب انسان لباس پہنے تو وہ دکھاوے، تکبر اور نام ونمود کیلئے نہ ہو، یعنی اس نیت سے لباس نہ پہنے کہ لوگ مجھے بڑا اور مالدار سمجھیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکی نعمت کے شکرانے کے طور پر یا اپنا دل خوش کرنے کیلئے پہنا جائے۔

③... تیسری بات یہ ہے کہ مرد کا لباس زعفرانی اور **مُعَصْفَر** نہ ہو۔ **مُعَصْفَر** وہ کپڑا ہوتا ہے جس کو عصفر بوٹی سے رنگا جائے جس کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ یہ دونوں کپڑے حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں عورتوں کے ساتھ خاص تھے، اس لئے حضور اقدس ﷺ نے مردوں کو اس لباس سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر کپڑا پرانا ہو جائے اور زعفران کا رنگ اتر چکا ہو تو ایسا کپڑا پہن سکتے ہیں، چنانچہ اس باب کی حدیث نمبر (۱۲) میں آرہا ہے کہ حضور ﷺ نے خود بھی زعفرانی کپڑا پہنا، لیکن وہ پرانا ہو چکا تھا اور زعفرانی رنگ اس سے اُتر چکا تھا۔

④... مردوں کیلئے سفید رنگ کا لباس بہتر اور پسندیدہ ہے، جیسا کہ اس باب کی متعدد احادیث میں آپ ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

⑤... آپ ﷺ کو کپڑوں میں کرتا زیادہ پسند تھا، کیونکہ اس میں زینت اور ستر پوشی زیادہ ہے، نیز یہ سردی وگرمی میں جسم کی حفاظت اور بچاؤ کا سبب بھی ہے۔ اسی طرح جبہ پہننا بھی ثابت ہے، گرمی کے موسم میں آپ نے کرتا استعمال فرمایا جس کی آستینیں گٹوں تک ہوتی تھی اور سردیوں میں جبہ استعمال فرمایا جس سے تھوڑی انگلیاں آستینوں سے باہر نکلتی تھیں، اور عام طور پر آپ کے کرتہ یا جبہ کی آستینیں کشادہ ہوتی تھیں، لیکن تنگ آستینوں والا جبہ بھی استعمال فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ سے چادر استعمال کرنا بھی ثابت ہے، چادر بھی حضور ﷺ کے لباس کا حصہ تھی، ایک لنگی کے طور پر باندھتے تھے اور ایک اوپر سے اوڑھ لیا کرتے تھے۔

[1] معارف ترمذی: (۵/۸۹)، بحوالہ مسند ابن الجعد: ۱/۴۵۵، رقم الحدیث: ۳۱۰۸)

www.sukkurvi.com

ان تمام روایات سے لباس میں مجموعی طور پر یہ سنت معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو جو لباس ملے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اُسے پہن لیا کرے، حضور ﷺ کی اصل عادت مبارکہ یہی تھی کہ جو مل گیا پہن لیا، ہر حال میں پہننے کیلئے کسی خاص لباس کا اہتمام کرنا روحِ سنت کے خلاف ہے۔ روحِ سنت یہ ہے کہ جو ملے پہن لے چاہے کرتہ ہو، چادر ہو یا جبہ ہو، تنگ آستین والا ہو یا کھلی آستین والا، سب ٹھیک ہے۔

۶... آپ ﷺ سے رومی جبہ پہننا بھی ثابت ہے، جیسا کہ اس باب کی آخری حدیث میں ہے، اور رومی سلطنت آپ ﷺ کے زمانہ میں ایک غیر مسلم سلطنت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کی بنائی ہوئی چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، جب تک کہ کسی معتبر دلیل سے ان کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہو، لہٰذا اُن کی بنائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ ان کے ساتھ مخصوص نہ ہوں۔

اسلامی لباس اور اس کے اصول

آخر میں باب اللباس سے تعلق ہونے کی بناء پر یہ ذکر کرنا بھی مُفید ہے کہ اسلامی لباس کسے کہتے ہیں؟ اس کیلئے پہلے یہ سمجھ لیں کہ شریعت میں لباس ذرائع میں سے ہے، مقاصد میں سے نہیں، لہٰذا ذرائع میں سے ہونے کی وجہ سے شریعت میں لباس کیلئے کوئی خاص شکل وصورت اور خاص ہیئت ضروری نہ ہوگی، اور نہ کسی خاص وضع کا لباس تمام مسلمانوں کیلئے طے کیا گیا ہے کہ جس کی پابندی تمام اُمتِ اسلامیہ کے ذمہ لازم یا مسنون ہو، بلکہ حالات اور موسم کے اختلاف اور لوگوں کی عادات کے فرق کا اسلامی لباس میں لحاظ کیا گیا ہے۔ البتہ شریعت نے لباس کے کچھ اُصول اور حدود مقرر کی ہیں کہ اُن سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، لہٰذا جو لباس اُن شرعی اُصولوں کے مطابق ہوگا وہ شرعی اور اسلامی لباس کہلائے گا، اور جو لباس ان اصولوں کے خلاف ہوگا وہ غیر شرعی اور غیر اسلامی لباس کہلائے گا۔ وہ اُصول مختصراً یہ ہیں:-

پہلا اصول

مسلمان مرد وعورت کا لباس ستر چھپانے والا ہونا چاہئے، یعنی اس کے ذریعہ مرد وعورت کا ستر چھپنا چاہئے، مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک ہے، اور عورت کا چہرہ، دونوں ہاتھ اور پیر چھوڑ کر باقی سارا جسم ستر ہے۔ لہٰذا لباس اتنا باریک یا چھوٹا یا چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں جن کا چھپانا واجب ہے۔ چنانچہ آج کل جو پینٹ پتلون اور چست پاجامے چل رہے ہیں یہ اسلامی لباس نہیں، کیونکہ اتنا چست لباس پہننا کہ جس میں کولہوں کی بناوٹ، رانوں کی اور پنڈلیوں کی بناوٹ واضح ہو ناجائز ہے۔

www.sukkurvi.com

دوسرا اصول

لباس موجبِ زینت ہو، کیونکہ زینت بھی اعتدال کے ساتھ مطلوب ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جب وہ کسی کو کوئی نعمت دیں تو اُس نعمت کا اثر اس کے جسم پر نظر آئے، اور جسم پر نعمت کا اثر لباس کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، لہٰذا مالدار شخص اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے والے اسے مفلس سمجھیں، اور کوئی غریب آدمی اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کے لباس کا اہتمام نہ کرے کہ لوگ اس کو امیر سمجھیں، بلکہ ہر شخص کو اپنی مالی حیثیت کے مطابق لباس پہننا چاہئے۔

تیسرا اصول

لباس میں فخر و غرور، تکبر، ریاکاری اور نام و نمود نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

چوتھا اصول

مسلمان کے لباس میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت نہ ہو۔ اسی طرح مَردوں کے لباس میں عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کے لباس میں مَردوں کی مشابہت نہ ہو۔ البتہ لباس میں اگر نیک لوگوں کی مشابہت ہو تو یہ مطلوب ہے یعنی حضور ﷺ کے لباس کی مشابہت ہو یا نیک لوگوں کے لباس کی مشابہت اختیار کی جائے۔

پانچواں اصول

مرد کا لباس اصلی ریشم کا نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ مَردوں کیلئے اصلی ریشم حرام ہے، البتہ مصنوعی ریشم کا استعمال جائز ہے۔ اسی طرح اگر صرف تانا اصلی ریشم کا ہو اور بانا سوت یا اون کا ہو تو وہ بھی جائز ہے۔

چھٹا اصول

مرد کا لباس ٹخنے سے نیچے نہ ہو، لہٰذا مرد حضرات اپنی شلوار، تہبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ رکھیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے، اور خواتین کا لباس اتنا نیچے ہو کہ ان کے ٹخنے چھپ جائیں۔ [1]

اس کے بعد اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ احادیث ذکر فرمائی ہیں، لیکن پہلی دو احادیث کے الفاظ بعینہٖ ایک جیسے ہیں، صرف سند کا فرق ہے، اس لحاظ سے گویا کُل پندرہ احادیث بیان فرمائی ہیں جن کا ترجمہ کیا جا رہا ہے:۔

---

[1] تكملة فتح الملهم : (۷۶/۴، ۷۷)

www.sukkurvi.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس "کُرتہ"

حدیث

۱... عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ.

ترجمہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں میں کُرتہ زیادہ پسند تھا۔

حدیث

۲... عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَلْبَسُهُ الْقَمِيصُ.

ترجمہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کیلئے سب کپڑوں میں کُرتا زیادہ پسند تھا۔

تشریح

کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں زینت بھی زیادہ ہے اور ستر پوشی بھی زیادہ ہے، جبکہ اس کے علاوہ دوسرے کپڑوں میں یا تو زینت کی کمی ہے جیسے لنگی، یا سترِ عورت زیادہ بہتر انداز میں نہیں ہوتا جیسے چادر، کہ اس کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو کہ عربی کے لفظِ قمیص کا ترجمہ "کُرتہ" ہے، جبکہ اردو میں قمیص کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس میں کالر نہ ہوں، یہ جائز ہے، اور دوسری قسم وہ ہے جس میں کالر بھی ہوں جیسا کہ کوٹ میں ہوتا ہے، ایسے کالر کی وجہ سے لباس خلافِ اولیٰ ہے، البتہ شیروانی والی صرف کنٹھی دار کرتا پہننا بلا شبہ جائز ہے۔

کُرتے کی آستین کا گٹوں تک ہونا

حدیث

۳.. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ: كَانَ كُمُّ [1] قَمِيْصِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الرُّسْغِ.

---

[1] كُمّ: (بضم الكاف وتشديد الميم): آستین ۔ رُسْغ (بضم الراء وسكون السين): كلائی، گٹا

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کرتے کی آستین کلائی تک ہوتی تھیں۔

تشریح

یہ روایت ظاہراً اُس روایت کے خلاف ہے جس میں آستین کلائی سے نیچے ہونے کا ذکر آیا ہے، حضرات علماء کرامؒ نے اس اختلاف کو دور کرنے کیلئے مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں:۔

① ... یہ مختلف اوقات پر محمول ہے کہ آپ کی آستین کبھی کلائی تک ہوتی تھی اور کبھی اس سے نیچے تک۔

② ... بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ روایات تخمینہ اور اندازہ پر محمول ہیں، یعنی آستین کلائی تک یا اس کے قریب قریب ہوتی تھی۔

③ ... حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ کلائی تک کی روایت افضلیت پر محمول ہے اور کلائی سے نیچے تک کی روایت بیانِ جواز پر۔ یعنی کرتے کی آستین میں بہتر یہی ہے کہ کلائی تک ہو، اس سے زیادہ نہ ہو۔ اگر کسی وجہ سے اس سے نیچے ہو تب بھی جائز ہے۔ [1]

قمیص کا گریبان کھلا رکھنا

حدیث

۴... عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ لِنُبَايِعَهُ، وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقٌ، أَوْ قَالَ: زِرُّ قَمِيصِهِ مُطْلَقٌ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ۔

ترجمہ

حضرت قُرَّہ بن اِیَاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں قبیلۂ مُزَیْنَہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا، تاکہ ہم سب نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، اُس وقت آپ ﷺ کا کرتہ (یعنی گریبان) کھلا ہوا تھا، یا یوں فرمایا کہ آپ ﷺ کے کرتے کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے کرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور (تبرک کی غرض سے) مہرِ نبوت کو چھویا۔

فائدہ

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اگر کسی وجہ سے اپنے کرتے کے بٹن کھلے رکھے جیسے گرمی کی

---

[1] خصائلِ نبوی از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ۔

www.sukkurvi.com

وجہ سے تو یہ جائز ہے، منع نہیں ہے۔ البتہ جس معاشرہ میں لوگوں کے سامنے بٹن کھلے رکھنا عُرفاً اچھا نہ سمجھا جاتا ہو وہاں گریبان بند رکھنا بہتر ہے۔

حدیث

۵...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَهُوَ يَتَّكِئُ (۱) عَلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ (۲) قَدْ تَوَشَّحَ (۳) بِهِ. فَصَلَّى بِهِمْ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (غالباً مرض وفات میں (۴)) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اس وقت حضور اقدس ﷺ پر ایک یمنی پھولدار چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو نماز پڑھائی۔

علم حدیث حاصل کرنے کے شوق کا ایک واقعہ

وَقَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: سَأَلَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَوَّلَ مَا جَلَسَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ. فَقَالَ: لَوْ كَانَ مِنْ كِتَابِكَ. فَقُمْتُ لِأُخْرِجَ كِتَابِي فَقَبَضَ عَلَى ثَوْبِي ثُمَّ قَالَ: أَمْلِهِ (۵) عَلَيَّ؛ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَلْقَاكَ. قَالَ: فَأَمْلَيْتُهُ عَلَيْهِ. ثُمَّ أَخْرَجْتُ كِتَابِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ.

ترجمہ

(حضرت امام ترمذیؒ کے استاذ) علامہ عَبدؒ بن حُمَید فرماتے ہیں کہ محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن مَعِینؒ نے میرے پاس بیٹھتے ہی سب سے پہلے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت فرمایا، چنانچہ میں نے (حدیث بیان کرنے کیلئے) کہا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ (ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ) اس پر حضرت یحییٰ بن مَعِینؒ نے

www.sukkurvi.com

---

(۱) يَتَّكِئُ (مشتق من الاتِّكاء): سہارا لینا

(۲) قِطْرِيٌّ (بکسر القاف وسکون الطاء و کسر الراء): یمنی چادر کو کہتے ہیں جو روئی سے بنائی جاتی ہے اور منقش اور دھاری دار ہوتی ہے

(۳) تَوَشَّحَ (تفعّل): لپیٹنا، اوڑھنا

(۴) کماھو مصرح فی سنن الدار قطنی، کتاب الصلاۃ (خصائل نبوی)

(۵) أَمْلِ (مشتق من الاملاء. صیغۃ الامر): املاء کرانا

کہا: اگر آپ یہ حدیث اپنی کتاب سے بیان کرتے تو زیادہ اطمینان ہوتا۔ حضرت محمد بن فضلؒ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے اُٹھ کر کتاب لینے کیلئے اندر جانے لگا تو حضرت یحییٰ بن مَعِینؒ نے میرا کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ پہلے مجھے یہ حدیث (اپنے حفظ کی بنیاد پر ہی) املاء کرادیں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ (شاید) میں آپ سے دوبارہ نہ مل سکوں، (کیونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں)۔ حضرت محمد بن فضلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ حدیث اپنی یادداشت سے املاء کروادی، پھر کتاب لاکر دوبارہ دیکھ کر سنائی۔

فائدہ

حضرت یحییٰ بن مَعینؒ کو حدیث شریف حاصل کرنے کا کس قدر شوق تھا! اور دوسری طرف اپنی زندگی کا کچھ بھروسہ بھی نہ تھا، اس لئے اپنے استاذِ محترم حضرت محمد بن فضلؒ کے کتاب لاکر اس میں سے حدیث سنانے کی بجائے زبانی حدیث سنانے کی درخواست کی، معلوم ہوا کہ جو نیکی جب ہوسکے کرلینی چاہئے۔ تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

کپڑا پہننے کی مسنون دعا

حدیث

٦...عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ❶ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً. ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ. أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ.

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو (اظہارِ مسرت کے طور پر) اس کا نام لیتے کہ (اللہ تعالیٰ نے) یہ عمامہ (عطا فرمایا) ہے یا کرتہ (عطا فرمایا) ہے یا چادر (عطا فرمائی) ہے، پھر یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ. أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (یعنی اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کیلئے ہیں، آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے، میں آپ سے اس کپڑے کی بھلائی مانگتا ہوں اور جس مقصد کیلئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اُس کی بھلائی مانگتا ہوں، اور اس کپڑے کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جن کیلئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے)۔

---

❶ اسْتَجَدَّ: مشتق من الاِسْتِجْدَادِ (استفعال): نیا کپڑا پہننا

www.sukkurvi.com

تشریح

کپڑا عموماً زینت، گرمی اور سردی وغیرہ سے بچاؤ کیلئے بنایا جاتا ہے، دُعا کا مطلب یہ ہے کہ جس غرض کیلئے بھی پہنا جائے اُس میں بھلائی ہو، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے موافق استعمال ہو، اور عبادات میں مُعین و مددگار ہو۔ اور کپڑے کی برائی یہ ہے کہ وہ کپڑا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال ہو، اور پہننے والے میں غرور اور تکبر پیدا کرے۔ حدیث شریف میں کپڑا پہننے کی جو دُعا سکھائی گئی ہے وہ بہت اہم ہے۔ لباس، ٹوپی، عمامہ وغیرہ پہنتے وقت اس دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔

مُنَقَّش چادر کا پسندیدہ ہونا

حدیث

۷... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَلْبَسُهُ الْحِبَرَةُ ❶

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے کپڑوں میں "یمنی منقش چادر" سب سے زیادہ پسند تھی۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر سب سے زیادہ پسند تھی، جبکہ اس باب کی پہلی اور دوسری حدیث میں کُرتے کے زیادہ پسندیدہ ہونے کا ذکر ہے، اس کے بارے میں حضراتِ علماء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، قمیص اور چادر دونوں اپنی اپنی جگہ پسندیدہ تھے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ پہننے کے لحاظ سے کُرتا زیادہ پسندیدہ تھا، جبکہ اوڑھنے کے لحاظ سے چادر۔ نیز اسے مختلف اوقات پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کہ موقع کے لحاظ سے کبھی کُرتا پسند تھا اور کبھی چادر۔ ❷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سُرخ لباس پہننا

حدیث

۸... عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

❶ حِبَرَةٌ (بکسرِ الحاء و فتحِ الباء والراء): روئی کی بنی ہوئی یمنی چادر

❷ خصائلِ نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ، ص: ۶۰۔ معارف ترمذی: ۸۶/۵

www.sukkurvi.com

وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَرِيقِ سَاقَيْهِ. قَالَ سُفْيَانُ: أُرَاهَا حِبَرَةً.

ترجمہ

حضرت ابو جُحَیْفَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے جسمِ اطہر پر سرخ جوڑا تھا، حضور اقدس ﷺ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اَب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث کے راوی حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا یمنی منقش کپڑا تھا۔ (یعنی بالکل سرخ نہیں تھا۔)

حدیث

۹...عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنْ كَانَتْ جُمَّتُهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ.

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل نہیں دیکھا، اس وقت آپ ﷺ کی زلفیں کندھوں کے قریب تک پہنچی ہوئی تھیں۔

تشریح

مرد کیلئے سرخ رنگ کا جوڑا پہننا کیسا ہے؟ اس میں روایات مختلف ہیں، بعض روایات سے جائز ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ممانعت معلوم ہوتی ہے، دونوں قسم کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے حضرات فقہاءِ حنفیہؒ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ خالص گہرے سرخ رنگ کا جوڑا پہننا مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اَولیٰ ہے، چنانچہ قُطبُ الارشاد حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ میں یہ بات ملتی ہے کہ فتویٰ کی رُو سے اگرچہ اس کا استعمال جائز ہے، لیکن تقویٰ اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ استعمال نہ کیا جائے، [1] البتہ ہلکے سرخ رنگ کا جوڑا یا ایسا جوڑا جس میں سرخ دھاریاں یا لکیریں ہوں وہ بلا کراہت جائز ہے، چنانچہ مذکورہ بالا روایات میں ایسے ہی سرخ رنگ کا جوڑا مراد ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل تفصیل ''اعلاء السنن'' میں ہے۔ [2]

[1] فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۵۸۴

[2] اعلاء السنن: ۱۷/ ۳۵۳ تا ۳۵۸

www.sukkurvi.com

حدیث

۱۰... عَنْ أَبِي رِمْثَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

ترجمہ

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کا زعفرانی چادر استعمال فرمانا

حدیث

۱۱... عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَسْمَالُ [1] مُلَيَّتَيْنِ [2] كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتْهُ. وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

ترجمہ

حضرت قَيْلَةُ بنتِ مخرمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ پر دو پرانی چادریں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں، مگر زعفران کا رنگ اُڑ گیا تھا۔

تشریح

نبی کریم ﷺ کا پرانی چادریں پہننا ''تواضع'' کی وجہ سے تھا، ویسے بھی آپ ﷺ کا لباس عموماً سادہ اور معمولی ہوتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ تواضع کی وجہ سے سادہ لباس استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ تواضع ہی اصل مقصود ہو، محض اپنی غُربت اور فقیری دکھانا مقصود نہ ہو، کیونکہ یہ بھی زبانِ حال سے سوال کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو ممنوع ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اپنی استطاعت کے موافق عمدہ لباس پہننا تحدیثِ نعمت اور شکر کے طور پر جائز ہے اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، لیکن تکبر کی نیت سے پہننا جائز نہیں۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا اُس وقت ممنوع ہے جب اس میں زعفران کا اثر باقی ہو۔ لیکن اگر رنگ اُڑ گیا ہو اور اس کا اثر باقی نہ رہا ہو، یا رنگ بالکل مدھم اور پھیکا پڑ گیا ہو تو ایسا لباس پہننا جائز ہے۔

---

[1] أَسْمَالُ: سَمَل کی جمع ہے، سَمَل کے معنیٰ: پرانا کپڑا۔

[2] مُلَيَّتَيْنِ: مُلَيَّة (بضم الميم وفتح اللام وتشديد الياء مع الفتح) کا تثنیہ، معنیٰ: چادر، ازار۔

www.sukkurvi.com

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

اس حدیث میں ایک طویل واقعہ کا ذکر ہے، لیکن چونکہ اس قصہ کا حضور ﷺ کے لباس سے براہ راست تعلق نہیں ہے، اسلئے حضرت امام ترمذیؒ نے اختصار کے پیش نظر اسے ذکر نہیں فرمایا، وہ قصہ مختصراً یہ ہے کہ ایک صحابیہ حضرت قَيْلَه بنتِ مَخْرَمَه رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں، فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، مگر یہ حضور ﷺ کو نہیں پہچانتی تھیں، اسی دوران ایک شخص آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، تب حضرت قَيْلَه کو معلوم ہوا کہ یہ حضور ﷺ ہیں، اُس وقت نبی کریم ﷺ کے جسمِ مبارک پر دو بوسیدہ پرانے کپڑے تھے، اور آپ ﷺ انتہائی عاجزانہ انداز میں تشریف فرما تھے، یہ دیکھ کر حضرت قَيْلَه رضی اللہ عنہا پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی کہ سید الاوّلین والآخرین اس حال میں تشریف فرما ہیں، اس پر ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ مسکینہ آپ کو دیکھ کر ڈرگئی ہے اور اس پر لرزہ طاری ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "يَا مِسْكِينَةُ! عَلَيْكِ السَّكِينَةُ" (اے مسکینہ! ٹھیک ہو جاؤ اور سکون میں آجاؤ)، آپ کے اس ارشاد کی برکت سے اُن کی کپکپاہٹ دور ہوگئی۔ ایک روایت میں ہے کہ خوف کی کیفیت اس سلام کرنے والے صحابیؓ پر طاری ہوئی تھی پھر آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا: عَلَيْكَ السَّكِينَةُ! تب ان سے وہ خوف ختم ہوا۔ ❶

اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوا کہ آدمی کو اپنی شان نہیں بنانی چاہئے، بلکہ عام آدمی کی طرح رہنا چاہئے۔ جب حضور اقدس ﷺ نے شان والا ہونے کے باوجود اپنی شان نہیں بنائی تو پھر ہمیں اپنی شان بنانے کا کیا حق ہے!! اس کو یاد رکھنا چاہئے۔

سفید لباس پہننے کی ترغیب

حدیث

۱۲...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ لِيَلْبِسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ. وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ. فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سفید کپڑے استعمال کیا کرو، تمہارے زندے سفید لباس پہنا کریں، اور تم لوگ اپنے مُردوں کو

❶ معارف ترمذی: ۹۰/۵

www.sukkurvi.com

سفید کپڑوں میں کفنایا کرو، کیونکہ یہ سفید کپڑے تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں۔

حدیث

۱۳... عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ؛ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ.

ترجمہ

حضرت سَمُرَہ بنِ جُنْدُب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ صاف وستھرے ہوتے ہیں، اور سفید کپڑوں میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔

تشریح

زیادہ پاک وصاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سفید کپڑے پر اگر ذرا سا دھبہ لگ جائے تو فوراً نظر آجاتا ہے، چنانچہ اسے دھو کر صاف کرلیا جاتا ہے، اس کے علاوہ دوسرے رنگ کے کپڑوں میں داغ دھبے واضح نظر نہیں آتے، بلکہ نسبۃً کم محسوس ہوتے ہیں۔

ان روایات میں اگرچہ آپ ﷺ کے سفید لباس پہننے کا ذکر نہیں ہے لیکن جب پہننے کی ترغیب فرمائی ہے تو اس سے خود بخود پہننا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں آنحضرت ﷺ کے سفید لباس پہننے کی صراحت ہے۔ ❶

حدیث

۱۴... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ ❷ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ صبح کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی ایک چادر تھی۔

حدیث

۱۵... عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ.

---

❶ خصائلِ نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ، ص: ۶۴

❷ مِرْطٌ (بکسرِ المیم وسکون الراء): اون یا ریشم کے بالوں سے بنی ہوئی کشادہ اور لمبی چادر

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (غزوۂ تبوک کے سفر میں) ایک رومی جبہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

فائدہ:- حضرات علماء کرامؒ نے اس حدیث سے اور اس جیسی احادیث سے یہ حکم بیان فرمایا ہے کہ کافروں کی بنائی ہوئی چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، جب تک کسی اور ذریعہ سے ان کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو، اور ان کو استعمال کرنا جائز ہے جیسے حضور ﷺ نے ان کے بنے ہوئے کپڑے استعمال فرمائے ہیں۔ (خصائل نبوی ص ۴۲)

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَيْشِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے گزر بسر کا بیان

یہ باب شمائلِ ترمذی میں دو جگہ ہے، ایک یہاں جس میں دو (۲) احادیث ہیں، اور ایک آگے (باب ۵۲، ص ۲۸۳) آرہا ہے جس میں نو (۹) احادیث مذکور ہیں۔ اس باب کو دو مرتبہ ذکر کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ یہاں حضور ﷺ کے نفسِ فقر و فاقہ اور تنگ دستی کا ذکر فرمایا ہے اور دوسرے باب میں اُن چیزوں کا بیان فرمایا ہے جو تنگ دستی کے زمانے میں آپ ﷺ نے کھانے پینے میں استعمال فرمائی تھیں۔ بہر حال اس باب کی احادیث سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

①... ہم جس شعبہ سے وابستہ ہیں یعنی تعلیم و تعلم کا شعبہ، اُس کی اصل ''صُفّہ'' کا مدرسہ ہے، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو اصحابِ صُفّہ میں سے تھے اُن کی تنگدستی کا حال اس باب کی پہلی حدیث میں بیان ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا کمانے کا شعبہ نہیں ہے، اس لائن میں فقر اور تنگدستی شروع سے زیادہ ہے، مالداری کم ہے، اس لئے اس شعبہ سے وابستہ رہنے والے حضرات کو عیش و عشرت کے بجائے تنگدستی والی زندگی پر راضی رہنا چاہئے۔ البتہ جب انسان مشکلات پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اخلاص کے ساتھ دینی خدمت سے وابستہ رہتا ہے تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اُسے خوشحالی عطا فرما دیتے ہیں۔

②... اللہ تعالیٰ اگر کسی کو دنیا میں تنگدستی کے بعد خوشحالی عطا فرمائیں تو اُسے دنیا میں مست ہو کر اپنے فقر و تنگدستی کا زمانہ بھولنا نہیں چاہئے، بلکہ اپنا ماضی یاد کر کے موجودہ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرنا چاہئے۔ جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دنیاوی نعمتیں ملنے کے بعد اپنا گزرا ہوا وقت

www.sukkurvi.com

اور اُس وقت کی کیفیت کو یاد فرمایا۔

③... تیسری بات جو اس باب کی دوسری حدیث سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے کی عادت نہیں بنانی چاہیے، اس سے غفلت اور اعمال میں سستی ہوتی ہے، اور صحت کیلئے بھی اچھا نہیں ہے۔ ہاں کبھی کبھار مہمانوں کے ساتھ یا میزبان کی دلجوئی کیلئے نسبۃً پیٹ بھر کر کھایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ. وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ❶ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فِيْ أَحَدِهِمَا. فَقَالَ: بَخٍ بَخٍ❷ يَتَمَخَّطُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ. لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ❸ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ يَرٰى أَنَّ بِيْ جُنُوْنًا. وَمَا بِيْ جُنُوْنٌ. وَمَا هُوَ إِلَّا الْجُوْعُ.

ترجمہ

حضرت علامہ محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان کے جسم پر کتان کے دو کپڑے تھے جو گیرو کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، ان میں سے ایک کپڑے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ناک صاف کی، پھر تعجب سے فرمانے لگے: واہ واہ آج ابوہریرہ کتان کے کپڑے سے (جو عمدہ قسم کا کپڑا ہوتا ہے اُس سے) ناک صاف کر رہا ہے، اور ایک زمانہ وہ تھا کہ جب میں منبرِ نبوی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان (بھوک کی شدت کی وجہ سے) بے ہوش پڑا ہوا ہوتا تھا، اور آنے والا آکر مجھے مجنون سمجھ کر میری گردن پر پاؤں رکھتا تھا، حالانکہ حقیقت میں مجھے کوئی جنون نہیں ہوتا تھا، بلکہ بھوک کی وجہ سے میری یہ کیفیت ہوتی تھی۔

فائدہ:- حضرت ابوہریرہؓ کی گردن کو پاؤں سے دبانا اس وجہ سے تھا کہ اس زمانہ میں مجنون کی گردن علاج کے طور پر دبائی جاتی تھی، تاکہ افاقہ ہوجائے اور طبیعت ٹھیک ہوجائے۔ (خصائلِ نبوی ص ۴۳)

---

❶ مُمَشَّقَانِ: مُمَشَّقٌ (بضم المیم الاول وفتح المیم الثانی و تشدید الشین المفتوحة) کا تثنیہ: گیرو سے رنگا ہوا کپڑا۔

❷ بَخٍ بَخٍ: یہ خوشی اور تعجب کے موقع پر استعمال ہونے والے کلمات ہیں، ان کا ترجمہ ''واہ واہ'' سے کیا جاسکتا ہے۔

❸ أَخِرُّ (بفتح الهمزة و کسر الخاء): صیغۂ واحد متکلم: گرنا

www.sukkurvi.com

حدیث

۲... عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ خُبْزٍ قَطُّ وَلَا لَحْمٍ إِلَّا عَلٰى ضَفَفٍ. قَالَ مَالِكٌ: سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: مَا الضَّفَفُ؟ قَالَ: أَنْ يَتَنَاوَلَ مَعَ النَّاسِ.

ترجمہ

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیر ہوئے، مگر حالتِ ضَفَف میں۔ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں میں نے ایک دیہاتی سے ''ضَفَف'' کے معنیٰ پوچھے تو اُس نے ''لوگوں کے ساتھ کھانا'' کے معنیٰ بتائے۔ (یعنی جب آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ اجتماعی شکل میں کھاتے تو ذرا سیر ہوکر کھاتے تاکہ شرکاء کھانے سے نہ رہ جائیں)۔

تشریح

''ضَفَف'' کے کئی معنیٰ آتے ہیں:-

①... لوگوں کے ساتھ کھانا۔ ②... گھر والوں کے ساتھ کھانا۔

③... مہمانوں کے ساتھ کھانا۔ ④... دعوت میں مثلاً ولیمہ یا عقیقہ میں کھانا۔

یہ سب معنیٰ یہاں مراد ہوسکتے ہیں، اور مقصود یہ بتانا ہے کہ عام معمول پیٹ بھرنے کا نہیں تھا، بلکہ کبھی کبھار گھر والوں کی خوشی کیلئے یا مہمان کا ساتھ دینے کیلئے یا میزبان کی دلجوئی کیلئے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا کرتے تھے، مگر پیٹ بھرنے کا یہ معنیٰ نہیں جیسا کہ ہمارے یہاں ہے، بلکہ اس سے حضور ﷺ کے کھانے کا طریقہ مراد ہے، وہ یہ ہے کہ پیٹ کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ کھانے کیلئے رکھیں، ایک حصہ پینے کیلئے رکھیں، اور ایک حصہ سانس لینے کیلئے باقی رکھیں۔ ❶

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُفِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے موزوں کا بیان

اس باب میں حضور اقدس ﷺ کے موزوں کا بیان ہے، حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے پانچ فوائد حاصل ہوتے ہیں:-

❶ (سنن الترمذی، باب ماجآء فی کراهية کثرة الاكل)

www.sukkurvi.com

①… چمڑے کے موزے پر مسح کرنا بالاتفاق جائز ہے، اس پر اُمت کا اجماع ہے۔

②… کالے رنگ کے موزے استعمال کرنا درست ہے، کیونکہ نجاشی بادشاہ نے آپ ﷺ کو کالے رنگ کے موزے ہدیہ کئے تھے جنہیں آپ ﷺ نے استعمال فرمایا۔

③… غیر مسلم کا تحفہ قبول کرنا درست ہے، بشرطیکہ اس سے دینی یا دنیاوی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ اس وضاحت سے دو حدیثوں کا تعارض ختم ہوگیا، ایک یہ مذکورہ حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلم کا تحفہ قبول فرمایا، اور ایک وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنے سے منع فرمایا، اَب دونوں حدیثوں کے درمیان مطابقت یہ ہے کہ اگر غیر مسلم کے تحفہ میں احسان جتانا یا اسلام کا کوئی نقصان نہ پایا جائے تو ہدیہ قبول کرنا اور استعمال کرنا جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔

④… مُردار جانور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، جیسے حضرات فقہاءِ حنفیہؒ کا مسلک ہے، آپ ﷺ نے بھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ غیر مسلم نے چمڑے کا جو موزہ دیا ہے وہ کس جانور کی کھال سے بنائے گئے ہیں، اور وہ جانور ذبح کیا گیا تھا یا مردار تھا۔

⑤… موزے پہننے کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہنتے وقت پہلے دایاں موزہ پہنیں اور اُتارتے وقت پہلے بایاں موزہ اتاریں۔ نیز ایک ادب یہ بھی ہے کہ موزے جھاڑ کر پہنے جائیں، تاکہ اگر اندر کوئی نقصان دہ چیز ہو تو وہ نکل جائے، چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موزہ پہنا اور دوسرا پہننے والے تھے کہ ایک کوے نے اس کو اُچک لیا اور اوپر لے جاکر پھینک دیا تو اس میں سے سانپ نکل کر بھاگا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے، اس لئے پھر آپ ﷺ نے فرمادیا کہ جو بھی موزہ پہنے پہلے اس کو جھاڑ لے (جیسا کہ بستر کو جھاڑا جاتا ہے)۔ ❶

اَب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!

حدیث

۱… عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ ❷ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

ترجمہ

حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی بادشاہ نے حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت

❶ المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۳۷/۸)

❷ سَاذَجَيْنِ: سَاذَج کا تثنیہ: سادے، ایسے موزے جن پر کوئی نقش اور بال نہ ہوں۔

www.sukkurvi.com

میں سیاہ رنگ کے دو سادہ موزے ہدیہ کے طور پر بھیجے تھے، آپ ﷺ نے انہیں پہنا، پھر وضو کیا اور ان موزوں پر مسح فرمایا۔

حدیث

۲... عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا. وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا. لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكِيٌّ[1] هُمَا أَمْ لَا.

ترجمہ

حضرت مُغِیْرَہ بن شُعْبَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت دِحْیَہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دو موزے ہدیہ میں دیئے، آپ نے انہیں پہنا۔ ایک دوسری روایت میں ''جبہ'' ہدیہ دینے کا بھی ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے دونوں موزے اتنے پہنے کہ وہ پھٹ گئے، اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ ذبح شدہ جانور کی کھال کے تھے یا نہیں؟

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے جوتے کا بیان

اس باب میں نبی کریم ﷺ کے جوتوں کا بیان ہے، عہد رسالت میں ہر جوتے میں دو تسموں کا رواج تھا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے نعلین میں سے ہر جوتے میں دو دو تسمے تھے، اور ہر تسمہ دوہرا اور ڈبل تھا تاکہ وہ ٹوٹنے نہ پائے، ایک تسمہ پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے متصل انگلی کے درمیان نیچے جوتے میں جڑا ہوتا، اور دوسرا تسمہ پاؤں کی درمیان والی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان نیچے جوتے میں جڑا ہوتا تھا، اس طرح پاؤں جوتے کی صحیح گرفت میں آجاتا ہے اور گرنے یا پھسلنے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ نیز قدیم زمانہ میں کھال سے دو طرح کے جوتے بنائے جاتے تھے، بعض ایسے چمڑے کے ہوتے جن پر بال ہوتے تھے، اور بعض جوتے بغیر بالوں کے ہوتے، عام لوگوں میں دونوں طرح کے جوتے استعمال ہوتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ کے جوتے ایسے

---

[1] ذَکِی: علی وزن فَعِیْل: مذبوحہ جانور۔

www.sukkurvi.com

چمڑے کے ہوتے تھے جس پر کوئی بال نہیں ہوتے تھے۔

اب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱...عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَهُمَا قِبَالَانِ [1].

ترجمہ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کیسے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کے ہر جوتے میں دو دو تسمے تھے۔

حدیث

۲...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قِبَالَانِ مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے تسمے دوہرے تھے۔

حدیث

۳...حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ [2] لَهُمَا قِبَالَانِ. قَالَ: فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا كَانَتَا نَعْلَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت عِيْسَىٰ بن طَهْمَان کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو جوتے نکال کر دکھائے جن پر بال نہیں تھے، ان میں سے ہر ایک کے دو تسمے تھے۔ حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے اس کے بعد حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے جوتے تھے۔

---

[1] قِبَالَانِ: قِبَال کا تثنیہ: تسمہ۔

[2] جَرْدَاوَيْنِ: جَرْدَاء کا تثنیہ، اور جَرْدَا کا مذکر أَجْرَدُ ہے: ایسا جوتا جس پر بال نہ ہوں۔

www.sukkurvi.com

جوتے کے ساتھ وضو کرنا

حدیث

۴... عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ ❶، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا. فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا.

ترجمہ

حضرت عُبَيْد بن جُرَيْج نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ بغیر بالوں والے چمڑے کے جوتے پہنتے ہیں، (اس کی کیا وجہ ہے؟) انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی جوتے پہنتے ہوئے دیکھا ہے جن پر بال نہیں ہوتے تھے، اور آپ ﷺ ان جوتوں میں وضو فرماتے تھے، اس لئے میں ایسے ہی جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔

تشریح

جوتوں میں وضو فرمانے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:۔

① ... ایک یہ کہ وہ جوتے آج کے جوتے کی طرح نہیں ہوتے تھے، بلکہ ان کی بناوٹ ایسی تھی کہ پانی آسانی سے پورے پاؤں میں پہنچ جاتا تھا، جیسے آجکل کی ہوائی چپل ہیں کہ اگر آدمی پاؤں ہلالے تو ان میں پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ کا کوئی خطرہ نہیں۔

② ... دوسرا مطلب یہ ہے کہ جوتے اُتار کر وضو فرماتے، پھر فوراً پہن لیا کرتے تھے، پاؤں خشک ہونے کا انتظار نہیں فرماتے تھے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے وضو میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ❷

حدیث

۵... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔

---

❶ سِبْتِيَّة: (بكسر السين وسكون الباء وكسر التاء وفتح الياء المشددة) چمڑے کا ایسا جوتا جس سے دباغت کے ذریعہ بال صاف کر لئے گئے ہوں۔

❷ خصائلِ نبوی، ص: ۷۳

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

حدیث

۶... عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ[1].

ترجمہ

حضرت عمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جن میں دوہرا چمڑا سلا ہوا تھا، (یا جن میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے)۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جوتے پاک وصاف ہوں تو ان جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت

حدیث

۷... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ. لِيَنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں ہی اُتار دے۔

حدیث

۸... عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ يَعْنِي الرَّجُلَ بِشِمَالِهِ. أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے۔

---

[1] مَخْصُوفَتَيْن: یہ مَخْصُوفَة کا تثنیہ ہے اس کے دو معنی ہیں: (۱)... اس میں چمڑے کے دوہرے ٹکڑے تھے۔ (۲)... اس میں چمڑے کے پیوند لگے تھے یعنی پرانے تھے اور گلنے اور پھٹنے کی وجہ سے پیوند لگے تھے۔

www.sukurvi.com

تشریح

ایک جوتا پہن کر چلنا جبکہ دوسرے پاؤں میں جوتا نہ ہو، یہ وقار اور سلیقہ کے خلاف ہے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی، البتہ اگر کبھی کسی عذر کی وجہ سے تھوڑی دیر ایک جوتا پہن کر چلنا پڑجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے بعض اوقات جوتا ٹوٹ جاتا ہے تو وقتی طور پر ایک جوتے میں چلنا پڑتا ہے۔ یہی حکم ایک موزہ پہننے کا بھی ہے۔

دایاں جوتا پہلے پہننا

حدیث

۹... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ. فَلْتَكُنِ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو اُسے چاہئے کہ وہ دائیں جانب سے شروع کرے، اور جب وہ جوتا اُتارے تو اُسے چاہئے کہ بائیں جانب سے ابتداء کرے، غرض کہ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں پہلے ہو اور اُتارنے میں پیچھے ہو۔

حدیث

۱۰... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی کنگھی کرنے میں، اور جوتا پہننے میں اور اعضاء وضو کے دھونے میں حتی الوسع دائیں طرف سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

تشریح

مذکورہ تین چیزوں کی خصوصیت نہیں ہے، بلکہ ہر وہ کام جو محترم ہو یا زینت کی قسم سے ہو اُس میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا سُنت ہے۔

www.sukkurvi.com

ایک تسمے والے جوتے کی ابتداء

حدیث

۱۱... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. وَأَوَّلُ مَنْ عَقَدَ عَقْدًا وَاحِدًا عُثْمَانُ.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کے دو تسمے تھے، ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جوتے میں بھی دوہرا تسمہ تھا، سب سے پہلے ایک تسمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنایا ہے، (یعنی ایک تسمہ کی ابتداء اُنہوں نے فرمائی)۔

تشریح

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسا غالباً اس لئے کیا تھا تاکہ لوگ جوتے میں دو تسمے ہونا ضروری نہ سمجھیں، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے یہ بتا دیا کہ ایک تسمہ والا جوتا استعمال کرنا بھی جائز ہے، منع نہیں ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ خَاتَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر

یہ باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے بیان میں ہے، اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں، جن سے بنیادی طور پر چار باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

① ... شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی نہیں بنوائی تھی پھر سن چھ ہجری (۶ھ) کے آخر اور سات ہجری (۷ھ) کے شروع میں جب آپ نے اپنے زمانے کے بادشاہوں کی طرف اسلام کی دعوت دینے کیلئے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو اُس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اُس خط کو قبول نہیں کرتے جس میں مہر نہ ہو، اور مہر اس زمانے میں انگوٹھی سے لگائی جاتی تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے انگوٹھی بنوائی۔

② ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس میں "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ" منقش تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کی وجہ سے آپ کا معمول تھا کہ جب انگوٹھی پہنی ہو اور بیت الخلاء

www.sukkurvi.com

جانے کی ضرورت پڑتی تو اپنی انگوٹھی باہر اُتار کر تشریف لے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرات فقہاء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا مکروہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا کوئی اور بابرکت نام یا عبارت لکھی ہوئی ہو، ایسی صورت میں انگوٹھی اتار کر بیت الخلاء جانا چاہئے۔ ❶

③... آپ ﷺ ہر وقت انگوٹھی نہیں پہنتے تھے، بلکہ جب ضرورت پڑتی منگوا کر استعمال کرتے، ورنہ آپ کی انگوٹھی حضرت مُعَیقِیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی وہ اس کے محافظ تھے اور ''صَاحِبُ الْخَاتَمْ'' کہلاتے تھے، جیسا کہ بعض صحابۂ کرامؓ کو نعلین اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے ''صَاحِبُ النَّعْلَیْن'' کہا جاتا تھا اور بعض صحابۂ کرامؓ کو تکیہ اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے ''صَاحِبُ الْوِسَادَۃ'' کہا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت مُعَیقِیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بیرِ اریس میں گری تھی جس کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

④... اس باب کی احادیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ، قاضی یا وہ لوگ جن کو مہر کی ضرورت پڑتی ہو اُن کیلئے انگوٹھی استعمال کرنا سنت ہے، ان کے علاوہ دوسروں کیلئے اگرچہ جائز ہے لیکن سنت نہیں ہے، اس لئے انگوٹھی استعمال نہ کرنا افضل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی اُسی وقت بنوائی تھی جب بادشاہوں کو خطوط لکھنے کیلئے اس کی ضرورت پڑی۔ ❷ اَب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!

حدیث

١... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشہ کے پتھر کا تھا (یا حبشی نمونہ کے مطابق بنا ہوا تھا)۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی میں حبشی نگینہ تھا، جبکہ اِسی باب کی

---

❶ فتاویٰ عالمگیری: (۵ / ۳۲۳)

❷ خصائل نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ (ص: ۷۷)

www.sukkurvi.com

حدیث نمبر (۳) میں چاندی کے نگینہ کا ذکر ہے، اس سلسلہ میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ نگینہ تو چاندی کا تھا لیکن اُس کا رنگ یا ڈیزائن حبشی نمونہ کے مطابق تھا اس لئے حدیث میں حبشی نگینہ فرمایا گیا ہے۔ جبکہ اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں، ایک کا نگینہ چاندی کا تھا اور دوسری میں حبشی نگینہ تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے نزدیک یہ توجیہ زیادہ بہتر ہے۔ ❶

حدیث

۲...عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ. فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی، اُس سے آپ (خطوط وغیرہ پر) مہر لگاتے تھے، اور اُسے پہنتے نہیں تھے۔

تشریح

چونکہ متعدد روایات میں آپ ﷺ کے انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے اس لئے مذکورہ حدیث میں انگوٹھی نہ پہننے کے مختلف مطلب ہوسکتے ہیں:-

① ... ایک مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت نہیں پہنتے تھے، بلکہ ضرورت کے وقت کبھی کبھی پہنا کرتے تھے۔

② ... اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں، ایک وہ جو مہر کیلئے استعمال ہوتی تھی اور دوسری عام پہننے کیلئے تھی، اس حدیث میں مہر والی انگوٹھی مراد ہے جو آپ ﷺ پہنتے نہیں تھے بلکہ صرف مہر کیلئے استعمال فرمایا کرتے تھے۔

③ ... ایک مطلب یہ ہے کہ مہر لگاتے وقت آپ نہیں پہنتے تھے، یعنی انگوٹھی پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ اس سے مہر نہیں لگاتے تھے، اور ایسا کرنا تواضع اور عاجزی کی وجہ سے تھا، کیونکہ انگوٹھی پہن کر مہر لگانے میں ایک گونہ تکبر کا پہلو ہے۔ ❷

حدیث

۳...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

❶ خصائل نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ (ص: ۸۷)

❷ جمع الوسائل فی شرح الشمائل: (۱/۱۳۹)

www.sukkurvi.com

مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حدیث

۴... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُوْنَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ. فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ كَفِّهِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ عجم کو (تبلیغی و دعوتی خطوط) لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ عجمی بادشاہ صرف اُسی خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو، (بغیر مہر والے خطوط قبول نہیں کرتے)، اس لئے حضور اقدس ﷺ نے انگوٹھی بنوائی، گویا میں اب بھی اس انگوٹھی کی سفیدی کو آپ ﷺ کی ہتھیلی میں دیکھ رہا ہوں۔

حدیث

۵... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ، وَاللّٰهُ سَطْرٌ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' تھا، اس طرح کہ لفظِ ''مُحَمَّد'' (نیچے) ایک سطر میں، لفظِ ''رَسُوْل'' اوپر دوسری سطر میں، لفظِ ''اللّٰه'' (سب سے اُوپر) تیسری سطر میں تھا۔

حدیث

۶... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ. فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ. وَنُقِشَ فِيْهِ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف (اسلام کی دعوت کیلئے خطوط) لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ مہر کے بغیر خط کو قبول نہیں کرتے، اس لئے حضور اقدس ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا، اور اس میں ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' نقش تھا۔

حدیث

۷... عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی اُتار دیتے تھے۔

حدیث

۸... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ وَيَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ، حَتّٰى وَقَعَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسٍ نَقْشُهٗ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، (جب تک آپ زندہ رہے) وہ آپ کے دستِ مبارک میں رہی، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) بیرِ اَرِیْس میں گر گئی، اس انگوٹھی کا نقش ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' تھا۔

تشریح

بیر اَرِیس، مسجد قباء کے قریب ایک کنواں تھا جسے اَب سعودی حکومت نے سڑک کی توسیع کی وجہ سے ختم کر دیا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ انگوٹھی اس کنویں میں گر گئی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بہت تلاش کروایا، اس کا سارا پانی نکلوایا مگر انگوٹھی نہیں ملی، اور علماء نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کے گرنے کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور ہی میں طرح طرح کے فتنے شروع

www.sukkurvi.com

ہو گئے تھے جن میں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا بھی ہے۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ

حضور اقدس ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر

اس باب کی احادیث میں انگوٹھی پہننے کی کیفیت بتانا مقصود ہے، اس باب میں دو طرح کی احادیث ذکر کی گئی ہیں، اکثر احادیث میں آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اُن احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں دائیں ہاتھ میں پہننے کا ذکر ہے، ان حضرات کے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایات مرجوح ہیں۔ جبکہ بعض حضرات نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اکثر آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور کبھی کبھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے؟

روایات کے اِس اختلاف کی وجہ سے حضرات علماء کرام کا بھی اس میں بڑا اختلاف ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے یا بائیں ہاتھ میں؟ اس سلسلہ میں مختلف آراء ہیں، مثلاً:۔

①... بعض حضرات کے نزدیک دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

②... بعض حضرات کے نزدیک بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

③... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک اگر زیب و زینت کے ارادے سے پہنی جائے تو دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے، اور اگر مہر لگانے کی غرض سے انگوٹھی پہنی جائے تو بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے تا کہ دائیں ہاتھ سے اُسے اتار کر مہر لگانے میں آسانی ہو۔ [1]

④... علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ روایات میں چونکہ دونوں ہاتھوں میں پہننے کا ذکر موجود ہے اس لئے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا برابر ہے۔ [2]

اب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں! حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس باب میں نو (۹) احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

---

[1] فتح الباری لابن حجر: (۱۰/۳۲۷)

[2] حاشیۃ ابن عابدین: (۶/۳۶۱)

www.sukkurvi.com

حدیث

۱... عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِيْ يَمِيْنِهٖ.

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

حدیث

۲... عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِيْ رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ.

ترجمہ

حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی رافع کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو میں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا، اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حدیث

۳... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حدیث

۴... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ

www.sukkurvi.com

ہو گئے تھے جن میں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا بھی ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ

حضور اقدس ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر

اس باب کی احادیث میں انگوٹھی پہننے کی کیفیت بتانا مقصود ہے، اس باب میں دو طرح کی احادیث ذکر کی گئی ہیں، اکثر احادیث میں آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں دائیں ہاتھ میں پہننے کا ذکر ہے۔ ان حضرات کے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایات مرجوح ہیں۔ جبکہ بعض حضرات نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اکثر آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور کبھی کبھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے؟

روایات کے اِس اختلاف کی وجہ سے حضرات علماء کرام کا بھی اس میں بڑا اختلاف ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے یا بائیں ہاتھ میں؟ اس سلسلے میں مختلف آراء ہیں، مثلاً:-

①... بعض حضرات کے نزدیک دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

②... بعض حضرات کے نزدیک بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

③... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر زیب و زینت کے ارادے سے پہنی جائے تو دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے، اور اگر مہر لگانے کی غرض سے انگوٹھی پہنی جائے تو بائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے تاکہ دائیں ہاتھ سے اُسے اتار کر مہر لگانے میں آسانی ہو۔ ❶

④... علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ روایات میں چونکہ دونوں ہاتھوں میں پہننے کا ذکر موجود ہے اس لئے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا برابر ہے۔ ❷

اب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں! حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں نو (۹) احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

---

❶ فتح الباری لابن حجر: (۱۰/ ۳۲۷)

❷ حاشیۃ ابن عابدین: (۶/ ۳۶۱)

www.sukkurvi.com

حدیث

۱... عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

حدیث

۲... عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ

حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی رافع کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو میں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا، اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حدیث

۳... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حدیث

۴... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ

www.sukkurvi.com

میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حدیث

٥... عَنِ الصَّلتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ وَلَا إِخَالُهُ[1] إِلَّا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ

حضرت صَلتؒ بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے، اور میرا خیال ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

حدیث

٦... عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَنَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، اور اُس کا نگینہ آپ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے، اور اس میں آپ نے ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ'' نقش کرایا تھا، اور لوگوں کو اس سے منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نہ لکھوائے۔ یہ وہی انگوٹھی تھی جو حضرت مُعَيقِيبٌ سے (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) بیرِ ارِیس میں گرگئی تھی۔

تشریح

حضور ﷺ نے اس نقش سے اس لئے منع فرمایا، تاکہ اشتباہ نہ ہو کہ یہ اُمت کے افراد کی انگوٹھی ہے یا نبی کی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ممانعت آپ ﷺ کی زندگی میں تھی، آپ ﷺ کے وصال کے بعد چونکہ اشتباہ کا اندیشہ نہیں ہے، اس لئے اس طرح کا نقش کروانا جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگوٹھی کا نگینہ اندر ہتھیلی کی طرف رکھنا چاہیے، اس میں نگینہ کی حفاظت بھی ہے اور اس سے کبر و عُجب بھی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ بعض روایات میں نگینہ اوپر کی جانب رکھنے کا بھی ذکر ہے، اس لئے باہر اوپر کی طرف رکھنا بھی جائز ہے۔

---

[1] إِخَالُهُ: (بكسر الهمزة أفصح من فتحها. وهو من افعال الشك) بمعنی: گمان رخیال کرنا

www.sulkurvi.com

یہ انگوٹھی کس کے ہاتھ سے کنویں میں گری تھی؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں، بعض روایات میں حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ سے گرنے کا ذکر ہے، جبکہ اس حدیث میں حضرت مُعَيْقِيب ؓ کے ہاتھ سے گرنے کا ذکر ہے، حضرات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت مُعَيْقِيب ؓ چونکہ عہد عثمانی میں بھی اس انگوٹھی کے محافظ تھے اس لئے ایک مرتبہ وہ حضرت عثمان ؓ کو انگوٹھی دے رہے تھے یا حضرت عثمان ؓ اُن سے لے رہے تھے کہ اسی دوران انگوٹھی ہاتھ سے کنویں میں گر گئی، اس حالت میں گرنے کی وجہ سے یہ کہنا بھی درست ہے کہ حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ سے گری اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ حضرت مُعَيْقِيب ؓ کے ہاتھ سے گری، گویا دونوں حضرات کی طرف گرنے کی نسبت کی جاسکتی ہے۔ ❶

حدیث

٧... عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَخَتَّمَانِ فِي يَسَارِهِمَا.

ترجمہ

حضرت امام محمد باقر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

www.sukkurvi.com

حدیث

٨... عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ. وَقَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ وَهُوَ حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ أَيْضًا.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اور حضرت انس ؓ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

---

❶ خصائل نبوی، ص: ۹۱۔ معارف ترمذی: ۵/۱۱۸، بحوالہ جمع الوسائل

تشریح

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ دونوں روایتوں پر حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں صحیح نہیں ہیں، یعنی اس سند سے ان احادیث میں ہاتھ کی تعیین نہیں ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر مذکورہ بالا روایت کے علاوہ دیگر روایات میں بھی ہے، چنانچہ علامہ نوویؒ نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح بتایا ہے، اس لئے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا بھی درست ہے۔ ❶

حدیث

۹... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَكَانَ يَلْبَسُهُ فِي يَمِيْنِهٖ. فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا. فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی جسے آپ اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے بھی (آپ کی اتباع میں) سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں پھر حضور اقدس ﷺ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، چنانچہ اسکے بعد صحابۂ کرامؓ نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فائدہ

شروع اسلام میں سونے کا استعمال جائز تھا، بعد میں مردوں کیلئے سونے کا استعمال حرام ہوگیا، اس لئے حضور ﷺ اور صحابۂ کرامؓ نے سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں، اَب صرف عورتوں کیلئے سونے کا استعمال جائز ہے۔

❀❀❀

---

❶ خصائل نبوی، ص: ۹۱

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی تلوار کا بیان

اس باب میں حضور اقدس ﷺ کی تلوار کی کیفیت کا بیان ہے، حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس باب میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں، جن کا خلاصہ تین باتیں ہیں:-

①... آنحضرت ﷺ کی تلوار کے دستہ کا کنارہ (جس کو ٹوپی بھی کہتے ہیں وہ) چاندی کا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ تلوار اور دیگر جنگی آلات میں تھوڑی بہت چاندی استعمال کی جاسکتی ہے، اور تلوار میں ٹوپی چونکہ تابع کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس میں چاندی کا استعمال جائز ہے۔

②... تلوار میں سونے کا استعمال جائز نہیں ہے، اس باب کی حدیث نمبر (۳) میں آنحضرت ﷺ کی تلوار میں سونا اور چاندی ہونے کا ذکر ہے، لیکن حضرات محدثینؒ کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے، اس لئے اس سے سونے کے استعمال کے جائز ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تلوار کی ٹوپی حقیقت میں چاندی کی ہو لیکن اُس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہو جسے راوی نے سونے سے تعبیر کر دیا جبکہ حقیقت میں وہ سونے سے بنی ہوئی نہیں تھی۔ ❶

③... تیسری بات جو اگرچہ اس باب میں صراحتاً مذکور نہیں ہے لیکن علامہ ابن القیمؒ نے "زَادُ الْمَعَاد" میں ذکر فرمائی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کل نو (۹) تلواریں تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

①... مَأْثُور	②... عَضْب	③... ذُوالْفِقَار
④... قَلَعِي	⑤... بَتَّار	⑥... حَتْف
⑦... رَسُوْب	⑧... مِخْذَم	⑨... قَضِيْب ❷

اب اس باب کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!

حدیث

۱... عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ قَبِيعَةُ ❸ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ.

---

❶ جمع الوسائل فی شرح الشمائل: (۱/۱۵۷)

❷ زاد المعاد لابن القیم: (۱/۱۲۶)

❸ قَبِيعَة: (بفتح القاف وکسر الباء) تلوار کے قبضہ کے کنارہ پر چڑھا ہوا لوہا یا چاندی۔

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تلوار کے دستہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

حدیث

۲...عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ.

ترجمہ

حضرت سعیدؒ بن الحسن فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی تلوار کے دستہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

حدیث

۳...عَنْ هُوْدٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ (فی بعض النسخ: لِأُمِّهِ) قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ قَالَ طَالِبٌ. فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِضَّةِ فَقَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ السَّيْفِ فِضَّةً.

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت ھُوْد کے نانا حضرت مَزِیْدَہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اُس وقت آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی تھا۔ حدیث کے ایک راوی طالب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاذ سے چاندی کے بارے میں پوچھا (کہ وہ تلوار کی کس جگہ پر تھی؟) اُنہوں نے فرمایا: تلوار کے دستہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

حدیث

۴...عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: صَنَعْتُ سَيْفِيْ عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَزَعَمَ سَمُرَةُ أَنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَنَفِيًّا.

ترجمہ

حضرت مُحَمَّد بن سِیْرِیْن ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی تلوار حضرت سَمُرَہ بنِ جُنْدُب ؓ کی تلوار کے طرز پر بنوائی، اور حضرت سَمُرَہ ؓ فرماتے تھے کہ اُنہوں نے اپنی

تلوار حضور اقدس ﷺ کی تلوار کے طرز پر بنائی تھی، اور وہ (یعنی آپ ﷺ کی تلوار یا حضرت سَمُرَہؓ کی تلوار) قبیلہ بنوحنیفہ کی تلواروں کے طرز پر تھی۔

تشریح

بنوحنیفہ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو تلواروں کے عمدہ بنانے میں بہت مشہور تھا، اس لئے ان کی بنائی ہوئی تلوار کو حنفی کہا جاتا تھا، حضرت سمرہؓ اور دیگر حضرات آنحضرت ﷺ کی اتباع میں اسی طرح کی تلوار بناتے رہے جس طرح نبی کریم ﷺ کی تلوار کی شکل وصورت تھی۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی زرہ کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے بیان میں ہے، یہ لوہے کا لباس ہوتا ہے جو حالتِ جنگ میں اپنے جسم کی حفاظت کیلئے واسکٹ کی طرح پہنا جاتا ہے، اس میں باریک باریک زنجیریں ہوتی ہیں جن پر تلوار کا وار اثر نہیں کرتا۔

حضور اقدس ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں:-

①... ذَاتُ الْفُضُوْل۔ یہی وہ زرہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے یہودی کے پاس گروی رکھوائی تھی۔

②... ذَاتُ الْوِشَاحِ ③... ذَاتُ الْحَوَاشِي

④... سَعْدِيَة ⑤... فِضَّة

⑥... بَتْرَاء ⑦... خِرْنِقْ[1]

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

١... عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ. فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ. فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ. وَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ.

[1] زاد المعاد في هدي خير العباد: (۱/۱۲۶)

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ **غزوۂ اُحد** کے دن حضور اقدس ﷺ کے بدنِ مبارک پر دو زرہیں تھیں، آپ ﷺ نے ایک چٹان پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا لیکن (چٹان کی اونچائی اور زرہوں کے وزن کی وجہ سے) آپ اُس پر نہ چڑھ سکے، اس لئے آپ ﷺ نے حضرت طلحہ کو نیچے بٹھایا اور (ان پر پاؤں رکھ کر) چٹان پر چڑھ گئے، یہاں تک کہ آپ چٹان پر سیدھے کھڑے ہوگئے۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

تشریح

حضور اقدس ﷺ کا چٹان پر چڑھنا ایک تو اس وجہ سے تھا کہ اونچائی پر کھڑے ہوکر دشمن کے لشکر کا صحیح طریقہ سے جائزہ لے سکیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ **غزوۂ اُحد** میں لڑائی کی حالت انتہائی خطرناک تھی اور یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ نبی کریم ﷺ بھی شہید ہوگئے ہیں، اس لئے آپ ﷺ اونچی جگہ تشریف لے گئے تاکہ صحابۂ کرامؓ آپ کو زندہ دیکھ کر مطمئن ہوجائیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کیلئے جنت واجب کرنے کی بشارت اس وجہ سے دی کہ غزوۂ اُحد میں انہوں نے نہایت بہادری سے آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا تھا، انہوں نے اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا، آپ ﷺ کی طرف آنے والے تیر خود اپنے جسم پر برداشت کرتے تھے، اس طرح اُن کے جسم پر اَسّی (۸۰) سے زائد زخم آئے تھے لیکن حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، اس لئے آپ ﷺ نے اُنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ ❶

حدیث

۲...عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ. قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ کے بدن مبارک پر دو زرہیں تھیں جن کو آپ نے اوپر نیچے پہن رکھا تھا۔

تشریح

آنحضرت ﷺ نے دو زرہیں اوپر نیچے اس طرح پہنی تھیں جیسے کوئی ڈبل واسکٹ پہن لے، اور یہ دو زرہیں پہننا جنگ کے موقع پر جسم کی حفاظت کیلئے تھا جس میں شرعی لحاظ سے کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ

---

❶ خصائل نبوی از حضرت شیخ الحدیث قُدس سرہٗ، (ص: ۹۸، ۹۹)

www.sulkurvi.com

جنگ کے موقع پر اپنے بچاؤ کا سامان کرنا مطلوب ہے، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالتِ جنگ میں اپنی حفاظت کیلئے زرہ وغیرہ پہننا اور اسلحہ استعمال کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ توکل اسباب ترک کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اپنی استطاعت کی حد تک جائز اسباب اختیار کرکے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے کا نام ''توکل'' ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کے دو زرہیں پہننے کی بھی ایک وجہ یہی تھی تاکہ اُمت کو اس بات کی تعلیم ہوجائے۔ [1]

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے خُود کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے خُود کے بیان میں ہے، ''خود'' لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عموماً فوجی استعمال کرتے ہیں، یہ ٹوپی لڑائی کے وقت سر کی حفاظت کیلئے پہنی جاتی ہے، جیسے آجکل موٹر سائیکل کا ہیلمٹ ہوتا ہے جو سر کی حفاظت کیلئے ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

١... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ مِغْفَرٌ. فَقِيْلَ لَهُ: هٰذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: اقْتُلُوْهُ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے دن) مکہ مکرمہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا، آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ ابنِ خَطَل ہے جو کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹا ہوا ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کردو۔

تشریح

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فتح مکہ عنایت فرمائی اور آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کفار مکہ پر بہت خوف طاری تھا، کیونکہ انہوں نے ساری زندگی حضور ﷺ سے جنگ کی تھی، انہیں یقین ہوگیا تھا

[1] جمع الوسائل فی شرح الشمائل: (۱/۱۶۰)

www.sukkurvi.com

کہ ہم موت کے گھاٹ اُتارے جائیں گے، لیکن حضور ﷺ چونکہ رحمۃ للعالمین تھے، بہت شفقت فرمانے والے تھے، اس لئے آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا کہ جو کعبہ میں داخل ہو جائے اُسے امن ہے، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اُسے امن ہے، جو ہتھیار ڈال دے اُسے بھی امن ہے۔ البتہ گیارہ کافر مرد اور چھ کافر عورتوں کا جرم ناقابل معافی تھا اس لئے اُن کے بارے میں فرمایا کہ جہاں ملیں قتل کر دو، پھر ان میں بھی سات مرد اور دو عورتیں مسلمان ہو کر قتل ہونے سے بچ گئے، باقی چار مرد اور دو عورتیں قتل کر دی گئیں جن میں ابنِ خَطَل بھی تھا۔

ابن خطل مدینہ منورہ حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا، اس کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا، حضور ﷺ نے اس کو کسی قبیلہ کے پاس زکوٰۃ لینے کیلئے بھیجا، اس نے وہاں ایک مسلمان غلام کو صرف اتنی بات پر قتل کر دیا کہ اس نے کھانا بنانے میں کچھ دیر کر دی تھی، پھر اُسے احساس ہوا کہ اگر وہ مدینہ واپس گیا تو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا، اس لئے وہ مرتد ہو گیا اور مکہ مکرمہ جا کر اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کرنے لگا اور بہت فساد پھیلایا۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو یہ کعبہ کے غلاف میں چھپ گیا کہ اس سے بڑھ کر جائے پناہ کیا ہوگی، کیونکہ زمانۂ جاہلیت سے دستور چلا آرہا تھا کہ جو مجرم بھی غلاف کعبہ میں لپٹ جاتا، کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے اُسے معاف کر دیا جاتا تھا، اسی سوچ کے پیش نظر اس نے ایسا کیا، لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو حرم میں بھی پناہ حاصل نہیں ہے، اسلئے اس کو قتل کر دو۔ لیکن یہ بات واضح رہے کہ احادیث کے مطابق حرم میں قتل کرنے کی اجازت صرف وقتی طور پر نبی کریم ﷺ کیلئے تھی، اس کے بعد ہمیشہ کیلئے حرم میں قتل وقتال ممنوع ہو گیا۔[1]

حدیث

۲...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ. وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ قَالَ: فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ. فَقَالَ لَهُ: ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: اقْتُلُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب فتح مکہ کے وقت شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خُود تھا، راوی کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے خُود اتار دیا تو ایک آدمی آیا، اُس نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) یہ

[1] خصائل نبوی از حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ، (ص: ۱۰۱، ۱۰۲)

www.sukkurvi.com

ابنِ خَطَل ہے جو کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے تم لوگ قتل کردو (کیونکہ وہ امن والوں میں سے نہیں ہے)۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اُس دن احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

تشریح

امام ابن شہاب زہریؒ کے قول "آپ ﷺ فتح مکہ کے دن حالتِ احرام میں نہیں تھے" سے ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے، اور وہ یہ کہ حضرات احنافؒ کے نزدیک آفاقی کیلئے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا جائز نہیں ہے جبکہ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک آفاقی کیلئے حج یا عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ آنے کی صورت میں احرام ضروری ہے، اس کے علاوہ ضروری نہیں۔ اس حدیث سے حنفیہ کے مذہب پر اشکال ہوتا ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس دن فتح مکہ کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی حرمت کو اٹھالیا تھا، اس لئے احرام باندھنا ضروری نہیں تھا، ورنہ عام حالات میں حرم کی حرمت کا تقاضا یہی ہے کہ احرام باندھے بغیر میقات سے آگے نہ بڑھا جائے۔ [1]

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِمَامَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے عمامہ کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے عمامہ کے بیان میں ہے، اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے جو احادیث ذکر فرمائی ہیں اُن سے اور دیگر احادیث سے خلاصہ کے طور پر تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

عمامہ کا رنگ

①... عمامہ باندھنا بلاشبہ لباس کی سنت ہے جو سُنن عادیہ میں سے ہے، اور یہ سنت ہر طرح کے عمامہ سے ادا ہو جاتی ہے چاہے عمامہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ نیز یہ سنت ہر رنگ کے عمامہ سے ادا ہو جاتی ہے، البتہ اس باب کی احادیث سے کالے رنگ کا عمامہ صراحۃً ثابت ہے اور سفید رنگ کا عمامہ سفید لباس کی ترغیب والی روایات سے ثابت ہے، یعنی آپ ﷺ نے عام طور پر سفید لباس اختیار کرنے اور زندوں اور مردوں کو کفنانے کی ترغیب دی ہے، اس لئے سفید عمامہ بھی اسی ترغیب میں داخل ہے۔ اس کے علاوہ ہلکے سرخ رنگ کا اور ہلکے زرد رنگ کا عمامہ بھی منقول ہے، البتہ شدید سرخ رنگ کا عمامہ اور گہرے زرد رنگ کا عمامہ ممنوع ہے۔ اسی طرح کوئی خاص طرح کا عمامہ یا کسی مخصوص رنگ کا عمامہ اگر کسی گمراہ فرقے کی علامت بن جائے اور اسکے باندھنے سے وہ خاص فرقہ پہچانا جائے تو اس سے بھی بچنا چاہیے۔

---

[1] جمع الوسائل: (۱/۱۶۴)۔ خصائل نبوی بتصرف یسیر: (ص: ۱۰۱، ۱۰۲)

www.sukkurvi.com

عمامہ کی مقدار

②... مشہور روایات سے اس کی صحیح مقدار ثابت نہیں ہے، البتہ علمائے کرام نے اس بارے میں مختلف آراء ذکر فرمائی ہیں، چنانچہ حضرت امام نوویؒ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے دو عمامے تھے، ایک چھوٹا اور ایک بڑا، چھوٹا عمامہ چھ یا سات ذراع کا تھا، اور بڑا عمامہ بارہ ذراع کا تھا، (ذراع سے مراد ایک "ہاتھ" ہے جو تقریباً ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے)۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی تحقیق کے مطابق حضور ﷺ کے پاس تین طرح کے عمامے تھے، ایک تین ہاتھ کا تھا۔ دوسرا چھ یا سات ہاتھ لمبا، جو آپ کے عمومی استعمال میں ہوتا تھا یعنی نمازوں میں استعمال فرماتے تھے۔ اور تیسرا بارہ ذراع کا تھا، یہ جمعے میں یا عیدین میں یا کسی بڑے اجتماع میں آپ استعمال فرماتے تھے۔ ❶

شملہ کی مقدار

③... آپ ﷺ نے عمامہ شملہ کے ساتھ بھی استعمال فرمایا ہے اور بغیر شملہ کے بھی، دونوں طرح پہننا ثابت ہے، نیز بعض روایات سے شملہ دائیں طرف اور آگے چھوڑنا بھی ثابت ہے، لیکن عام طور پر آپ کا شملہ پیٹھ کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا تھا اور یہی طریقہ افضل ہے۔ شملہ کی مقدار کے بارے میں روایات میں تین طرح کے الفاظ آئے ہیں، (۱)...ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ۔ (۲)...ایک بالشت (۳)...چار انگلیوں کے برابر۔ یہ تینوں مقداریں ثابت ہیں، البتہ ایک ذراع ہونا راجح ہے۔ تاہم شملہ آدھی کمر سے زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہئے۔ ❷

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱...عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

---

❶ العرف الشذی: ۲۵۳/۳، باب ماجاء فی العمامة السوداء

❷ معارف ترمذی: (۱۴۱/۵)

www.sukkurvi.com

تشریح

یہ حدیث بظاہر پچھلے باب کی اُس حدیث کے خلاف ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے فتح مکہ میں داخل ہونے کے وقت خُود پہننے کا ذکر ہے، جبکہ اس روایت میں سیاہ عمامہ پہن کر داخل ہونے کا ذکر ہے۔ علماءِ کرام نے اس کے درج ذیل دو جواب دیئے ہیں:-

① ... مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر صرف خود تھا، اس کے بعد متصلاً ہی عمامہ باندھ لیا تھا، چونکہ وقت تقریباً وہی تھا اس لئے کسی راوی نے ابتدائی حالت کے لحاظ سے خود پہننے کا ذکر کر دیا، اور جس راوی نے عمامہ دیکھا اُس نے عمامہ کا ذکر کر دیا۔

② ... آپ ﷺ نے لوہے کی ٹوپی کی تکلیف سے بچنے کیلئے خود کے نیچے سیاہ عمامہ پہنا تھا، اس لئے یہ کہنا بھی درست ہے کہ داخلہ کے وقت سر پر عمامہ تھا، اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ اُس وقت سر پر خود پہنا ہوا تھا۔ ❶

حدیث

٢...عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

ترجمہ

حضرت عَمْرو بنِ حُرَيْث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے (اُس وقت) میں نے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

حدیث

٣...عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

ترجمہ

حضرت عَمْرو بنِ حُرَيْث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) خطبہ دیا، (اُس وقت) آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

حدیث

٤...عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. قَالَ عُبَيْدُ

❶ خصائلِ نبوی بتصرف: ص: ۱۰۳

www.sukkurvi.com

اللهِ: وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کے شملہ کو اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے (یعنی پچھلی جانب ڈال لیتے تھے)۔ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) قاسم بن محمد کو اور (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے) سالم بن عبد اللہ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا۔

حدیث

۵...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ. ❶

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے (ایک مرتبہ) لوگوں کو خطبہ دیا، اس وقت آپ کے سر مبارک پر سیاہ پگڑی یا چکنی پٹی تھی۔

تشریح

حضرات علماءِ کرام نے اس حدیث میں ''عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ'' کے دو ترجمے کئے ہیں:-

(۱)... سیاہ پگڑی۔ (۲)... چکنی پٹی۔ دونوں ترجمے درست ہیں، کیونکہ الفاظ میں دونوں معانی کا احتمال ہے اور آنحضرت ﷺ کا معمول بھی دونوں کے موافق ہے، کیونکہ سیاہ پگڑی کا استعمال حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ تھی جیسا کہ متعدد احادیث میں آیا ہے، اور اس خطبہ کے وقت چونکہ آپ ﷺ کے سر میں درد تھا اس لئے پٹی باندھی ہوئی تھی جو سر کے بالوں میں زیادہ تیل ہونے کی وجہ سے چکنی ہوگئی تھی۔ ❷

❀❀❀

---

❶ عِصَابَة (بکسرِ العین): اس کے دو معنی آتے ہیں: (۱) پگڑی (۲) پٹی
دَسْمَاء: اس کے بھی دو معنی آتے ہیں: (۱) کالی (۲) چکنی

❷ خصائلِ نبوی بتصرف، ص: ۱۰۷

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ إِزَارِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی لنگی کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے تہبند اور لنگی کے بیان میں ہے۔ آپ ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ لنگی کا استعمال فرماتے تھے۔ پاجامہ کے پسندیدہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے یعنی سب اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے پاجامہ کو پسند فرمایا ہے اور پہننے کی ترغیب دی ہے، اور پاجامہ خریدا بھی ہے، بلکہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کے ترکہ میں بھی پاجامہ تھا۔ البتہ پاجامہ پہننے کے بارے میں اختلاف ہے کہ پاجامہ آپ نے استعمال فرمایا یا نہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ آپ ﷺ نے پاجامہ پہنا ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پاجامہ استعمال نہیں فرمایا۔ جس روایت میں پاجامہ پہننے کا ذکر ہے، محدثین نے اُسے ضعیف کہا ہے۔[1]

خلاصہ یہ کہ حضور اقدس ﷺ کا اکثر معمول لنگی اور تہبند کے استعمال کرنے کا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی اس سنت پر عمل کرنا چاہئے، جس کی آسان صورت یہ ہے کہ گھر میں لنگی استعمال کرلیں، اور چونکہ اس میں ستر کھلنے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے باہر پاجامہ استعمال کرلیا جائے۔ اس سے دونوں سنتوں پر عمل ہوجائے گا۔ اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے چار احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا[2] وَإِزَارًا غَلِيظًا. فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ.

ترجمہ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور موٹی لنگی نکال کر دکھائی، اور یہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی رُوح مبارک انہی دو کپڑوں میں قبض کی گئی۔

---

[1] خصائل نبوی مختصراً

[2] كِسَاء: چادر۔ مُلَبَّدًا (بضمِ المیم وفتحِ اللام وتشدید الباء): پیوند لگا ہوا۔

www.sukurvi.com

تشریح

آنحضرت ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا، حالانکہ فتوحات شروع ہو چکی تھیں اور مسلمانوں کی مالی حالت بہتر ہونا شروع ہوگئی تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ اپنے لئے سادگی کو پسند فرماتے تھے، اور جو کچھ مال آتا اُسے دوسروں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ اِسی لئے وصال کے وقت جسم پر صرف دو معمولی چادریں تھیں جن میں ایک پیوند لگی ہوئی تھی اور دوسری چادر موٹے کپڑے کی تھی، کیونکہ موٹا کپڑا تواضع و انکساری پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

حدیث

۲...عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي تُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهَا قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِالْمَدِيْنَةِ. إِذَا إِنْسَانٌ خَلْفِي يَقُوْلُ: اِرْفَعْ إِزَارَكَ. فَإِنَّهُ أَتْقَى وَأَبْقَى. فَإِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ❶ قَالَ: أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ؟ فَنَظَرْتُ فَإِذَا إِزَارُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ.

ترجمہ

حضرت اَشْعَث بنِ سُلَیم کی پھوپھی اپنے چچا عُبید بن خالد محاربی سے روایت کرتی ہیں، حضرت عُبید فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مدینہ منورہ میں چل رہا تھا، اچانک ایک انسان میرے پیچھے سے یہ کہنے لگا کہ اپنی لنگی اوپر اٹھاؤ، یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے (کیونکہ اس سے تکبر سے حفاظت ہوتی ہے) اور کپڑے کو زیادہ عرصہ تک (خراب اور میلا ہونے سے) محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ میں نے کہنے والے کی طرف متوجہ ہوکر دیکھا تو وہ حضور اقدس ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ایک کالی معمولی سی چادر ہے، (اس میں کیا تکبر ہوسکتا ہے؟ اور اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اگرچہ تمہیں اس میں مصلحت نظر نہیں آرہی لیکن) کیا تیرے لئے (عمل کرنے کے واسطے) میری ذات میں نمونہ نہیں؟ (میری لنگی دیکھو کتنی اونچی ہے، تمہیں میری اتباع کرنی چاہئے)۔ حضرت عبید فرماتے ہیں میں نے دیکھا تو حضور اقدس ﷺ کی لنگی آدھی پنڈلیوں تک تھی۔

حدیث

۳...عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.

---

❶ مَلْحَاءُ (بفتح المیم وسکون اللام): کالی چادر جس میں سفید دھاریاں ہوں۔

www.sukkurvi.com

يَأْتَزِرُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَقَالَ: هٰكَذَا كَانَتْ إِزْرَةُ صَاحِبِيْ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت سَلَمہ بن اَکوَعْ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی آدھی پنڈلیوں تک لنگی رکھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میرے آقا یعنی حضور اقدس ﷺ کی لنگی کی ہیئت بھی اسی طرح تھی۔

حدیث

۴... عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ[1] سَاقِيْ أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ: هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ. فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ. فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میری پنڈلی کے یا اپنی پنڈلی کے گوشت کا حصہ پکڑا اور فرمایا: لنگی اور تہ بند رکھنے کی یہ جگہ ہے، اگر تو اس سے انکار کرے (یعنی اگر تمہیں اس پر قناعت نہ ہو) تو اس سے تھوڑا سا نیچے رکھ لو، اگر تو اس سے بھی انکار کرے یعنی اس سے بھی نیچے رکھنا چاہے تو (ایسا کرنے کی اجازت نہیں، کیونکہ) لنگی کا ٹخنوں پر رکھنے کا کوئی حق نہیں، (لہٰذا لنگی ٹخنوں تک نہیں ہونی چاہئے)۔

تشریح

حضور اقدس ﷺ کی اصل سنت یہ ہے کہ شلوار اور تہبند وغیرہ آدھی پنڈلیوں تک رکھی جائے، یہی سب سے بہتر ہے، اور اس سے ذرا نیچے رکھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ ٹخنے سے اوپر ہو، کیونکہ ٹخنے شلوار سے چھپانا اور شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا گناہ کبیرہ ہے جس سے احادیث میں سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ البتہ یہ حکم صرف مردوں کیلئے ہے، عورتوں کیلئے حکم یہی ہے کہ وہ اپنی شلوار کو ٹخنوں سے بھی نیچے رکھیں تاکہ ان کے ٹخنوں کا پردہ اچھی طرح ہوجائے۔

❀❀❀

[1] عَضَلَة بفتح العين وسكون الضاد و فتحها: پنڈلی کا گوشت

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے چلنے کی کیفیت کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی کیفیت کے بیان میں ہے، حضور ﷺ کی چال کا بیان اس سے پہلے بھی متعدد احادیث کے ضمن میں گزر چکا ہے، لیکن چونکہ یہ آپ کی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے اس لئے حضرت امام ترمذیؒ نے اس کیلئے الگ سے باب قائم کر کے وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں بطور خاص آپ ﷺ کے چلنے کا طریقہ بیان فرمایا گیا ہے۔ مجموعی طور پر ان احادیث سے آنحضرت ﷺ کی چال مبارک کی تین خصوصیات معلوم ہوتی ہیں:۔

① ... بلا تکلف جلدی جلدی چلنا، چنانچہ آپ خواتین کی طرح آہستہ آہستہ نہیں چلتے تھے۔

② ... چلتے وقت آگے جھک کر چلنا یعنی قدرے سر جھکا ہوا ہونا۔

③ ... پاؤں جما کر چلنا، جیسے آدمی جب اوپر سے نیچے اترتا ہے تو پاؤں جما کر رکھتا ہے اور جما کر اٹھاتا ہے۔

ہمیں بھی اپنی چال میں یہ اوصاف اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو مشق کرنے سے پیدا ہوسکتی ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے تین احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ. وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِيْ مِشْيَتِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ. إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ ❶.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کوئی چیز نہیں دیکھی، (آپ کے چہرۂ انور پر ایسی چمک تھی کہ) گویا

---

❶ مُكْتَرِثٍ: مأخوذ من الاكتراث، پرواہ کرنا، مطلب یہ ہے کہ آپ بلا تکلف اور بغیر کسی مشقت کے چلتے تھے۔

www.sukkurvi.com

سورج آپ کے چہرہ پر دمک رہا ہے۔ اور میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار بھی کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کیلئے لپیٹ دی جاتی تھی۔ ہم لوگ (آپ ﷺ کے ساتھ چلتے وقت) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے، جبکہ آپ ﷺ (وقار کے ساتھ) اپنی معمول کی رفتار سے چل رہے ہوتے تھے۔

تشریح

زمین لپیٹنے کی محسوسات میں مثال یہ ہے کہ جب ہم گاڑی وغیرہ میں ہوتے ہیں تو زمین ہمیں پیچھے جاتی ہوئی نظر آتی ہے، اسے زمین کا لپٹنا کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عام طور پر جتنی دیر میں لوگ مسافت طے کرتے ہیں آنحضرت ﷺ اس سے کم وقت میں اس کو طے کرلیا کرتے تھے۔ اس سے آپ کی تیز رفتاری معلوم ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرات صحابۂ کرامؓ کو چلتے وقت آپ کے ساتھ رہنے میں اور چلنے میں خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا۔

حدیث

۲...عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى غُفْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

ترجمہ

حضرت ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ (کے چلنے) کا ذکر فرماتے تو یہ فرماتے کہ جب نبی کریم ﷺ چلتے تھے تو قوت سے پاؤں اُٹھاتے تھے، (چلنے میں تیزی اور قوت سے ایسا لگتا تھا) گویا آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔

تشریح

قوت سے پاؤں اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ پاؤں زمین سے گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے، جس سے چلنے کی آواز پیدا ہوتی ہے، بلکہ قدم آگے بڑھاتے وقت پورے وقار کے ساتھ پاؤں اٹھا کر آگے رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین پر پاؤں یا جوتا گھسیٹ کر چلنا آپ ﷺ کے طریقہ کے اور چلنے کے ادب کے خلاف ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

حدیث

۲...عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى

www.sukkurvi.com

تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو (عاجزانہ انداز میں) آگے کی طرف کچھ جھک کر چلتے تھے، (دیکھنے میں ایسا لگتا) گویا آپ بلندی سے نیچے اُتر رہے ہیں۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے سر پر کپڑا رکھنے کا بیان

اس باب میں حضور ﷺ کے ''قِنَاع'' کا بیان ہے، ''قِنَاع'' اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو سر پر تیل لگانے کے بعد رکھا جائے تاکہ ٹوپی، عمامہ اور تکیہ وغیرہ خراب نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب سر پر تیل لگاتے تو سر پر کپڑا بھی رکھتے تھے، کیونکہ آپ کو صفائی وستھرائی کا بہت اہتمام تھا، یہ بھی آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ کپڑا تیل کی وجہ سے چکنا ہونے کے باوجود میلا اور گندا نہیں ہوتا تھا، نہ آپ کے بالوں میں کبھی جوں پڑتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے ''قِنَاع'' کا ذکر اگرچہ پیچھے کنگھی کرنے کے بیان میں بھی گزر چکا ہے، لیکن حضرت امام ترمذیؒ نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کیلئے الگ باب قائم فرمایا، تاکہ ہم بھی اپنے جسم اور کپڑوں کی صفائی وستھرائی کا اہتمام کریں، اور تیل کے استعمال کے وقت اس ادب کا خیال رکھیں کہ تیل کی وجہ سے ٹوپی، عمامہ اور کپڑے وغیرہ گندے اور چکنے نہ ہوں۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے:۔

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ.

www.sukurvi.com

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر اپنے سر مبارک پر کپڑا رکھا کرتے تھے، (اور تیل کی چکناہٹ کی وجہ سے) آپ کا یہ کپڑا تیل فروش کا کپڑا لگتا تھا (جو تیل لگنے کی وجہ سے چکنا ہوتا ہے)۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی نشست اور بیٹھنے کی کیفیت کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی کیفیت کے بیان میں ہے۔ "جِلْسَة" اگرچہ بیٹھنے کو کہتے ہیں لیکن یہاں بیٹھنے کے ساتھ لیٹنا بھی شامل ہے، یعنی اس باب کی احادیث میں بیٹھنے اور لیٹنے دونوں کی کیفیت کا بیان ہوگا۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے تین احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ. أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

ترجمہ

حضرت قَيْلَةَ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ اُکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرماتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اس طرح) عاجزانہ انداز میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو رُعب اور خوف کی وجہ سے میں کانپنے لگی۔

تشریح

قُرْفُصَاء کے دو معنیٰ بیان کئے گئے ہیں:-

① ... اُکڑوں بیٹھنا۔ یعنی سرین کے بل بیٹھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کرنا اور دونوں رانوں کو پیٹ سے ملانا، اور دونوں ہاتھوں کو یا کسی کپڑے وغیرہ کو پنڈلیوں کے اردگرد لپیٹنا، تاکہ سہارا ہوجائے۔

www.sukkurvi.com

اسی کو "گوٹ مار کر بیٹھنا" بھی کہتے ہیں۔ اس کا یہی مطلب زیادہ مشہور ہے۔

②... بعض حضرات نے قُرْفُصَاء کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ التحیات کی ہیئت اختیار کر کے دونوں گھٹنوں پر آگے کی طرف جھک کر اس طرح بیٹھنا کہ پیٹ رانوں سے مل جائے اور دونوں ہاتھ بغل میں ڈال لئے جائیں۔

حضرت قَیْلَةَ رضی اللہ عنہا کے ڈرنے کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ اس انداز سے آدمی اس وقت بیٹھتا ہے جب وہ کسی فکر اور گہری سوچ میں ہو، اور یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کو کسی معمولی بات سے اتنی فکر نہیں ہوسکتی تھی، اس لئے حضرت قَیْلَةَ رضی اللہ عنہا کو یہ خوف ہوا کہ کہیں اُمت پر کوئی عذاب تو نہیں آرہا جس کی وجہ سے آپ اس طرح فکر مند ہو کر بیٹھے ہیں۔ (حضرت قَیْلَةَ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ آپ ﷺ کے لباس کے بیان میں بھی گزر چکا ہے)۔ ❶

حدیث

۲... عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ. أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

ترجمہ

حضرت عباد بن تمیمؒ اپنے چچا حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، اس وقت آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر رکھا ہوا تھا۔

تشریح

ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر لیٹنے کی دو صورتیں ہیں:-

①... دونوں ٹانگیں پھیلی ہوئی ہوں اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر لیٹا جائے، یہ صورت جائز ہے، اس انداز سے لیٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ روایت میں یہی صورت مراد ہے، اور اس میں ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

②... دوسری صورت یہ ہے کہ چت لیٹ کر ایک ٹانگ کا گھٹنا کھڑا کیا جائے اور دوسری ٹانگ کو اس کھڑے ہوئے گھٹنے پر رکھ لیا جائے۔ اس انداز سے سونے میں اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو یہ صورت ممنوع ہے، چنانچہ بعض روایات میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر سونے کی جو ممانعت آئی ہے اس سے یہی صورت مراد ہے، کیونکہ عرب میں عام طور پر لنگی باندھنے کا رواج تھا، اور لنگی باندھ کر اس طرح لیٹنے میں ستر کھلنے کا قوی امکان ہوتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے اس سے منع

---

❶ خصائلِ نبوی، ص: ۱۱۵۔ معارف ترمذی: ۱۵۱/۵

www.sukurvi.com

فرمایا ہے۔ البتہ اگر کسی نے شلوار پہنی ہوئی ہو یا لنگی اس قدر کشادہ ہو کہ جس میں ستر کھلنے کا امکان نہ ہو تو پھر یہ صورت ممنوع نہیں ہے، بلکہ جائز ہے۔ ❶

حدیث

٢... عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ احْتَبٰى بِيَدَيْهِ.

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے ''حَبْوَہ'' بنا لیتے تھے۔

تشریح

''حَبْوَہ'' بنا کر بیٹھنے کی نشست وہی ہے جسے اردو میں ''اکڑوں بیٹھنا'' یا ''گوٹ مار کر بیٹھنا'' کہتے ہیں۔ یعنی آدمی دونوں گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے، اور سہارا لینے کیلئے دونوں ہاتھوں کو پنڈلیوں کے ارد گرد باندھ لے، اور بعض اوقات ہاتھوں کے بجائے کوئی رومال یا کپڑا وغیرہ کمر اور پنڈلیوں پر لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اہلِ عرب میں یہ طریقہ بہت رائج تھا، بیٹھنے کا یہ انداز چونکہ مسکنت اور عاجزی والا ہے، اور اس سے جسمانی راحت بھی حاصل ہوتی ہے، اسلئے حضور اقدس ﷺ اس ہیئت پر بھی بیٹھتے تھے۔ اسکے علاوہ آپ ﷺ سے مسجد میں چار زانو بیٹھنا اور تشہد کی ہیئت پر بیٹھنا بھی ثابت ہے۔ لہٰذا موقع ومحل اور طبعی نشاط کے لحاظ سے بیٹھنے کا کوئی بھی انداز اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ❷ ان تینوں صورتوں میں سنت پر عمل کرنے کی نیت کر لی جائے تو اچھا ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي تُكَأَةِ ❸ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے ٹیک لگانے کا بیان

اس باب میں اُن احادیث کا بیان ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کے تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگانے کا ذکر ہے۔ اس باب کی روایات سے خلاصہ کے طور پر درج ذیل چار باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

---

❶ مرقاۃ المفاتیح، باب الجلوس والنوم والمشي، (٧/٧٧٩٧)۔ خصائل نبوی، ص: ١١٦

❷ معارف ترمذی: ٥/١٥٥ بحوالہ جمع الوسائل: ١/٢٢٢

❸ تُكَأَة: بضم التاء وفتح الكاف على وزن هُمَزَة و لُمَزَة: وہ چیز جس پر ٹیک لگایا جائے اور سہارا لیا جائے۔

www.sulkurvi.com

①... جسم کی راحت اور سہولت کیلئے تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔ تکیہ خواہ دائیں جانب رکھا جائے یا بائیں جانب یا پیچھے کی طرف، ہر طرح جائز ہے۔

②... وعظ ونصیحت اور تعلیم کے دوران بھی ٹیک لگا کر گفتگو کرنا جائز ہے، جیسے اس باب کی حدیث نمبر (۲) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹیک لگا کر گفتگو فرمانے کا ذکر ہے۔

③... کھانا کھاتے وقت بلا عذر ٹیک لگا کر بیٹھنا پسندیدہ نہیں، چاہے کمر سے ٹیک لگائے یا صرف ہاتھ سے زمین پر سہارا لے، یا دائیں بائیں جانب دیوار یا تکیہ سے ٹیک لگائے، سب صورتیں ناپسندیدہ ہیں، کیونکہ ٹیک لگا کر کھانا تواضع کے خلاف ہے، نیز اس طرح کھانا زیادہ کھایا جاتا ہے جو اچھا نہیں، اس کے علاوہ ٹیک لگا کر کھانے سے کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہے جو صحت کیلئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے عام حالات میں ٹیک لگا کر کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے، البتہ اگر کوئی عذر اور مجبوری ہو کہ ٹیک لگائے بغیر کھانا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ٹیک لگا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

④... چوتھی بات جو اِس باب میں اگرچہ صراحۃً مذکور نہیں، لیکن ٹیک لگا کر کھانے سے مناسبت کی بناء پر اُس کا ذکر کرنا بھی مُفید ہے، اور وہ یہ ہے کہ کھانے کے وقت بیٹھنے کی مسنون اور مستحب ہیئت کیا ہونی چاہئے؟ اس کے بارے میں اُصولی بات یہ ہے کہ کھانے کی طرف ذرا سا جھک کر عاجزانہ انداز میں بیٹھنا چاہئے، جس کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں:

①... التحیات کی صورت میں بیٹھ کر کھانا۔ اسی میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ التحیات کی صورت میں بیٹھ کر دایاں پاؤں یا بایاں پاؤں کھڑا کرلے اور صرف ایک پاؤں پر بیٹھ کر کھائے۔

②... دوسری صورت ''اِقْعَاء'' کی ہے، یعنی پنڈلی اور ران ملا کر دونوں زانو کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیٹھنا ثابت ہے۔ یہ انتہائی عاجزی والا طریقہ ہے۔

③... اکڑوں بیٹھ کر کھانا، یعنی دونوں پاؤں پر اس طرح بیٹھنا کہ سرین زمین پر نہ لگے۔ [1]

ان سب صورتوں میں کھانے کا ادب واحترام اور تواضع کا اظہار ہے، اس لئے کھاتے وقت مذکورہ ہیئتوں میں سے کوئی سی ہیئت اختیار کرنی چاہئے۔ اگر ان طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار نہ ہوسکے تو چار زانو ہو کر یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا بھی جائز ہے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ نے چار احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

---

[1] معارف ترمذی مختصراً: (۵ / ۱۶۲)

www.sukkurvi.com

حدیث

۱... عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ[1] عَلَى يَسَارِهِ.

ترجمہ

حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو آپ کے بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔

تشریح

مذکورہ حدیث میں "بائیں جانب" کی قید اتفاقی ہے، بلکہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کی آخری روایت میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ "بائیں جانب" کا لفظ مشہور روایات میں نہیں ہے۔ تاہم اس سے اصل مسئلہ کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا، دائیں بائیں دونوں جانب تکیہ رکھ کر ٹیک لگانا جائز ہے۔

حدیث

۲... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ. وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. قَالَ: وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ: وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ. أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ: فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

ترجمہ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور ارشاد فرمائیے)، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ (ٹیک چھوڑ کر اہتمام سے) بیٹھ گئے حالانکہ آپ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، اور (بیٹھ کر) فرمانے لگے: جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا (راوی کو شک ہے)۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹی گواہی کی بات بار بار دُہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم لوگ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش حضور ﷺ خاموش ہو جائیں، (بار بار ارشاد نہ فرمائیں)۔

---

[1] وِسَادَة: تکیہ

www.sukkurvi.com

تشریح

حضور اقدس ﷺ نے "جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات" کے بارے میں کئی مرتبہ دُہرانے کا اہتمام اس لئے فرمایا کہ شرک اور والدین کی نافرمانی کو عام طور پر مسلمان بُرا سمجھتے ہیں لیکن جھوٹ یا جھوٹی گواہی کے بارے میں بے احتیاطی کرتے ہیں اور اسے بڑا گناہ نہیں سمجھا جاتا، جبکہ یہ اکبر الکبائر میں سے ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے بڑے بڑے گناہوں کا ذریعہ بھی بنتے ہیں، اس لئے آپ نے بار بار بیان فرمایا تا کہ اس کا گناہ ہونا اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔

اور حضرات صحابۂ کرامؓ کا یہ تمنا کرنا کہ "کاش آپ خاموش ہو جائیں"، اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں:-

① ... صحابۂ کرامؓ آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور آپ کے آرام کا بہت خیال کرتے تھے، انہوں نے محسوس کیا کہ بار بار کہنے سے آپ کو تھکاوٹ ہوگی، جبکہ ہمارے لئے آپ کا ایک بار فرمانا ہی کافی ہے، اس لئے یہ تمنا کی کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

② ... ممکن ہے کہ حضرات صحابۂ کرامؓ کو ڈر ہوا ہو کہ شاید آپ ہم سے ناراض ہیں، اور اسی وجہ سے بار بار ایک ہی ارشاد دُہرا رہے ہیں، اس لئے صحابۂ کرامؓ نے آپ کے خاموش ہو جانے کی تمنا کی۔

③ ... تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے سوچا کہ بار بار ایک ہی ارشاد دُہرانے سے کہیں درمیان میں کوئی ایسی بات نہ آجائے کہ جس سے اُمت کو پریشانی یا نقصان لاحق ہو، اس لئے خاموش ہونے کی تمنا کی۔

کبیرہ گناہوں کی تعداد

اس حدیث میں آپ ﷺ نے تین سب سے بڑے کبیرہ گناہ ذکر فرمائے ہیں، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے گناہ کبیرہ ہیں، جن کی تعداد میں علماء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ اس موضوع پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، مثلاً علامہ ذہبیؒ کی "الکبائر"، جس میں انہوں نے چار سو (۴۰۰) کبیرہ گناہ شمار فرمائے ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ ہیثمی نے "الزواجر" تحریر فرمائی ہے جس میں انہوں نے (۴۶۷) گناہ شمار فرمائے ہیں۔ شمائل کی شرح میں حضرت ملا علی قاریؒ نے تقریباً چالیس گناہ کبیرہ شمار فرمائے ہیں۔ اُردو میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی اپنی کتاب "گناہ بے لذت" میں صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی فہرست تحریر فرمائی ہے۔ ❶

---

❶ بندہ نے بھی بفضلہ تعالیٰ اس موضوع پر "چالیس گناہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایسے بڑے بڑے گناہوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا ہے جو آج کل ہمارے معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں، اور آسانی کیلئے چالیس گناہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق پر تقسیم کر کے لکھے ہیں، نیز ان گناہوں کی مروجہ صورتوں کا شرعی حکم بھی بیان کیا ہے۔ (بندہ عبد الرؤف سکھروی)

www.sukkurvi.com

حدیث

۳... عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

ترجمہ

حضرت ابو جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حدیث

۴... عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ عَلَى يَسَارِهِ. وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ نَحْوَ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى فِيْهِ عَلَى يَسَارِهِ إِلَّا مَا رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ.

ترجمہ

حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِتِّكَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے (انسان پر) ٹیک لگانے کا بیان

گزشتہ باب میں نبی کریم ﷺ کے تکیہ پر ٹیک لگانے کا ذکر تھا، اس باب میں آپ ﷺ کے انسان پر سہارا لینے اور ٹیک لگانے کا بیان ہے، انسان کی اہمیت کے پیش نظر اسے مستقل باب میں ذکر فرمایا، جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی کریم ﷺ بوقت ضرورت کسی انسان پر بھی سہارا اور ٹیک لگا لیتے تھے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَاكِيًا[1] فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلَى

[1] شَاكِيًا: مریض، بظاہر یہ آنحضرت ﷺ کا مرضِ وفات تھا۔ (حاشیہ خصائل نبوی، ص:۱۲۲)

www.sukkurvi.com

أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ ❶ قَدْ تَوَشَّحَ ❷ بِهِ فَصَلَّى بِهِمْ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی (مرضِ وفات میں) طبیعت ناساز تھی، آپ حضرت اسامہ بن زیدؓ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اس وقت حضور اقدس ﷺ پر ایک یمنی پھول دار چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو نماز پڑھائی۔

حدیث

۲...عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ وَعَلَى رَأْسِهِ عِصَابَةٌ صَفْرَاءُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: يَا فَضْلُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: اشْدُدْ بِهٰذِهِ الْعِصَابَةِ رَأْسِيْ. قَالَ: فَفَعَلْتُ. ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ كَفَّهُ عَلَى مَنْكِبِيْ. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ فِي الْمَسْجِدِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ کے سر مبارک پر زرد رنگ کی پٹی تھی، میں نے سلام کیا، حضور اقدس ﷺ نے (سلام کے جواب کے بعد) ارشاد فرمایا: ''اے فضل!''، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پٹی سے میرے سر کو زور سے باندھ دو۔ حضرت فضل کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، پھر نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور اپنی ہتھیلی میرے کندھے پر رکھی اور (اس پر سہارا لیکر) کھڑے ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری کی حالت میں تکلیف دُور کرنے کیلئے کوشش کرنا مثلاً سر پر کپڑا باندھنا یا کوئی اور تدبیر اختیار کرنا شرعاً جائز ہے، اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔

اس روایت میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے جس قصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اُس کا مختصر واقعہ یہ

❶ قِطْرِيٌّ (بکسرِ القاف وسکونِ الطاء وکسرِ الراء): یمنی چادر کو کہتے ہیں جو روئی سے بنائی جاتی ہے اور منقش اور دھاری دار ہوتی ہے۔

❷ از باب تفعّل: لپیٹنا، اوڑھنا۔

www.suhkurvi.com

ہے کہ آپ مسجدِ نبوی میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو جمع فرمایا، پھر حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگو! میرا دُنیا سے جانے کا وقت قریب آچکا ہے، لہٰذا جس کسی کا مجھ پر کوئی بدنی یا مالی حق ہو وہ مجھ سے وصول کرلے، اور یہ شبہ نہ کرے کہ بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے، کیونکہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت ہے اور نہ میرے مقام کے مناسب ہے، مجھے وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اپنا حق مجھ سے وصول کرلے یا معاف کردے، تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پوری بشاشت کے ساتھ جاؤں کہ کسی کا مجھ پر کوئی حق نہ ہو۔ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور وہی مضمون دوبارہ دُہرایا۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کردے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرالے، اس پر کچھ لوگوں نے دُعا بھی کروائی۔ پھر آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئے، وہاں عورتوں کو جمع فرمایا اور پردے میں اُن سے بھی یہی اعلان فرمایا جو آپ نے مردوں کے مجمع میں فرمایا تھا۔ (۱)

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو حقوق العباد کی ادائیگی کا حد درجہ اہتمام تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی اس سنت کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاملات بالکل صاف رکھیں، اور اس بات کا بیحد خیال رکھیں کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو، کسی کا کوئی حق ہمارے ذمہ نہ ہو۔ اگر کبھی زیادتی ہوجائے تو دنیا ہی میں معافی وتلافی کرلیں، تاکہ آخرت میں ذلت اور رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَكْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کی کیفیت کا بیان

اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کے طریقہ کا بیان ہے، اس باب کی احادیث سے کھانے کے بعض آداب معلوم ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

(۱)... کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہیے، یعنی انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور درمیان والی بڑی انگلی سے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ لقمہ چھوٹا رہے اور کھانا زیادہ مقدار میں نہ کھایا جائے، کیونکہ کھانے میں پانچوں انگلیوں سے کھانا حریصوں کی علامت ہے، اور بعض اوقات لقمہ بڑا ہونے کی وجہ

(۱) خصائلِ نبوی مختصراً: (ص: ۱۲۳)

www.sukkurvi.com

سے طبی نقصان کا باعث بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ اگر اس قسم کا کھانا ہو کہ تین انگلیوں سے نہ کھایا جاسکتا ہو تو چار اور پانچ انگلیوں سے کھانے میں بھی حرج نہیں۔ جیسے اور چاول اور دلیہ وغیرہ۔

②... جتنی انگلیاں کھانے میں استعمال ہوں اُنہیں کھانے کے بعد چاٹ لینا چاہئے، اور بعض روایات کے مطابق تین مرتبہ چاٹنا چاہئے، تاکہ کھانے کے تمام اجزاء اور ذرات پیٹ میں چلے جائیں اور کھانے کی برکت حاصل ہوجائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کس جزء اور کون سے ذرہ میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے، اس لئے برکت حاصل کرنے کی غرض سے انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں، نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے رزق کی قدر دانی بھی ہے جو مطلوب ہے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو کر سب سے پہلے درمیان والی بڑی انگلی، پھر شہادت کی انگلی اور آخر میں انگوٹھے کو چاٹتے تھے۔

③... عام حالات میں جب کوئی عذر نہ ہو کھاتے وقت ٹیک نہ لگانا چاہئے، البتہ عذر کی حالت میں ٹیک لگانا جائز ہے، جیسا کہ اس باب کی حدیث نمبر ۵ میں آپ ﷺ کا ٹیک لگا کر کھانا مذکور ہے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ ثَلَاثًا. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ: يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ.

ترجمہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (کھانے کے بعد) اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔ (امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: بعض روایات میں ہے کہ آپ اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے جن سے آپ کھانا کھاتے تھے)۔

حدیث

۲... عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۳... عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

ترجمہ

حضرت ابو جُحَیفَه رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حدیث

۴... عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ وَيَلْعَقُهُنَّ.

ترجمہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبیؐ کریم ﷺ (عام طور پر) اپنی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور (کھانے کے بعد) انکو چاٹ لیا کرتے تھے۔

حدیث

۵... حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَرَأَيْتُهُ يَأْكُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوعِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں، میں نے آپ کو اس حالت میں کھاتے ہوئے دیکھا کہ آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر کسی چیز سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، (یعنی کمزوری کی وجہ سے کمر کو دیوار وغیرہ سے سہارا لگا رکھا تھا)۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ خُبْزِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی روٹی کا بیان

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی روٹی کا ذکر ہے، اس باب کی احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی

www.sukurvi.com

ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فقر و فاقہ اور تنگدستی والی زندگی بسر فرمائی ہے، یہاں تک کہ کبھی دن میں دو مرتبہ جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، اور کبھی دو دن مسلسل بھی جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا، گندم کی روٹی تو دور کی بات ہے۔ آپ اور آپ کے اہل و عیال نے کئی کئی راتیں اس طرح گزاری ہیں کہ کھانے کو کچھ میسر نہ ہوتا تھا، مگر اس سب کے باوجود آپ ﷺ اپنی یہ حالت مخفی رکھتے تھے، کسی صحابی کے سامنے ظاہر نہ فرماتے تھے، ورنہ حضرات صحابۂ کرامؓ آپ پر کبھی اس طرح کی حالت نہ آنے دیتے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا، یعنی آپ خود اس طرح زندگی گزارنا پسند فرماتے تھے۔ اور یہی کیفیت حضور اقدس ﷺ کے اہل و عیال کی تھی کہ وہ بھی فقر اور تنگدستی میں رہتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کو سال بھر کا نفقہ دیدیا کرتے تھے، لیکن چونکہ ازواجِ مطہرات میں بھی صدقہ و خیرات کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ تھا اس لئے وہ اپنے نفقہ کو سال تک بچا کر نہیں رکھتی تھیں، بلکہ حسبِ موقع صدقہ کردیا کرتی تھیں، پھر خود کبھی کھجوروں پر گزارا کرتی تھیں اور کبھی فاقہ برداشت کرتی تھیں۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

حدیث

۲... عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُوْلُ: مَا كَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزُ الشَّعِيْرِ.

ترجمہ

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں سے جَو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی۔ (یعنی جب جَو کی روٹی بنتی تھی تو وہ کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے باقی نہیں بچتی تھی)۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۳... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ اللَّيَالِي الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا[1] هُوَ وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عِشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے گھر والے مسلسل کئی کئی راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیتے تھے، اُن کے پاس رات کا کھانا بھی نہیں ہوتا تھا، اور اکثر اُن کی روٹی جَو کی ہوتی تھی۔

حدیث

۴... عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ؟ يَعْنِي الْحُوَّارَى فَقَالَ سَهْلٌ: مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ حَتَّى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَعَالَى. فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ[2] عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ. قِيلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ؟ قَالَ: كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نَعْجِنُهُ.

ترجمہ

حضرت سہل بنِ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی سفید میدے کی روٹی بھی کھائی ہے؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے دنیا سے وصال تک میدہ دیکھا بھی نہیں (کھانا تو دُور کی بات ہے)۔ پھر اُن سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کیا آپ لوگوں کے پاس چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس چھلنیاں نہیں تھیں۔ پوچھا گیا پھر آپ جَو کے آٹے کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ (یعنی اس میں تنکے وغیرہ ہوتے ہیں، ان کو کیسے صاف کرتے تھے اور جَو کی روٹی کیسے بناتے تھے؟) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جَو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے، جو چھلکے اُڑنے والے ہوتے وہ اُڑ جاتے تھے، پھر باقی ہم گوندھ لیتے تھے۔

---

[1] طَاوِيًا: خالی پیٹ، بھوکا۔

[2] مَنَاخِلُ: مُنْخُل (بضم الميم وسكون النون وضم الخاء و فتحها) کی جمع: چھلنی

حدیث

۵... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَلَى خِوَانٍ وَلَا فِيْ سُكُرُّجَةٍ. وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ. قَالَ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: فَعَلَامَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ: عَلٰى هٰذِهِ السُّفَرِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا، اور نہ چھوٹی طشتری یا رکابی میں کھایا، اور نہ ہی آپ ﷺ کیلئے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ راوی (حضرت یونسؒ) کہتے ہیں میں نے حضرت قتادہؒ سے پوچھا کہ پھر کھانا کس چیز پر رکھ کر کھاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ انہی چمڑے کے دستر خوانوں پر۔

تشریح

مذکورہ حدیث میں دستر خوان پر کھانے کے معمول کو بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ''خِوان'' (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) پر کھانا نہیں کھایا، شُرّاحِ حدیث نے اس کی تین وجوہ ذکر فرمائی ہیں:-

(۱)... اصل وجہ تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے لئے بعض مصلحتوں اور حکمتوں کے پیش نظر زہد و قناعت اور سادگی والی زندگی کو اختیار فرمایا تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔[1]

(۲)... دوسری وجہ یہ ہے کہ ''خوان'' (زمین سے اونچی تپائی وغیرہ) استعمال کرنے کا منشاء بسا اوقات تکبر ہوتا ہے، تاکہ کھانا اونچا کرلیا جائے اور بار بار زیادہ سر جھکانا نہ پڑے، اور حضور ﷺ نے کھانے کے معاملے میں بھی تواضع وعبدیت کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا اس لئے آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اس کے استعمال سے گریز فرمایا۔[2]

(۳)... تیسری وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں عربوں میں یہ ''خوان'' رائج نہیں تھا، اور ظاہر ہے کہ جب رواج نہیں تھا تو وہاں بآسانی دستیاب بھی نہیں ہوتا ہوگا، خصوصاً اس لئے کہ خوان پیتل وغیرہ سے بنایا جاتا تھا اور اتنا بھاری ہوتا تھا کہ اسے دو آدمی مل کر ہی اٹھا سکتے تھے، اس لئے آپ

---

[1] شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۹/۴۶۸)

[2] تحفة الأحوذي: (۶/۳۹۸)

www.sukkurvi.com

ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا۔ ❶

لیکن مذکورہ حدیث کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ''چونکہ آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں فرمایا اس لئے اب اس پر کھانا کھانا ناجائز یا خلافِ سنّت ہے''، کیونکہ حضور ﷺ کا کسی چیز کو استعمال نہ کرنا اس کے حرام یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں، جبکہ کوئی دلیل شرعی منع کی موجود نہ ہو، مثلاً آنحضرت ﷺ نے چھوٹی رکابیاں استعمال نہیں فرمائیں یا چپاتی تناول نہیں فرمائی (جیسا کہ حضرت انسؓ کی مذکورہ روایت میں ہے) مگر رکابیوں یا چپاتی کے استعمال کو ممنوع یا خلاف سنّت نہیں کہا جاسکتا، اسی طرح میز پر کھانا رکھ کر کھانا یہ فی نفسہ جائز اور مباح ہے۔ لہٰذا صحیح طریقہ اگرچہ یہی ہے کہ دستر خوان بچھا کر زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا جائے، یہی سنّت، افضل اور باعثِ خیر وبرکت اور باعثِ سعادت ہے اور عام حالات میں بلا حاجت اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی وجہ سے کھانے کیلئے زمین پر دستر خوان بچھانے کے بجائے کھانا میز یا ٹیبل پر رکھ کر کھا لیا جائے تو وہ بھی شرعاً ممنوع نہیں ہے، چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی کھانا کھانے میں اس ''خوان (میز)'' کا استعمال ثابت ہے۔ ❷

حدیث

۲... عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَدَعَتْ لِيْ بِطَعَامٍ وَقَالَتْ: مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَأَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِلَّا بَكَيْتُ، قَالَ: قُلْتُ لِمَ؟ قَالَتْ: أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِيْ فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، وَاللهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ.

ترجمہ

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمانے لگیں کہ میں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتی، مگر مجھے رونے کو دل چاہتا ہے تو میں رو لیتی ہوں۔ حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا ہے، اللہ کی قسم آپ ﷺ نے ایک دن میں دو

❶ تفسیر القرطبي: (۳۳۵/۵) وعمدة القاري: (۳۹۵/۱۴)

❷ (سنن ابن ماجه: ص: ۲۳۹)

www.sukkurvi.com

مرتبہ پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

حدیث

۷... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات تک پوری زندگی میں کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دن مسلسل پیٹ نہیں بھرا (چہ جائیکہ گندم کی روٹی سے پیٹ بھرتے)۔

حدیث

۸... عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا، اور نہ ہی آپ ﷺ نے کبھی چپاتی کھائی۔

www.sukkurvi.com

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ إِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے سالن کا بیان

یہ باب رسول اللہ ﷺ کے سالن کے بیان میں ہے۔ اس باب کا عنوان اگرچہ سالن کا ہے لیکن اس باب کی روایات میں سالن کے علاوہ اور مختلف چیزوں کا بھی ذکر ہے جو حضور اقدس ﷺ نے تناول فرمائی ہیں، یا پسند فرمائی ہیں یا اُن کی ترغیب دی ہے۔ جن اشیاء کا اس باب کی احادیث میں ذکر ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

①... سرکہ	②... مرغی کا گوشت
③... حُبارِیٰ (بٹیر/سرخاب/چکور)	④... زیتون کا تیل
⑤... کدو	⑥... میٹھی چیز

⑦... شہد ⑧... پہلو کا بھنا ہوا گوشت ⑨... دستی کا گوشت
⑩... پیٹھ کا گوشت ⑪... ثرید ⑫... پنیر کا ٹکڑا
⑬... بکری کا شانہ ⑭... کھجور ⑮... ستو
⑯... چقندر ⑰... کھجور، گھی اور پنیر کا ملیدہ (حلوہ)
⑱... جَو اور جَو کی روٹی

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے تینتیس (۳۳) احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔

تشریح

آپ ﷺ کے سرکہ کو پسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ سرکہ بآسانی دستیاب ہوتا ہے اور بغیر کسی مشقت کے روٹی کے ساتھ کھایا جاسکتا ہے، اس میں وقت اور محنت زیادہ نہیں ہوتی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں برکت بھی رکھی ہے، اس کے علاوہ طبی طور پر بھی مفید ہے، اس لئے کبھی کبھی سنت کے طور پر کھانا چاہئے۔ آج کل جو مصنوعی سرکہ ملتا ہے وہ بہت تیز اور کھٹا ہوتا ہے، البتہ جو دیسی سرکہ حکیموں کے پاس ملتا ہے وہ بہت مفید ہوتا ہے۔ تاہم اگر کسی کے مزاج کے موافق نہ ہوتو وہ پرہیز کرسکتا ہے۔

حدیث

۲... عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: أَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ[1] مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ.

ترجمہ

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں: کیا تم لوگ کھانے پینے کی خاطر خواہ نعمتوں میں

[1] دَقَل (بفتح الدال والقاف): ردی کھجور

www.sukkurvi.com

نہیں ہو؟ (یعنی جیسی نعمتیں تم چاہتے ہو وہ تمہیں نہیں ملیں؟) حالانکہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے پاس معمولی قسم کی کھجوروں کی بھی اتنی مقدار نہ ہوتی تھی جس سے آپ اپنا پیٹ بھر سکیں۔

تشریح

اس حدیث میں اُمت کو قناعت اور دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم دینا مقصود ہے کہ جب وسائل میں گنجائش نہ ہو تو اس دوران کھانے کی جو چیز بھی مل جائے اُس پر قناعت کرنی چاہیے، اپنے آپ کو عیش وعشرت کی زندگی کا اور ہر وقت عمدہ اور لذیذ کھانوں کا عادی نہیں بنانا چاہیے۔

حدیث

۳...عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَ الْإِدَامُ أَوِ الْأُدُمُ الْخَلُّ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔

حدیث

۴...عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَأُتِيَ بِلَحْمِ دَجَاجٍ فَتَنَحَّى ❶ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا نَتِنًا ❷ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهَا قَالَ: اُدْنُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ.

ترجمہ

حضرت زَہْدَم جَرْمی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس تھے، اتنے میں اُن کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا، مجمع میں سے ایک شخص پیچھے ہٹ گیا، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ (یعنی تم کیوں پیچھے ہٹ گئے؟)، اس نے عرض کیا: میں نے مرغی کو گندگی کھاتے ہوئے دیکھا تھا اس لئے میں نے قسم کھالی کہ مرغی نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: قریب آجاؤ (اور کھاؤ)، میں نے

❶ تَنَحَّى: الگ ہونا، دور ہونا، ایک طرف ہٹ جانا۔

❷ نَتِنًا: (بکسر التاء وسکونھا) گندی اور بدبودار چیز۔

www.sukkurvi.com

حضور اقدس ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا مقصد یہ تھا کہ جو چیز شرعاً مباح ہے اُس کو اپنے اوپر حرام کرنا درست نہیں ہے، جب حضور اقدس ﷺ نے مرغی کھائی ہے تو پھر ہمارا نہ کھانے پر اصرار کرنا مناسب نہیں، اس لئے اپنی قسم توڑ دو اور مرغی کھا لو، کیونکہ ایسے موقع پر قسم کا کفارہ دیا جاسکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرغی کھانا جائز ہے، جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ البتہ جو مرغی گندگی کھاتی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ تین دن تک اس کو باندھ کر رکھا جائے تاکہ گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں، اس کے بعد ذبح کر کے کھا لیا جائے۔ [1]

حدیث

۵... عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَى.

ترجمہ

حضرت سَفِينَہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔

تشریح

حُبَارَى کے مختلف معنی بیان کئے گئے ہیں: (۱) بٹیر (۲) سرخاب (۳) چکور۔ یہ تینوں ہی خوبصورت پرندے ہیں۔ اور تینوں معنی یہاں مراد ہو سکتے ہیں۔

حدیث

۶... عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: فَقُدِّمَ طَعَامُهُ وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى قَالَ: فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: اُدْنُ. فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْهُ. فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ [2] فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ أَبَدًا.

---

[1] الدر المختار: ۶/۳۴۰

[2] قَذِرْتُ: (مشتق من القذر) گھن محسوس کرنا۔

ترجمہ

حضرت زَہْدَم جرمی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس تھے، اتنے میں اُن کے پاس کھانا لایا گیا، جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا، مجمع میں قبیلہ بنو تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ کا آدمی بھی تھا، بظاہر وہ آزاد کردہ غلام لگتا تھا، راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص کھانے کے قریب نہیں آیا، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس سے فرمایا: قریب آجاؤ (اور کھاؤ)، میں نے حضور اقدس ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: میں نے مرغی کو ایسی (گندی) چیز کھاتے ہوئے دیکھا ہے جس کی وجہ سے مجھے اس سے گھن آتی ہے، اس لئے میں نے قسم کھا لی کہ میں آئندہ اسے کبھی بھی نہیں کھاؤں گا۔

حدیث

۷...عَنْ أَبِي أَسِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ.

ترجمہ

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا کرو اور اس تیل سے مالش بھی کیا کرو، اس لئے کہ یہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔

حدیث

۸...عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ.

ترجمہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں بھی استعمال کرو، اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔

تشریح

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃُ التین میں زیتون کی قسم کھائی ہے، اور سورۃُ النور میں زیتون کے درخت کو شجرۂ مبارکۃ یعنی مبارک درخت فرمایا ہے، چنانچہ زیتون کا پھل اور اس کا تیل بھی بابرکت ہے، اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں، متعدد بیماریوں کیلئے مفید ہے، اس لئے نبی کریم

www.sukkurvi.com

ﷺ نے اس کے کھانے اور بدن پر مالش کے طور پر استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔

حدیث

۹...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ ❶ الدُّبَّاءُ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ لِمَا أَعْلَمُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کدو پسند تھا، (ایک مرتبہ) حضور اقدس ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا یا آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی گئی (جس میں کدو بھی تھا)، میں (شوربے سے) کدو تلاش کر کر کے آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیتا تھا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور اقدس ﷺ کو کدو پسند ہے۔

حدیث

۱۰...عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ دُبَّاءً يُقَطَّعُ ❷ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: نُكَثِّرُ بِهِ طَعَامَنَا.

ترجمہ

حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کے پاس کدو دیکھا جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جا رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ (یعنی اس کا کیا بنے گا؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے ہم اپنے سالن میں اضافہ کرتے ہیں۔ (یعنی گوشت میں کدو بھی ڈالیں گے تا کہ سالن بڑھ جائے)۔

حدیث

۱۱...عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ ❸.

---

❶ يُعْجِبُ (مشتق من الاعجاب): پسند ہونا، اچھا لگنا

❷ يُقَطَّعُ (مشتق من التقطيع): کاٹنا، چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا۔

❸ قَدِيد: نمکین گوشت

www.sukkurvi.com

قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس ﷺ کی (ایک مرتبہ) دعوت کی، جس کا کھانا اُس نے خود بنایا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہوا، اُس درزی نے آپ ﷺ کی خدمت میں جَو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور گوشت تھا، میں نے آنحضرت ﷺ کو پیالہ (پلیٹ) کے تمام اطراف سے کدو تلاش فرماتے ہوئے دیکھا، چنانچہ اُس دن سے میں بھی کدو کو پسند کرتا ہوں۔

تشریح

ان احادیث سے کدو کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ کو کدو بہت پسند تھا، آپ اسے رغبت اور شوق سے تناول فرماتے تھے۔ طبّی لحاظ سے بھی یہ مفید ہے، اس کی تاثیر ٹھنڈی ہے، بآسانی جلدی پک جاتا ہے، اس لئے آپ ﷺ اسے پسند فرماتے تھے، اور آپ کی اتباع میں حضراتِ صحابۂ کرامؓ بھی اسے پسند فرماتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پلیٹ میں ہاتھ گھما کر کھانے کی ممانعت اس وقت ہے جب کھانا ایک قسم کا ہو، لیکن اگر برتن میں مختلف چیزیں ہوں تو اپنی پسند کی چیز اُٹھانے کیلئے ہاتھ اِدھر اُدھر گھمانے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ساتھ کھانے والوں کو کراہت اور ناگواری نہ ہو، نبی کریم ﷺ کی پلیٹ میں بھی ایک سے زائد چیزیں تھیں یعنی گوشت اور کدو، اس لئے آپ گوشت چھوڑ کر اپنی پسند کی چیز یعنی کدو تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے۔ چونکہ شوربا زیادہ ہوتا تھا اس لئے کدو تلاش کرنے کی نوبت آئی۔ ❶

حدیث

۱۲... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

❶ خصائلِ نبوی، ص: ۱۳۹

www.sukkurvi.com

تشریح

میٹھی چیز پسند فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے سامنے دسترخوان پر میٹھی چیز آجاتی تو آپ اسے رغبت سے تناول فرماتے تھے، یہ مطلب نہیں ہے کہ طبعی خواہش کی وجہ سے آپ میٹھی چیز کھانے کی طلب رکھتے ہوں۔

شہد بھی میٹھا ہونے کی وجہ سے ''حلواء'' میں داخل ہے، لیکن اس کو علیحدہ سے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ شہد کو دوسری تمام میٹھی چیزوں پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ احادیث میں اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حدیث

۱۲... قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ...... أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا ❶ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ.

ترجمہ

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُنہوں نے پہلو کا بُھنا ہوا گوشت حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر آپ نماز کیلئے اٹھے اور وضو نہیں کیا۔

تشریح

اس حدیث میں ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص باوضو ہونے کی حالت میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھالے تو اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بُھنا ہوا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کیا اور نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ ائمہ اربعہ اور جمہور علماءِ کرام کا یہی موقف ہے۔ البتہ بعض حضرات متقدمین کے نزدیک آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور اُن کا استدلال ان روایات سے ہے جن میں ایسے موقع پر وضو کرنے کا ذکر ہے۔ جمہور علماء کی طرف سے ان روایات کے دو جواب دیئے گئے ہیں:-

① ... یہ حکم ابتداء میں تھا، بعد میں حکم منسوخ ہوگیا۔

② ... ان روایات میں وضو سے لغوی وضو یعنی کُلّی کرنا مراد ہے، حقیقی وضو مراد نہیں ہے۔ ❷

---

❶ مَشْوِيًّا (مشتق من الشواء): بُھنا ہوا۔

❷ معارفِ ترمذی: ۵/ ۱۹۰

www.sukkurvi.com

حدیث

۱۴... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا۔

تشریح

ممکن ہے کہ یہ واقعہ اعتکاف کے زمانہ کا ہو، اور اعتکاف کی حالت میں مسجد میں کھانا پینا جائز ہے۔ اس کے علاوہ عام حالات میں بھی مسجد میں کھانے پینے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس سے مسجد خراب نہ ہو اور مسجد کا تقدس باقی رہے، تاہم بہتر یہی ہے کہ اعتکاف کے علاوہ مسجد میں کھانے پینے سے پرہیز کیا جائے۔ [1]

حدیث

۱۵... عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: ضِفْتُ [2] مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأُتِيَ بِجَنْبٍ مَشْوِيٍّ. ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ. فَحَزَّ لِي بِهَا مِنْهُ قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ: مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ؟ قَالَ: وَكَانَ شَارِبُهُ قَدْ وَفٰى. فَقَالَ لَهُ: أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ أَوْ قُصَّهُ عَلَى سِوَاكٍ.

ترجمہ

حضرت مُغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور اقدس ﷺ کے یہاں مہمان ہوا، کھانے میں ایک بھنا ہوا پہلو لایا گیا، پھر آپ ﷺ چھری لیکر اس پہلو سے میرے لئے کاٹنے لگے اور کاٹ کر مجھے دیا۔ حضرت مُغیرہ فرماتے ہیں اسی دوران حضرت بلالؓ نبی کریم ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے کیلئے آگئے، آپ ﷺ نے چھری رکھی اور ارشاد فرمایا: بلال کے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں، اسے کیا ہوا کہ اس موقع پر نماز کی اطلاع کی (حالانکہ نماز کا بہت وقت باقی ہے)۔ حضرت مُغیرہ فرماتے ہیں کہ میری (یا حضرت بلالؓ

---

[1] فتاویٰ عالمگیری: ۳۲۱/۵

[2] ضِفْتُ (مشتق من الضيافة): مہمان ہونا

www.sukkurvi.com

کی) مونچھ بہت بڑھ گئی تھی، اس پر نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: (لاؤ) میں تمہاری مونچھیں مسواک پر رکھ کر کتر دوں، یا یہ فرمایا کہ تم خود یہ مونچھیں مسواک پر رکھ کر کتر دو۔

تشریح

اس حدیث میں چار باتیں سمجھنے کی ہیں:-

①... روایات میں اختلاف ہے کہ حضرت مُغیرہ نبی کریم ﷺ کے مہمان تھے یا نبیِ کریم ﷺ اور حضرت مغیرہ دونوں کسی تیسرے شخص کے مہمان تھے؟ مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ اصلاً نبیِ کریم ﷺ کے مہمان تھے، اور اُس وقت نبیِ کریم ﷺ کی مہمانوں سمیت کسی تیسرے شخص کے یہاں دعوت تھی۔

②... اس حدیث میں چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھری سے گوشت کاٹ کر کھانا جائز ہے، جبکہ بعض روایات میں چاقو، چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے کی ممانعت آئی ہے۔ حضراتِ علماء کرامؒ نے دونوں قسم کی روایات میں مختلف طریقوں سے تطبیق دی ہے:

(الف)... ممانعت چھری سے کھانے کی ہے، جبکہ یہ واقعہ چھری سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے کے متعلق ہے، اس لئے درست ہے۔

(ب)... یہ ممانعت اس وقت ہے جب گوشت صحیح گلا ہوا ہو اور نرم ہوگیا ہو، تو اس وقت چھری کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اگر گوشت گلا ہوا نہ ہو، بلکہ سخت ہو اور چھری سے کاٹے بغیر دانتوں سے کھانا مشکل ہو تو ایسی صورت میں چھری کا استعمال بلا کراہت درست ہے۔ اس واقعہ میں ممکن ہے کہ جو گوشت آپ کے سامنے تھا وہ گلا ہوا نہ ہو، اور اس طرح کے سخت گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے۔

(ج)... بعض حضرات نے فرمایا کہ جس روایت میں ممانعت آئی ہے اُس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے"، اور عجمیوں سے اہلِ فارس یعنی ایران کے لوگ مراد ہیں جو تکبر اور غرور کی وجہ سے گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھاتے تھے اور دانتوں سے نوچ کر کھانے کو تہذیب کے خلاف سمجھتے تھے، آپ ﷺ نے ان کی مشابہت سے بچنے کی خاطر چھری کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت لازم آئے، ورنہ منع نہیں ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی روایات کے درمیان تطبیق ہوجاتی ہے۔

www.sukkurvi.com

③... حضرت بلالؓ کو تنبیہ فرمانے کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ جب حضور اقدس ﷺ مہمان کی مہمانداری میں اہتمام سے مشغول ہیں اور نماز کے وقت میں گنجائش بھی ہے تو ایسے موقع پر درمیان میں اطلاع نہیں کرنی چاہئے، بلکہ فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ نیز ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کھانے کا تقاضا ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش بھی ہو تو پہلے کھانا کھالینا چاہئے تاکہ مکمل یکسوئی کے ساتھ نماز ادا کی جاسکے، ورنہ نماز میں توجہ کھانے کی طرف جائے گی اور ذہن منتشر ہوگا۔

④... اس حدیث میں مونچھیں صاف کرنے کیلئے "قص" کا لفظ آیا ہے، جس کا معنیٰ تراشنے کے ہیں۔ یہ روایت اور دیگر روایات کے الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے حضرات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کا کتروانا سنت ہے، اور اس میں خوب مبالغہ کے ساتھ کترنا چاہئے تاکہ بال اچھی طرح صاف ہوجائیں۔ البتہ اُسترے یا بلیڈ سے مونڈنا بہتر نہیں ہے۔ [1]

حدیث

۱۶... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (کہیں سے) گوشت آیا، اس میں سے دستی کا گوشت حضور ﷺ کو پیش کیا گیا، آپ ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہو اُسے دانتوں سے نوچ کر ہی کھانا چاہئے، آپ ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے۔

حدیث

۱۷... عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ: وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ. وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ سَمُّوهُ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا، اور

[1] خصائل نبوی بتصرف، ص: ۱۴۴

www.sukkurvi.com

دستی کے گوشت میں ہی حضور اقدس ﷺ کو زہر دیا گیا، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہود نے زہر دیا تھا۔

تشریح

یہ خیبر کی فتح کے بعد کا واقعہ ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک یہودی عورت کو معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو دستی کا گوشت پسند ہے تو اس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا، جس میں اس نے دستی کے گوشت میں خوب زہر ملایا اور وہی گوشت نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کو کھانے کیلئے پیش کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی، آپ نے ایک لقمہ لیکر چبایا، ابھی نگلا نہیں تھا یا تھوڑا سا نگل لیا تھا، پھر اسے تھوک دیا۔ بعد میں اس یہودی عورت نے اپنے جرم کا اقرار کیا لیکن نبی کریم ﷺ نے اُسے معاف کردیا اور اپنی ذات کیلئے بدلہ نہیں لیا۔

حدیث

۱۸... عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: طَبَخْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِدْرًا وَقَدْ كَانَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ. فَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ قَالَ: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَمْ لِلشَّاةِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي الذِّرَاعَ مَا دَعَوْتُ.

ترجمہ

حضرت ابو عُبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے ایک ہانڈی پکائی، اور چونکہ حضور اقدس ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا اس لئے میں نے آپ ﷺ کو دستی کا گوشت پیش کیا، (اسے کھانے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دستی کا گوشت دو، میں نے (دوسری مرتبہ) آپ ﷺ کو دستی کا گوشت دیدیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دستی کا گوشت دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ (یعنی ایک بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں جو آپ نے کھالی ہیں)، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو میں جب تک دستی کا گوشت مانگتا رہتا تم مجھے (اس ہانڈی سے) دستیاں نکال کر دیتے رہتے۔

حدیث

۱۹... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَتِ الذِّرَاعُ أَحَبَّ اللَّحْمِ

www.sukkurvi.com

إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهُ كَانَ لَا يَجِدُ اللَّحْمَ إِلَّا غِبًّا. وَكَانَ يَعْجَلُ إِلَيْهَا لِأَنَّهَا أَعْجَلُهَا نُضْجًا.

ترجمہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت (ذائقہ اور لذت کی وجہ سے اتنا) پسند نہ تھا (کہ اس کے کھانے کی فکر میں رہتے ہوں)، بلکہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کو گوشت کبھی کبھی ملتا تھا، اور دستی کا گوشت چونکہ جلدی پک جاتا ہے اس لئے آپ دستی کے گوشت کی طرف دلچسپی رکھتے تھے۔

تشریح

اس حدیث میں مطلقاً پسندیدہ ہونے کا انکار نہیں ہے، بلکہ حضرت عائشہؓ اس وہم کو دور فرما رہی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا دستی کے گوشت کو پسند فرمانا اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ دنیا کی لذتوں میں رغبت رکھتے تھے یا ہر وقت آپ کا دل اسی کی طرف لگا رہتا تھا، ایسا نہیں ہے، کیونکہ یہ حضور اقدس ﷺ کی شان کے خلاف ہے۔ بلکہ پسند فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جلدی پک جاتا ہے جسے کھا کر آدمی جلدی سے فارغ ہو جائے اور ذکر و عبادت میں مشغول ہو جائے۔

حدیث

۲۰... حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ...... سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو دستی کے گوشت کے علاوہ پیٹھ کا گوشت بھی پسند تھا۔ پیٹھ کا گوشت اس لئے اچھا ہوتا ہے کہ وہ طاقتور اور چکنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسا ہو سکتا ہے کہ دو چیزیں مختلف وجوہات کی بناء پر پسندیدہ ہوں۔ اس طرح دستی کے گوشت کی علیحدہ خصوصیت ہے اور پیٹھ کے گوشت کی علیحدہ۔

حدیث

۲۱... عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔

حدیث

۲۲...عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقُلْتُ: لَا إِلَّا خُبْزٌ يَابِسٌ وَخَلٌّ. فَقَالَ: هَاتِي. مَا أَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ أُدْمٍ فِيهِ خَلٌّ.

ترجمہ

حضرت اُمِ ہانی ؓ فرماتی ہیں کہ (فتحِ مکہ کے دن) نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لے آؤ، وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوست، رشتہ دار یا پڑوسی بے تکلف ہو اور اس کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں تو بے تکلفی میں اس سے کھانے پینے کی چیز مانگی جاسکتی ہے، اور یہ ممنوع سوال میں داخل نہیں ہے۔

www.suhkurvi.com

حدیث

۲۳...عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

حدیث

۲۴...حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو طُوَالَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

حدیث

۲۵... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِنْ أَكْلِ ثَوْرِ أَقِطٍ، ثُمَّ رَآهُ أَكَلَ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کو پنیر کا ٹکڑا کھانے کے بعد وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر انہوں نے (ایک موقع پر) حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بکری کا شانہ کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تشریح

پنیر کا ٹکڑا کھانے کے بعد وضو کرنے کا واقعہ ممکن ہے اُس زمانے کا ہو جس میں آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا، پھر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے پنیر کھانے کی وجہ سے وضو نہ فرمایا ہو، بلکہ آپ کا وضو کسی اور وجہ سے ٹوٹ گیا ہو اس لئے آپ نے وضو فرمایا۔ بہر حال بعد میں ایسی چیز کھانے سے وضو کرنے کا حکم نہیں ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے بکری کا گوشت تناول فرمانے کے بعد وضو نہیں کیا۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۲۶... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِتَمْرٍ وَسَوِيْقٍ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کا ولیمہ کھجور اور ستو سے فرمایا تھا۔

حدیث

۲۷... حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ جَعْفَرٍ أَتَوْهَا فَقَالُوْا لَهَا: اصْنَعِي لَنَا طَعَامًا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ أَكْلَهُ. فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ لَا تَشْتَهِيهِ

الْيَوْمَ قَالَ: بَلٰى اصْنَعِيهِ لَنَا. قَالَ: فَقَامَتْ فَأَخَذَتْ مِنْ شَعِيرٍ فَطَحَنَتْهُ ثُمَّ جَعَلَتْهُ فِي قِدْرٍ وَصَبَّتْ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَدَقَّتِ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْهِمْ. فَقَالَتْ: هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ أَكْلَهُ.

ترجمہ

حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے، انہوں نے حضرت سلمیٰؓ سے فرمائش کی کہ ہمارے لئے ایسا کھانا بنا دیجئے جو حضور اقدس ﷺ کو پسند تھا اور آپ اس کو رغبت سے کھاتے تھے۔ حضرت سلمیٰؓ نے کہا: میرے پیارے بچو! وہ کھانا اب تمہیں پسند نہیں آئے گا۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور پسند آئے گا) آپ ہمارے لئے بنا دیجئے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمیٰؓ اٹھیں، انہوں نے کچھ جَو لئے اور انہیں پیسا، پھر اُنہیں ایک ہانڈی میں ڈال کر اوپر زیتون کا تیل ڈالا، اور کچھ مرچ مسالے پیسے (اور ہانڈی میں ڈالے)، پھر (پکا کر) اس کھانے کو ان حضرات کے سامنے لا کر رکھ دیا اور فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا اور آپ اسے رغبت سے کھاتے تھے۔

حدیث

۲۸... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِنَا فَذَبَحْنَا لَهُ شَاةً. فَقَالَ: كَأَنَّهُمْ عَلِمُوْا أَنَّا نُحِبُّ اللَّحْمَ. وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ کیلئے بکری ذبح کی، حضور اقدس ﷺ نے (ان کی دل جوئی کیلئے) فرمایا: لگتا ہے ان کو معلوم ہے کہ ہمیں گوشت پسند ہے۔ (اور حدیث میں ایک قصہ ہے۔)

تشریح

اس روایت میں حضرت امام ترمذیؒ نے جس قصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ حضرت جابرؓ کی دعوت کا مشہور واقعہ ہے جو اُنہوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر کی تھی۔ اس دعوت میں حضرت جابرؓ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے تھوڑا سا کھانا بنوایا تھا اور آپ ﷺ کو دعوت دی کہ کچھ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ لیکن آپ ﷺ نے تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرمادیا

www.sukkurvi.com

کہ جابر کے یہاں دعوت ہے سب چلیں۔ پھر آپ ﷺ نے کھانے پر دم کیا جس کی وجہ سے اتنی برکت ہوئی کہ دیگچی میں سے سالن نکلتا رہا اور آٹے سے روٹیاں پکتی رہیں، یہاں تک کہ ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھا لیا، اس کے بعد بھی سالن اور آٹا بچ گیا۔ سبحان اللہ!

حدیث

۲۹... عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَأَكَلَ مِنْهَا. وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ [1] مِنْ رُطَبٍ. فَأَكَلَ مِنْهُ. ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ انْصَرَفَ. فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عُلَالَةِ [2] الشَّاةِ. فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ترجمہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبیٔ کریم ﷺ (گھر سے) نکلے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ایک انصاری عورت کے مکان پر تشریف لے گئے، اس خاتون نے آپ کیلئے بکری ذبح کی، آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا، پھر وہ خاتون تازہ کھجوروں کی ایک بڑی پلیٹ لے آئیں، آپ ﷺ نے اس میں سے بھی کچھ تناول فرمایا، پھر آپ ظہر کی نماز کیلئے وضو کیا اور نماز ظہر ادا کی، نماز کے بعد جب واپس تشریف لائے تو اس خاتون نے بکری کا باقی ماندہ گوشت آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے اسے تناول فرمایا، پھر آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث

۳۰... عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ. وَلَنَا دَوَالٍ [3] مُعَلَّقَةٌ. قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَأْكُلُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: مَهْ يَا عَلِيُّ. فَإِنَّكَ نَاقِهٌ. قَالَتْ: فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ. قَالَتْ: فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيْرًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] قِنَاعٌ (بکسر القاف): بڑی پلیٹ، ٹرے

[2] عُلَالَةٌ (بضم العین) ہر چیز کا بقیہ حصہ۔

[3] دَوَالٍ: دَالِيَة کی جمع بمعنی کھجور کا خوشہ

www.sukkurvi.com

لِعَلِيٍّ: مِنْ هٰذَا فَأَصِبْ فَإِنَّ هٰذَا أَوْفَقُ لَكَ.

ترجمہ

حضرت اُمِ مُنذِرؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ہمارے یہاں کچی کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھجور کھانی شروع فرمادی۔ آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! تم رک جاؤ یعنی مت کھاؤ، کیونکہ (تم بیماری سے ابھی ابھی صحت یاب ہوکر اٹھے ہو اس لئے) کمزور ہو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرماتے رہے۔ اُمِ مُنذِرؓ فرماتی ہیں پھر میں نے ان حضرات کیلئے چقندر اور جو پکائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اس میں سے لو یعنی کھالو، کیونکہ یہ تمہارے لئے زیادہ موافق ہے۔

تشریح

معلوم ہوا کہ مریض کو ایسی غذا استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے جو اس کیلئے نقصان دہ ہو، اور ایسی غذا استعمال کرنی چاہئے جو اس کیلئے نافع اور مفید ہو۔

حدیث

۳۱...عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فَيَقُولُ: أَعِنْدَكِ غَدَاءٌ؟ فَأَقُولُ: لَا. قَالَتْ فَيَقُولُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَتْ: فَأَتَانِي يَوْمًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ. إِنَّهُ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلْتُ: حَيْسٌ قَالَ: أَمَا إِنِّي أَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ: ثُمَّ أَكَلَ.

ترجمہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی صبح کے وقت) میرے پاس تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ میں عرض کرتی کہ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ پھر میں روزہ کا ارادہ کرلیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے کچھ ہدیہ آیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کھجور، گھی اور پنیر کا ملیدہ (حلوہ) ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو روزے کا ارادہ کر رکھا تھا، پھر آپ نے اس میں سے کھایا۔

www.sukkurvi.com

تشریح

اس حدیث سے دو فقہی مسئلے معلوم ہوئے:-

①... نفلی روزہ کی نیت صبح کے وقت بھی آدھے دن سے پہلے پہلے کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ اس سے پہلے روزے کے منافی کوئی کام نہ کیا ہو۔ حضرات فقہاءِ حنفیہؒ کا یہی مذہب ہے۔ البتہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک نفلی روزہ کی نیت بھی رات سے کرنا ضروری ہے۔ اختلاف سے بچنے کیلئے بہتر یہی ہے کہ رات سے نیت کر لی جائے۔ تاہم اگر کسی وجہ سے رات کو نیت نہ کی ہو تو دن میں نصفُ النہار سے پہلے پہلے تک نیت کی جاسکتی ہے۔

②... نفلی روزہ رکھنے کے بعد اُسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، بلا عذر اُسے توڑنا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی ضرورت اور مجبوری ہو تو روزہ توڑنے کی گنجائش ہے، لیکن بعد میں قضا کرنا واجب ہے۔[1]

حدیث

۳۲... عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: هٰذِهٖ إِدَامُ هٰذِهٖ وَأَكَلَ.

ترجمہ

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، اس پر ایک کھجور رکھی، اور فرمایا کہ یہ کھجور اس روٹی کا سالن ہے، پھر آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

حدیث

۳۳... عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ قَالَ عَبْدُ اللهِ: يَعْنِي مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا پسند تھا۔

تشریح

ثُفل (ثاء پر پیش اور فا ساکن) کے دو معنی ہیں:-

---

[1] خصائلِ نبوی، ص: ۱۵۶

www.sukkurvi.com

①... ہانڈی یا پلیٹ میں بچا ہوا کھانا۔ یعنی آپ ﷺ سب سے آخر میں کھانا پسند فرماتے تھے، یہ کمال تواضع کی بات ہے کہ سب کے کھانے کے بعد جو کھانا بچ جاتا وہ آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔

②... دوسرے معنیٰ ”کھرچن اور تلچھٹ“ کے ہیں، یعنی آپ ﷺ کو کھرچن بہت پسند تھی۔

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الطَّعَامِ

حضور اقدس ﷺ کے کھانے کے وقت وضو کا بیان

اس باب میں دو طرح کی روایات ہیں، بعض روایات میں کھانے کے بعد حضور اقدس ﷺ کے وضو فرمانے کا ذکر ہے، جبکہ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھانے کے بعد وضو نہیں فرمایا۔ ان روایات کے بارے میں حضرات علماءِ کرام نے فرمایا ہے کہ جن روایات میں وضو کرنے کا ذکر ہے ان سے لغوی وضو مراد ہے یعنی صرف ہاتھ دھونا اور کلی کرنا مراد ہے، کیونکہ لغتِ عرب میں ہاتھ منہ دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے۔ اور جن روایات میں وضو نہ کرنے کا ذکر ہے اس سے اصطلاحی وضو مراد ہے جو طہارت حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ اس سے دونوں طرح کی روایات کے درمیان تطبیق ہوجاتی ہے اور کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

حدیث

۱... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فَقَالُوْا: أَلَا نَأْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ؟ قَالَ: إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، بعض صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: کیا ہم آپ کیلئے وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے وضو

www.sukurvi.com

کرنے کا حکم اُس وقت ہے جب میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں۔

حدیث

۲...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَائِطِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ، فَقِيْلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: أَأُصَلِّيْ فَأَتَوَضَّأُ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت کی جگہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، (اس موقع پر) نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا مجھے (اس وقت) نماز پڑھنی ہے کہ وضو کروں؟

تشریح

مذکورہ دونوں حدیثوں میں آنحضرت ﷺ نے وضو کے بارے میں جو جواب ارشاد فرمایا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وضو صرف نماز کیلئے ہوتا ہے، بلکہ وضو نماز کے علاوہ اور بہت سے کاموں کیلئے بھی ضروری ہے، مثلاً قرآن مجید کو ہاتھ لگانے اور بیت اللہ کا طواف کرنے وغیرہ کیلئے۔ لیکن چونکہ عام طور پر نماز کیلئے اکثر وضو کی نوبت آتی رہتی ہے اس لئے صرف اس کا ذکر فرمایا۔ اور اس انداز کا جواب دینے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ کھانے سے پہلے شرعی وضو کرنا ضروری نہیں، ہاتھ مُنہ دھونا کافی ہے۔

حدیث

۳...عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهُ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهُ.

ترجمہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اسلام لانے سے پہلے) تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد وضو کرنا برکت کا سبب ہے، پھر (اسلام لانے کے بعد) میں نے (ایک دن) نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو وہ سب کچھ بتایا جو میں نے تورات میں پڑھا تھا، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے سے پہلے اور بعد میں (یعنی دونوں اوقات میں) وضو کرنا برکت کا سبب ہے۔

www.sukkurvi.com

تشریح

اس حدیث میں وضو سے شرعی وضو مراد نہیں ہے، بلکہ لغوی وضو یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا مراد ہے۔ اور کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اس کے علاوہ ظاہری طور پر بھی صفائی کا ذریعہ ہے، اور طبی طور پر بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں، اس لئے اس سنت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا يَفْرُغُ مِنْهُ

ان کلمات اور دعاؤں کا بیان جو حضور اقدس ﷺ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

اس باب کی روایات میں کھانے کی مسنون دعاؤں اور بعض دیگر آداب کا ذکر ہے، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

① ...کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔ پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بہتر ہے، صرف بسم اللہ پڑھنا بھی کافی ہے۔ اس سے کھانے میں برکت ہوتی ہے، جبکہ بسم اللہ پڑھے بغیر کھانے سے شیطان کھانے میں ساتھ شریک ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے بے برکتی ہوتی ہے۔

② ... کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے درمیان جب یاد آئے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے: "بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ" (یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، کھانے کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی)۔

③ ... دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے، بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے والے کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے جو بے برکتی کا سبب ہے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً دائیں ہاتھ میں زخم وغیرہ ہو جس کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانا مشکل ہو تو ایسی مجبوری میں بائیں ہاتھ سے بھی کھانا کھایا جاسکتا ہے۔

④ ... جب کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے قریب سے کھانا چاہئے، دوسرے کے سامنے سے نہیں کھانا چاہئے۔ البتہ اگر کھانے کی مختلف قسم کی اشیاء ہوں تو اپنی پسند کی چیز لینے کیلئے اِدھر اُدھر ہاتھ بڑھانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ اس سے دوسرے کو کراہت نہ ہو۔

www.sukkurvi.com

⑤... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔

⑥... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا بھی مسنون ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ اُسے چھوڑا جاسکتا ہو اور نہ اُس سے بے نیازی اختیار کی جاسکتی ہو۔ اے ہمارے پروردگار! (ہمارے شکر کو قبول فرما)

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے سات احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ. فَلَمْ أَرَ طَعَامًا كَانَ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهُ. أَوَّلَ مَا أَكَلْنَا. وَلَا أَقَلَّ بَرَكَةً فِيْ آخِرِهِ. فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللهِ حِيْنَ أَكَلْنَا. ثُمَّ قَعَدَ مَنْ أَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللهَ تَعَالٰى فَأَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے سامنے کھانا لایا گیا، میں نے ایسا کھانا کبھی نہیں دیکھا کہ جو کھانا شروع کرتے وقت بہت بابرکت ہو اور آخر میں کھانا ختم ہوتے وقت بالکل بے برکت ہوگیا، (یعنی شروع میں بہت برکت محسوس ہوئی اور آخر میں بہت بے برکتی نظر آئی)، ہم نے (حیرت سے) عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوگیا؟ (یعنی شروع میں برکت اور آخر میں بے برکتی کا سبب کیا ہے؟) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درحقیقت ہم نے کھانے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا، (جس کی وجہ سے برکت ہوئی)، پھر بعد میں ایک شخص آکر بیٹھ گیا جس نے کھانا کھایا لیکن اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا، اس لئے شیطان بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا، (جس کی وجہ سے آخر میں بے برکتی ہوگئی)۔

حدیث

۲... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللهَ تَعَالٰى عَلٰى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ

www.sukkurvi.com

وَآخِرَهُ".

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے اور (شروع میں) اپنے کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو (کھانے کے درمیان جس وقت یاد آئے) یہ پڑھے: "بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ" (یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، کھانے کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی)

حدیث

۳...عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ. أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ فَقَالَ: ادْنُ يَا بُنَيَّ فَسَمِّ اللهَ تَعَالَى وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ.

ترجمہ

حضرت عمر بن اَبی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! قریب ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ کا نام لو، اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔

www.sukurvi.com

حدیث

۴...عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔

حدیث

۵...عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

ترجمہ

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ اُسے چھوڑا جاسکتا ہو اور نہ اُس سے بے نیازی اختیار کی جاسکتی ہو۔ اے ہمارے پروردگار! (ہمارے شکر کو قبول فرما)

حدیث

۶...عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ فِيْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چھ ساتھیوں (صحابۂ کرامؓ) کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، اتنے میں ایک بدو (دیہاتی) آیا اور دو لقموں میں سارا کھانا کھا گیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا تم سب کیلئے کافی ہو جاتا۔

حدیث

۷...عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی اس بات پر راضی اور خوش ہوتے ہیں کہ (جب) وہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

❀❀❀

www.sukkurvi.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَدَحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے (پانی کے) پیالہ کا بیان

اس باب میں لکڑی کے پیالہ کا ذکر ہے، اور یہ وہ پیالہ ہے جس سے آنحضرت ﷺ پانی وغیرہ نوش فرماتے تھے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱...عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ فَقَالَ: يَا ثَابِتُ. هٰذَا قَدَحُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکڑی کا ایک موٹا سا پیالہ نکال کر دکھایا جس پر لوہے کی چادر چڑھی ہوئی تھی، اور فرمایا کہ اے ثابت! یہ حضور اقدس ﷺ کا پیالہ ہے۔

حدیث

۲...عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ. الْمَاءَ وَالنَّبِيْذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس پیالہ سے پینے کی تمام قسم کی چیزیں یعنی پانی، نبیذ، شہد، اور دودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَاكِهَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے پھلوں کا بیان

اس باب میں اُن چیزوں کا ذکر ہے جو نبی کریم ﷺ نے پھل کے طور پر استعمال فرمائی ہیں، اس باب کی احادیث کا خلاصہ تین باتیں ہیں:-

www.sukkurvi.com

①... آپ ﷺ پھلوں کے تناول فرماتے وقت ان پھلوں کے ذائقے اور تاثیر کو بھی مد نظر رکھتے تھے، چنانچہ آپ ایسی دو چیزوں کو ملا کر استعمال فرماتے تھے جن میں سے ایک کی تاثیر ٹھنڈی ہو اور دوسری کی تاثیر گرم ہو، تاکہ اعتدال رہے، جیسے ککڑی اور کھجور، یا تربوز اور کھجور، ان میں کھجور کی تاثیر گرم ہے جبکہ ککڑی اور تربوز کی تاثیر ٹھنڈی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ایسی دو چیزوں کو بھی ملا کر تناول فرمایا ہے جن میں سے ایک میٹھی ہو اور دوسری نسبۃً پھیکی ہو، تاکہ ایک کا پھیکا پن دوسرے کی مٹھاس سے ختم ہوجائے اور مٹھاس بھی زیادہ نہ ہو، جیسے خربوزہ اور کھجور، کھجور میٹھی ہے، جبکہ خربوزہ بعض اوقات پھیکا ہوتا ہے تو اگر اس کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو اس سے خربوزہ میں بھی مناسب مٹھاس ہوجاتی ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اُن کے خواص اور تاثیر کی رعایت بھی کرنی چاہئے، کیونکہ ایسا کرنا صحت کیلئے مفید ہوتا ہے۔

②... جب موسم کا پہلا پھل کھانے کیلئے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا.

③... موسم کا پہلا پھل جب گھر میں لائیں یا کھانے پینے کی کوئی چیز گھر میں لائیں تو بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے چھوٹے بچے کو دیں، اس کے بعد بڑوں کو دیں۔

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سات احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

حدیث

۲... عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ.

ترجمہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تربوز کو تازہ تر کھجوروں کے ساتھ ملا کر تناول

www.sukkurvi.com

فرماتے تھے۔

حدیث

۳... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو خربوزہ اور تازہ تر کھجور کو ملا کر کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث

۴... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ.

ترجمہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تربوز کو تازہ تر کھجور کے ساتھ ملا کر تناول فرمایا ہے۔

حدیث

۵... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا. اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ. وَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ: ثُمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب (موسم کا) پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے، حضور اقدس ﷺ اسے لیتے اور یہ دعا پڑھتے:

www.sukurvi.com

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا. وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا. وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا. اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ. وَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهُ

(ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت فرما، اور ہمارے لئے ہمارے شہر میں برکت فرما، اور ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما۔ اے اللہ! بیشک (حضرت) ابراہیم آپ کے بندے، آپ کے دوست اور آپ کے نبی تھے، اور بیشک میں بھی آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں، اُنہوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے آپ سے مکہ مکرمہ کیلئے دعا کی تھی، میں آپ سے وہی دعائیں مدینہ طیبہ کیلئے مانگتا ہوں جو اُنہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے مانگی تھیں بلکہ اس سے دوگنا مانگتا ہوں۔ (راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا پڑھنے کے بعد) پھر حضور اقدس ﷺ جس چھوٹے بچے کو دیکھتے اُس کو بُلا کر وہ پھل اسے دیدیتے۔

حدیث

۶... عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: بَعَثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَعَلَيْهِ أَجْرٌ مِنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقِثَّاءَ. فَأَتَيْتُهُ بِهٖ وَعِنْدَهُ حِلْيَةٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ. فَمَلَأَ يَدَهُ مِنْهَا فَأَعْطَانِيْهِ.

ترجمہ

حضرت رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ فرماتی ہیں کہ مجھے (میرے چچا) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق (ٹرے ربڑی پلیٹ) دیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، جس پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، اور نبی کریم ﷺ ککڑی پسند فرماتے تھے، چنانچہ میں وہ طبق لیکر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، اُس وقت آپ ﷺ کے پاس کچھ زیورات تھے جو بحرین سے آپ کے پاس آئے تھے، آپ ﷺ نے ان زیورات سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے دیدیا۔

حدیث

۷... عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ. قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

www.sukkurvi.com

وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَأَجْرٍ زُغْبٍ. فَأَعْطَانِي مِلْءَ كَفِّهِ حُلِيًّا أَوْ قَالَتْ: ذَهَبًا.

ترجمہ

حضرت رُبَيِّعْ بِنْتِ مُعَوِّذِ بنِ عَفْرَاء فرماتی ہیں کہ میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا ایک طبق لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے مجھے اپنی ہتھیلی بھر کر زیور یا سونا عنایت فرمایا۔

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کے پینے کی چیزوں کا بیان

اس باب میں اُن چیزوں کا ذکر ہے جو نبی کریم ﷺ نے مشروب کے طور پر استعمال فرمائی ہیں، اس باب کی احادیث کا خلاصہ تین باتیں ہیں:-

① ... کھانے کے معاملے میں حضور اقدس ﷺ کے یہاں اگرچہ کوئی خاص اہتمام نہیں ہوتا تھا، بلکہ کھانے کے وقت جو چیز میسر ہوتی آپ ﷺ وہی تناول فرمالیتے تھے، لیکن میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا خاص اہتمام تھا، کیونکہ گرم موسم میں جب ٹھنڈا پانی پیا جائے تو طبعی سکون حاصل ہوتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے، چنانچہ مدینہ طیبہ سے کئی میل کے فاصلے پر "سقیا" نامی چشمہ تھا جو اَب بھی ہے وہاں سے نبی کریم ﷺ کیلئے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔ اس لئے اگر میٹھا اور ٹھنڈا مشروب استعمال کرتے وقت اتباعِ سنت کی نیت کر لی جائے تو یہ ٹھنڈا پانی پینا بھی ان شاء اللہ باعثِ ثواب ہوگا۔

② ... جب کوئی شخص اپنا بچا ہوا پانی وغیرہ مجلس میں موجود افراد میں سے کسی کو دینا چاہے تو اس میں سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے دائیں طرف بیٹھے ہوئے شخص کو دے، حدیث شریف کی رُو سے دائیں طرف بیٹھنے والے کا حق زیادہ ہے، البتہ اگر دائیں جانب والا شخص خود اپنا یہ حق چھوڑ دے تو پھر بائیں طرف والے کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ دائیں طرف کوئی شخص موجود ہو، لیکن اگر دائیں جانب کوئی بھی نہ ہو بلکہ سب سامنے ہوں تو ایسی صورت میں پلانے کا آغاز بڑی عمر والے سے کرنا چاہئے، جیسے بعض روایات میں ہے: ابدؤا

www.sulkurvi.com

بالأکبر (1)

(۳)... کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ (ترجمہ: اے اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما، اور ہمیں اس سے بہتر چیز کھلا)۔ لہٰذا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ کے بعد مذکورہ دعا بھی پڑھنی چاہئے۔ اور دودھ پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (ترجمہ: اے اللہ اس میں ہمیں برکت عطا فرما، اور ہمارے لئے اس میں اضافہ فرما)۔ اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے دو احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کو پینے کی چیزوں میں میٹھا اور ٹھنڈا (مشروب) زیادہ پسند تھا۔

تشریح

اس حدیث میں "میٹھا اور ٹھنڈا" سے عام مشروبات مراد ہیں، جس میں پانی بھی شامل ہے اور دیگر مشروبات بھی۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ہر میٹھا اور ٹھنڈا مشروب پسند تھا، خواہ وہ پانی ہو یا دودھ یا شہد کا شربت ہو یا نبیذ وغیرہ۔

حدیث

۲... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلَى مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ. فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى يَمِيْنِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ. فَقَالَ لِيْ: الشَّرْبَةُ (2) لَكَ. فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ (3) بِهَا خَالِدًا. فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ عَلَى سُؤْرِكَ (4)

---

(1) عن عكرمة: أن رسول الله ﷺ كان إذا سقى. قال: ابدءوا بالأكابر. وقال: بالأكبر (شعب الإيمان: ۱۳/ ۳۸۲)

(2) الشَّرْبَةُ (بفتح الشين وسكون الراء) پانی پینے کی باری اور حق۔

(3) آثَرْتَ (مشتق من الایثار) ترجیح دینا، مقدم کرنا۔

(4) سُؤْر (بضم السين وسكون الهمزة) جھوٹا اور بچا ہوا پانی۔

www.sukkurvi.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی، اور اس کے بعد سقیفۂ بنوساعدہ میں موجود تمام لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بڑے اچھے اور خوبصورت انداز میں بیعت کر لی (یعنی رضا اور خوشی سے بیعت کی، کسی پر کوئی جبر و اکراہ نہیں تھا)۔

تشریح

اوپر حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: بیشک تم یوسف علیہ السلام کی عورتوں کی طرح ہو۔ یہ صیغہ اگرچہ جمع کا ہے، لیکن اس سے صرف حضرت عائشہؓ مراد ہیں، تعظیماً اس طرح فرمایا۔ اس جملے میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو زلیخا کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جیسے زلیخا نے ایک نامناسب بات پر حضرت یوسف علیہ السلام سے اصرار کیا تھا، ایسے تم بھی ایک بے جا بات پر اصرار کر رہی ہو۔ یا اس بات میں تشبیہ ہے کہ جیسے زلیخا نے ملامت کرنے والی عورتوں کو کھانے کی دعوت کی جو دیکھنے میں تو مہمان نوازی تھی لیکن دل میں یہ بات تھی کہ وہ عورتیں حضرت یوسفؑ کے حسن و جمال کو دیکھیں اور مجھے معذور سمجھیں، اسی طرح حضرت عائشہؓ ظاہراً تو یہ کہہ رہی تھیں کہ میرے والد نرم دل ہیں، وہ آپ کی جگہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے، لیکن درحقیقت دل میں یہ بات تھی کہ اگر آپ ﷺ اسی بیماری میں وفات پا گئے جس میں میرے والد نمازیں پڑھا رہے ہیں تو لوگ میرے والد کو منحوس سمجھیں گے، اس لئے حضرت عائشہؓ نے زبان سے والد کے نرم دل ہونے کی بات کی۔ [1]

www.sukkurvi.com

حدیث

۱۲... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُرَبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ. قَالَتْ فَاطِمَةُ: وَا كَرْبَاهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ. إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب (مرض الوفات میں) موت کی بے چینی اور سختی محسوس فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ہائے میرے ابا کی بے چینی اور تکلیف!!! اس پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی بے چینی اور تکلیف نہیں ہوگی، بیشک آج تیرے باپ پر ایک ایسی چیز اُتری ہے جس سے قیامت تک اللہ تعالیٰ کسی کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، یعنی موت جو اٹل حقیقت

[1] خصائلِ نبوی مختصراً، ص: ۳۷۷

ہے، کسی سے ٹلنے والی نہیں ہے۔

حدیث

۱۴... حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي أَبَا أُمِّي سِمَاكَ بْنَ الْوَلِيدِ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللهُ تَعَالَى بِهِمَا الْجَنَّةَ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ. قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: فَأَنَا فَرَطٌ لِأُمَّتِي. لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سے جس شخص کے دو نابالغ بچے ذخیرۂ آخرت بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں بچوں کی بدولت اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی اُمت میں سے جس شخص کا ایک ہی بچہ آخرت میں پہنچا ہو؟ (اس کا کیا حکم ہے؟) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے وہ عورت جسے خیر کی باتیں پوچھنے کی توفیق دی گئی ہے! جس شخص کا ایک بچہ مرا ہو (اسے بھی بخش دیا جائے گا)۔ حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا: جس کا ایک بچہ بھی نہ مرا ہو؟ (تو اس کا کیا ہوگا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کیلئے میں ذخیرۂ آخرت بنوں گا، کیونکہ میری (وفات کا) رنج اُن کیلئے ایسی مصیبت ہوگا کہ اس جیسی کوئی اور مصیبت انہیں نہیں پہنچی ہوگی۔

تشریح

یعنی میرا دنیا سے اُٹھ جانا لوگوں کیلئے اتنی بڑی مصیبت اور اتنا بڑا حادثہ ہے کہ اس کے برابر کوئی اور حادثہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جن لوگوں کی نابالغ اولاد فوت نہیں ہوگی اُن کیلئے میری وفات کا حادثہ جنت میں جانے کیلئے کافی ہوگا۔ اور واقعی حضور اقدس ﷺ کی جدائی ایسی چیز ہے کہ ماں باپ، اولاد وغیرہ میں سے ہر شخص کی موت حضور اقدس ﷺ کی وفات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اسی لئے ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرلیا کرے، یعنی یہ سوچے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی جدائی پر صبر کرلیا تو

www.sukkurvi.com

اس کے مقابلے میں یہ مصیبت کیا حقیقت رکھتی ہے، اس پر بھی صبر کر لینا چاہئے۔ [1]

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِيْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس ﷺ کی میراث کا بیان

اس باب میں نبیٔ کریم ﷺ کی میراث کے متعلق احادیث کا بیان ہے، ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی وفات کے وقت جتنا مال چھوڑا تھا وہ سب صدقہ ہے، وارثوں میں تقسیم نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور اہلِ سنت والجماعت میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ترکہ ورثاء میں تقسیم نہ ہونے کی متعدد وجوہ اور حکمتیں ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:۔

①... انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، اس لئے ان کے اموال میں ان کی ملکیت باقی رہتی ہے، اور زندہ آدمی کے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کا آپ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

②... اگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مال میں میراث جاری ہوتی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی بدنصیب وارث مال کے لالچ میں نبی کو جان سے مارنے کا منصوبہ بناتا یا دل میں اس کی تمنا کرتا، اور یہ دونوں باتیں اس کی بربادی کا سبب ہوتیں، اس لئے انبیاءِ کرام علیہم السلام کے متروکہ اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔

③... کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ نبی نے نبوت کا دعویٰ اس لئے کیا ہے تاکہ خوب مال جمع کرے اور اپنے اہل وعیال کو مالدار چھوڑ کر جائے۔ [2] اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے سات (۷) احادیث ذکر فرمائی ہیں:۔

حدیث

۱... عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهٗ وَبَغْلَتَهٗ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

---

[1] خصائلِ نبوی، ص: ۳۸۱

[2] خصائلِ نبوی مختصراً، ص: ۳۸۲

www.sukkurvi.com

ہے، کسی سے ٹلنے والی نہیں ہے۔

حدیث

۱۴... حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي أَبَا أُمِّي سِمَاكَ بْنَ الْوَلِيدِ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللهُ تَعَالَى بِهِمَا الْجَنَّةَ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ. قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: فَأَنَا فَرَطٌ لِأُمَّتِي، لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سے جس شخص کے دو نابالغ بچے ذخیرۂ آخرت بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں بچوں کی بدولت اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی اُمت میں سے جس شخص کا ایک ہی بچہ آخرت میں پہنچا ہو؟ (اس کا کیا حکم ہے؟) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے وہ عورت جسے خیر کی باتیں پوچھنے کی توفیق دی گئی ہے! جس شخص کا ایک بچہ مرا ہو (اسے بھی بخش دیا جائے گا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک بچہ بھی نہ مرا ہو؟ (تو اس کا کیا ہوگا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کیلئے میں ذخیرۂ آخرت بنوں گا، کیونکہ میری (وفات کا) رنج اُن کیلئے ایسی مصیبت ہوگا کہ اس جیسی کوئی اور مصیبت انہیں نہیں پہنچی ہوگی۔

تشریح

یعنی میرا دنیا سے اُٹھ جانا لوگوں کیلئے اتنی بڑی مصیبت اور اتنا بڑا حادثہ ہے کہ اس کے برابر کوئی اور حادثہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جن لوگوں کی نابالغ اولاد فوت نہیں ہوگی اُن کیلئے میری وفات کا حادثہ جنت میں جانے کیلئے کافی ہوگا۔ اور واقعی حضور اقدس ﷺ کی جدائی ایسی چیز ہے کہ ماں باپ، اولاد وغیرہ میں سے ہر شخص کی موت حضور اقدس ﷺ کی وفات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اسی لئے ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرلیا کرے، یعنی یہ سوچے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی جدائی پر صبر کرلیا تو

www.sukkurvi.com

اس کے مقابلے میں یہ مصیبت کیا حقیقت رکھتی ہے، اس پر بھی صبر کر لینا چاہئے۔ ❶

❀❀❀

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِيْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا بیان

اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے متعلق احادیث کا بیان ہے، ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت جتنا مال چھوڑا تھا وہ سب صدقہ ہے، وارثوں میں تقسیم نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور اہلِ سنت والجماعت میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ترکہ ورثاء میں تقسیم نہ ہونے کی متعدد وجوہ اور حکمتیں ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:-

① ... انبیاء کرام علیہم السلام اپنی وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، اس لئے ان کے اموال میں ان کی ملکیت باقی رہتی ہے، اور زندہ آدمی کے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا آپ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

② ... اگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں میراث جاری ہوتی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی بدنصیب وارث مال کے لالچ میں نبی کو جان سے مارنے کا منصوبہ بناتا یا دل میں اس کی تمنا کرتا، اور یہ دونوں باتیں اس کی بربادی کا سبب ہوتیں، اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے متروکہ اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔

③ ... کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ نبی نے نبوت کا دعویٰ اس لئے کیا ہے تاکہ خوب مال جمع کرے اور اپنے اہل وعیال کو مالدار چھوڑ کر جائے۔ ❷ اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے سات (۷) احادیث ذکر فرمائی ہیں:-

حدیث

۱... عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

---

❶ خصائلِ نبوی، ص: ۳۸۱

❷ خصائلِ نبوی مختصراً، ص: ۳۸۲

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ ہیں، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ترکہ میں صرف ہتھیار اور (اپنی سواری کا) خچر چھوڑا تھا، اور کچھ زمین چھوڑی تھی، جس کو (اپنی زندگی میں ہی) صدقہ (یعنی وقف) فرما گئے تھے۔ (حضور اقدس ﷺ کے استعمالی کپڑوں اور گھریلو سامان کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ ان چیزوں کے مقابلے میں معمولی مالیت کی چیزیں تھیں۔)

حدیث

۲... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ فَقَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي فَقَالَتْ: مَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ. وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں، (وہ اس وقت تمام مسلمانوں کے خلیفۂ اوّل تھے) اور یہ دریافت فرمایا کہ تمہارا وارث کون ہوگا؟ (وہ شاید یہ سمجھتی تھیں کہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ کے مال میں میراث جاری نہیں ہوئی، اس لئے انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں سوال کیا)، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اہل، اور میری اولاد۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: پھر میں اپنے والد ﷺ کی متروکہ چیزوں کی وارث کیوں نہیں بنی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حکمِ شرعی واضح کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا''، البتہ میں (وقف کا متولی ہونے کی وجہ سے) ان تمام لوگوں کی کفالت کروں گا جن کی رسول اللہ ﷺ کفالت کیا کرتے تھے، اور جن لوگوں پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے میں بھی ان پر خرچ کروں گا۔

حدیث

۳... عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُولُ كُلُّ

www.sukkurvi.com

وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ: أَنْتَ كَذَا. أَنْتَ كَذَا. فَقَالَ عُمَرُ. لِطَلْحَةَ. وَالزُّبَيْرِ. وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. وَسَعْدٍ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ. إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ. إِنَّا لَا نُوْرَثُ؟. وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ترجمہ

حضرت ابو البَخْتَرِی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کے دور خلافت میں ان) کے پاس تشریف لائے، دونوں میں سے ہر ایک دوسرے پر اعتراض کر رہا تھا، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے اور تو ایسا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میں تمہیں اللہ جل شانہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم سب نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ "نبی کا ہر مال صدقہ ہوتا ہے، سوائے اس کے جو اللہ تعالی ان کو کھلائے، ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا"۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ (یہ قصہ آگے حدیث نمبر ۶ میں آرہا ہے۔)

حدیث

۴... عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم انبیاء کی جماعت جو مال چھوڑتی ہے، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (یعنی صدقات کے مصارف میں خرچ کیا جاتا ہے۔)

حدیث

۵... عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا. مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے ورثاء دینار اور درہم تقسیم نہ کریں، میرے ترکہ میں سے میری بیویوں کا خرچہ اور میرے عامل

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جو اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ ہیں، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ترکہ میں صرف ہتھیار اور (اپنی سواری کا) خچر چھوڑا تھا، اور کچھ زمین چھوڑی تھی، جس کو (اپنی زندگی میں ہی) صدقہ (یعنی وقف) فرما گئے تھے۔ (حضور اقدس ﷺ کے استعمالی کپڑوں اور گھریلو سامان کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ ان چیزوں کے مقابلے میں معمولی مالیت کی چیزیں تھیں۔)

حدیث

۲... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ فَقَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي، فَقَالَتْ: مَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ. وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں، (وہ اس وقت تمام مسلمانوں کے خلیفۂ اوّل تھے) اور یہ دریافت فرمایا کہ تمہارا وارث کون ہوگا؟ (وہ شاید یہ سمجھتی تھیں کہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ کے مال میں میراث جاری نہیں ہوئی، اس لئے انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں سوال کیا)، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اہل، اور میری اولاد۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: پھر میں اپنے والد ﷺ کی متروکہ چیزوں کی وارث کیوں نہیں بنی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حکمِ شرعی واضح کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا''، البتہ میں (وقف کا متولی ہونے کی وجہ سے) ان تمام لوگوں کی کفالت کروں گا جن کی رسول اللہ ﷺ کفالت کیا کرتے تھے، اور جن لوگوں پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے میں بھی ان پر خرچ کروں گا۔

حدیث

۳... عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُولُ كُلُّ

وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ: أَنْتَ كَذَا. أَنْتَ كَذَا. فَقَالَ عُمَرُ. لِطَلْحَةَ. وَالزُّبَيْرِ. وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. وَسَعْدٍ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ. إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ. إِنَّا لَا نُوْرَثُ؟. وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ترجمہ

حضرت ابو البَخْتَرِی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کے دور خلافت میں ان) کے پاس تشریف لائے، دونوں میں سے ہر ایک دوسرے پر اعتراض کر رہا تھا، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے اور تو ایسا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میں تمہیں اللہ جل شانہٗ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم سب نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ "نبی کا ہر مال صدقہ ہوتا ہے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ ان کو کھلائے، ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا"۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ (یہ قصہ آگے حدیث نمبر ۶ میں آرہا ہے۔)

حدیث

۴...عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم انبیاء کی جماعت جو مال چھوڑتی ہے، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (یعنی صدقات کے مصارف میں خرچ کیا جاتا ہے۔)

حدیث

۵...عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا. مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے ورثاء دینار اور درہم تقسیم نہ کریں، میرے ترکہ میں سے میری بیویوں کا خرچہ اور میرے عامل

www.sukkurvi.com

(یعنی خلیفہ وقت یا زمینوں کے منتظم) کا خرچہ نکالنے کے بعد جو کچھ بچے وہ صدقہ ہے۔

تشریح

عامل کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے مراد دو شخص ہیں:۔

①... ایک وہ شخص جو حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا خلیفہ ہو جیسے حضرت صدیق اکبرؓ۔

②... دوسرے وہ شخص جو زمینوں کی پیداوار جمع کرنے والا ہو، یعنی جو زمینوں کا ناظم اور نگران ہو۔

خلیفہ کی تنخواہ بیت المال کے ذمہ ہے اور ناظم کو صدقہ یعنی وقف سے تنخواہ ملے گی۔

(خصائل نبوی ص ۲۵۴)

حدیث

۶... عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَطَلْحَةُ، وَسَعْدٌ، وَجَاءَ عَلِيٌّ، وَالْعَبَّاسُ، يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ: أَنْشُدُكُمْ بِالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ. فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

ترجمہ

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اتنے میں ان کے پاس حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے آئے، (تھوڑی دیر کے بعد) حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جھگڑتے ہوئے تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب حضرات کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں: کیا تمہیں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد معلوم ہے کہ ”ہم انبیاء کی جماعت کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے، جو کچھ ہم ترکہ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے“؟ ان سب حضرات نے فرمایا: بیشک نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے، اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

تشریح

اس حدیث میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جس قصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے

www.sukkurvi.com

کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں حضرات حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے، اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس پہلے سے چند اکابر صحابۂ کرامؓ تشریف فرما تھے، ان دونوں حضرات کی تشریف آوری کا مقصد یہ تھا کہ زمین کی تولیت کے معاملہ میں اُن کے اختلاف کو ختم کروائیں۔ در اصل معاملہ یہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد پہلے تو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ حضور ﷺ کی میراث میں سے حصہ طلب کرنے کیلئے حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس آئے، حضرت عباسؓ چچا ہونے کی حیثیت سے اور حضرت علیؓ اپنی بیوی حضرت فاطمہؓ کے شوہر ہونے کی حیثیت سے ان کا حصہ طلب کرنے کیلئے، لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے سامنے یہ بات واضح فرمائی کہ نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، وہ صدقہ ہوتی ہے۔اس کے بعد ان حضرات نے حضرت عمرؓ سے مدینہ منورہ میں بنو نضیر کی زمین کی تولیت ان کے حوالہ کرنے کی درخواست کی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے مناسب سمجھا کہ مدینہ منورہ میں بنو نضیر کی زمین کی تولیت ان حضرات کے حوالے کر دی جائے، چنانچہ ان دونوں حضرات کو مشترکہ طور پر اس زمین کا منتظم اور نگران بنا دیا اور یہ عہد لیا کہ اس کی پیداوار میں اسی طرح عمل کرو گے جیسے رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ عمل کرتے تھے، تاہم خیبر اور فدک کی زمینوں کا انتظام حضرت عمرؓ نے اپنے پاس ہی رکھا۔ لیکن ان دونوں حضرات کے مزاج میں بہت فرق تھا، اسی وجہ سے آمدنی کے خرچ کی کیفیت میں اختلاف ہوتا تھا، چنانچہ اس اختلاف کو ختم کرنے کیلئے یہ دونوں حضرات حضرت عمرؓ کی خدمت میں تشریف لائے، تاکہ حضرت فاروق اعظمؓ مذکورہ زمین تقسیم کر کے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ حصے کا منتظم بنا دیں۔ لیکن حضرت فاروق اعظمؓ نے ان حضرات کے اس مطالبہ کو پورا نہیں فرمایا، وجہ یہ تھی کہ اگر اِن دونوں کو علیحدہ علیحدہ زمین کی تولیت سپرد کی جاتی تو آگے چل کر اندیشہ تھا کہ لوگ اسے میراث کی تقسیم نہ سمجھ لیں اور یہ خیال کریں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے فیصلے سے رجوع فرمالیا ہے، اس اندیشے کی بناء پر حضرت عمرؓ نے مشترکہ ذمہ داری ہی باقی رکھی۔ البتہ بعد میں حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں حضرت عباسؓ نے خود ہی حضرت علیؓ کے حق میں دست برداری اختیار کر لی اور اس زمین سے علیحدگی اختیار فرمالی، اس لئے پھر یہ زمین تنہا حضرت علیؓ کے زیر انتظام رہی، اور ان کے بعد حضرت علیؓ کے صاحبزادگان اس کو سنبھالتے رہے۔ ❶

حدیث

۷... عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا

---

❶ خصائل نبوی بتصرف واختصار، ص: ۳۹۰ بحوالہ فتح الباری

www.sukkurvi.com

دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا. قَالَ: وَأَشُكُّ فِي الْعَبْدِ وَالْأَمَةِ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے نہ دینار چھوڑا اور نہ درہم، نہ بکری اور نہ اونٹ، راوی کہتے ہیں کہ مجھے غلام اور باندی کے ذکر میں شک ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''نہ غلام اور نہ باندی'' یا نہیں فرمایا تھا۔ (دوسری روایت میں صراحت ہے کہ یہ جملہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔)

❁❁❁

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ

حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

اس باب کی احادیث میں نبیٔ کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنا بلاشبہ درست اور برحق ہے، اور یہ ایک مسلمان کیلئے بہت بڑے اعزاز اور فضیلت کی بات ہے، اور یہ بھی حضور اقدس ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جو شخص آپ کو خواب میں دیکھتا ہے وہ واقعی حضور ﷺ کو دیکھتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کو شیطان کے اثر سے محفوظ رکھا ہے، اسلئے شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ آپ جیسی صورت بنا کر کسی کے خواب میں آسکے۔

یہ مضمون متعدد احادیث میں مذکور ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ خواب کی تین قسمیں ہیں، خواب کبھی شیطانی ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ ڈراتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے، اور کبھی نفسانی ہوتا ہے یعنی انسان بیداری کی حالت میں جو کچھ سوچتا اور دیکھتا ہے وہ اسے خواب میں نظر آتا ہے، اور خواب کبھی من جانب اللہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتا ہے، بہرحال اگر خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت آپ کے معروف حلیۂ مبارک سے ہٹ کر کسی نامناسب حالت میں ہو تو وہ خواب دیکھنے والے کے ایمان و اعمال کی کمزوری کی علامت ہے۔ ورنہ وہ بھی حضور ﷺ ہی کی زیارت ہے، البتہ یہ فرق دیکھنے والے کی نظر کا ہے جیسے رنگین چشمہ سے لال پیلا نظر آتا ہے، جو چشمہ کی وجہ سے ہے، اصل چیز لال پیلی نہیں ہوتی، ایسی صورت میں اگر خواب میں آپ کی طرف سے کسی خلافِ شرع بات کا حکم دیا جا رہا ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ عام انسان کا خواب حجت نہیں ہے، ایسے خواب میں بہت سے احتمالات ہوسکتے ہیں۔ اور اگر خواب میں حضور ﷺ کو معروف حلیہ میں دیکھے تو اس نے واقعۃً حضور ﷺ ہی کی زیارت کی، اور حضور ﷺ کی زیارت بالکل درست ہے، جیسا کہ اس باب کی

www.sukkurvi.com

احادیث سے ثابت ہے۔

اس باب میں حضرت امام ترمذیؒ نے سات (۷) احادیث اور آخر میں دو نصیحتیں ذکر فرمائی ہیں: ۔

حدیث

۱... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھے ہی دیکھا ہے، اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

حدیث

۲... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَصَوَّرُ، أَوْ قَالَ: لَا يَتَشَبَّهُ بِي.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے واقعی مجھے ہی دیکھا ہے، اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا، یا یوں فرمایا کہ: شیطان میرے مشابہ صورت نہیں بنا سکتا۔

حدیث

۳... عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي.

قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: "وَأَبُوْ مَالِكٍ هٰذَا هُوَ: سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ. وَطَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيْثَ

ترجمہ

حضرت طارق بن اَشْیَمْ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھ ہی کو دیکھا۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۴... عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُنِي. قَالَ أَبِي: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ. فَقُلْتُ: قَدْ رَأَيْتُهُ. فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقُلْتُ: شَبَّهْتُهُ بِهِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ.

ترجمہ

حضرت کُلَیْبؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خواب میں مجھے دیکھے اُس نے حقیقۃً مجھے ہی خواب میں دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

حضرت کُلَیْبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کی اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، اس وقت مجھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا خیال آیا، میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے اس خواب کی صورت کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صورت کے بہت مشابہ پایا، اس پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: واقعی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بہت مشابہ تھے۔

حدیث

۵... عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ وَكَانَ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي. فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي. هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّوْمِ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ. جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ. أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ. حَسَنُ الضَّحِكِ. جَمِيلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ. مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ. قَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ قَالَ عَوْفٌ: وَلَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا.

www.sukkurvi.com

ترجمہ

حضرت یزید فارسی رحمہ اللہ، جو قرآن مجید لکھا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک حضور اقدس ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ مجھ جیسی صورت بنائے، لہٰذا جس کسی نے بھی مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا ہے، (پھر حضرت ابن عباسؓ نے یزید فارسیؒ سے فرمایا) کیا آپ اس شخص کی صورت اور حلیہ بیان کر سکتے ہیں جس کو آپ نے خواب میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں میں اس شخص کا حال آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کا بدن مبارک اور آپ کا قد و قامت دونوں چیزیں معتدل اور درمیانی تھے، آپ کا رنگ گندمی مائل بسفیدی تھا، دونوں آنکھیں سرگیں تھیں، بہت اچھی اور عمدہ مسکراہٹ والے اور خوبصورت گول چہرے والے تھے، آپ کی ڈاڑھی ایک کان سے لے کر دوسرے کان کی درمیانی جگہ کو گھیرے ہوئے تھی، (یعنی آپ کی ڈاڑھی مبارک چوڑی اور گھنی تھی) اور اس ڈاڑھی نے آپ کے سینہ کے بالائی حصے یعنی گردن کے نچلے حصے کو بھر رکھا تھا یعنی آپ کی ڈاڑھی لمبی تھی۔

اس حدیث کے راوی عوف بن ابی جمیلہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان اوصاف کے ساتھ اور کیا کیا صفات تھیں (جن کو میرے استاذ حضرت یزید فارسیؒ نے بیان کیا تھا)، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ حضور اقدس ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کے اوصاف بیان نہ کر سکتے (یعنی آپ نے بالکل صحیح حلیۂ مبارک بیان کیا ہے اور حضور اقدس ﷺ کو آپ کی اصل مبارک صورت میں دیکھا ہے۔)

حدیث

۶...قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِيْ يَعْنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ.

ترجمہ

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے سچا خواب دیکھا یعنی حقیقۃً مجھ ہی کو دیکھا۔

www.sukkurvi.com

حدیث

۷... عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَقَالَ: وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خواب میں مجھے دیکھے اُس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا، اور نبیٔ کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

تشریح

مؤمن کا سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء کیسے ہے؟ اس کے بارے میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس میں توقف کرنا چاہئے، جیسے نبوت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اسی طرح نبوت کے اجزاء کا معاملہ بھی اُنہی کے سپرد ہے، وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ ان کے اجزاء کون کون سے ہیں اور خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء کس طرح ہے؟ البتہ بعض حضرات نے اس کی یہ توجیہ ذکر فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں چھ مہینے تک آپ کو خواب میں وحی بھیجی، اس کے بعد پھر تیئیس (۲۳) سال بیداری کی حالت میں وحی آئی، جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے، ابتدائی چھ ماہ کو اگر تیئیس سال کی نسبت سے دیکھا جائے تو وہ چھیالیسواں حصہ بنتا ہے، اسلئے سچے خواب کو مجازاً نبوت کی وحی کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔ تاہم یہ واضح رہے کہ یہ محض احتمال کے درجہ میں ایک توجیہ ہے، کوئی حتمی اور یقینی نہیں، کیونکہ روایات میں اس کی کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے، اس لئے سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ اس میں توقف کیا جائے اور اجمالی طور پر اتنا یقین رکھا جائے کہ اچھا خواب مؤمن کیلئے ایک بشارت ہے جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے، اتنا ہی اس کی عظمت و شرافت کیلئے کافی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ایک جزء میں مشابہت کی وجہ سے خواب دیکھنے والے کا نبی ہونا لازم نہیں آتا۔ [1]

---

[1] تکملۃ فتح الملہم، کتاب الرؤیا: ۳۹۰/۴

www.sukkurvi.com

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی آخر میں دو نصیحتیں

پہلی نصیحت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا ابْتُلِيْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَيْكَ بِالْأَثَرِ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تم قضاء یعنی لوگوں کے فیصلہ میں مبتلا ہو جاؤ تو پھر تم پر اثر یعنی منقولی چیز کا اتباع کرنا لازم ہے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ منصبِ قضاوغیرہ پر فائز ہونے کے بعد محض اپنی عقل کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہ کرنا، بلکہ نقلی دلیل کو سامنے رکھنا، خواہ وہ قرآنِ کریم ہو یا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو یا کسی صحابیؓ یا تابعیؒ یا سلف صالحینؒ میں سے کسی کا قول ہو۔ اور خواب کی تعبیر بتانے کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا فیصلہ ہے، اس لئے بے سوچ سمجھے محض اپنی رائے سے کوئی تعبیر نہ دینی چاہئے، بلکہ خواب میں اچھی طرح غور وفکر کر کے اور کتاب وسنت سے مدد لیکر تعبیر دینی چاہئے، اور اپنے اسلاف اور بزرگوں سے جو تعبیریں منقول ہیں اُن سے بھی مدد لینی چاہئے۔

www.sukkurvi.com

دوسری نصیحت

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: هٰذَا الْحَدِيْثُ دِيْنٌ. فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ.

ترجمہ

حضرت علامہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث یعنی علمِ حدیث (اور ایسے ہی تمام دینی علوم) دین میں داخل ہیں، لہٰذا (علم دین حاصل کرنے سے پہلے یہ) دیکھ لو کہ تم یہ دین کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔

تشریح

حضرت علامہ ابن سیرینؒ اپنے وقت کے امام اور مشہور تابعی ہیں، خوابوں کی تعبیر دینے کے امام ہیں، ن کا ارشاد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دینی علوم ہر کس وناکس سے حاصل نہیں کرنے چاہئیں، بلکہ اس ؛ اچھے استاذ کا انتخاب کرنا چاہئے جسے ان علوم میں خوب مہارت ہو، اور وہ متقی پرہیزگار ہو اور اتباع

سنت کا اہتمام کرنے والا ہو اور اہل حق میں سے ہو، کیونکہ استاذ کی اچھی بری صفات کا اثر طالبعلم میں منتقل ہوتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ تَبِعَهُمْ
بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

بندہ عبدالرؤف سکھروی

۱۰/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ
۲۸/اگست ۲۰۲۳ء

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ
استاذ الحدیث و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
بروز پیر قبیل العصر

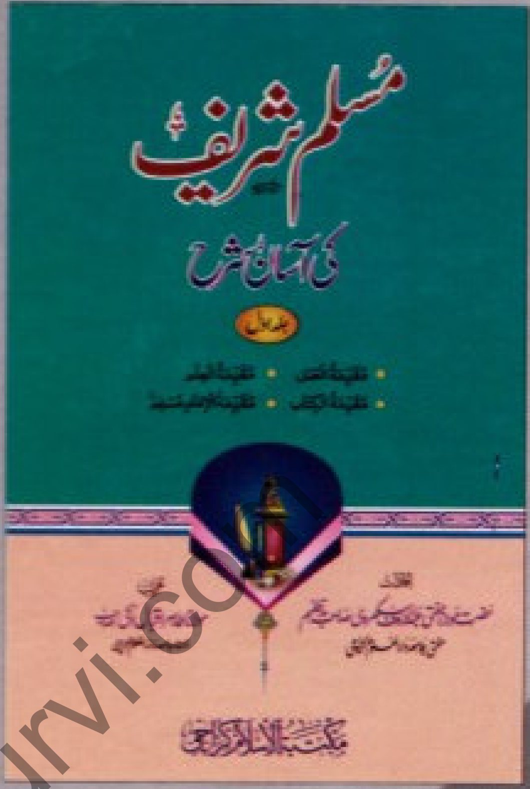

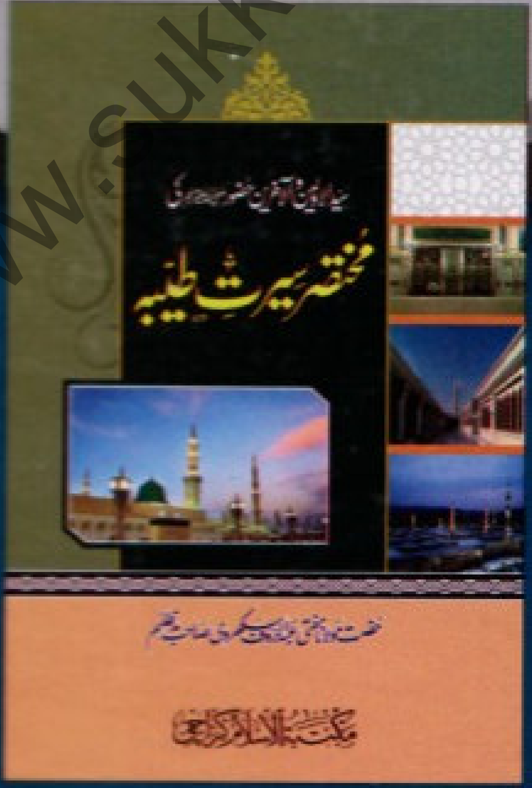

مکتبۃ الاسلام کراچی

www.sukkurvi.com